

رئیس فی کمالی

درجہ اول

لکھنوی تھانی

۵۲-۵۱۳

از قلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امین العلماء مفتی محمد اجمل صاحب
امین

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان

يَقُومُ اتَّبِعُونَ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرِّشَادِ

سَبِيلَ الرِّشَادِ لِمُسْتَدْعَى السُّدَادِ

۱۳

۵

۵۲

ملقب بہ لقب تاریخی

ردِ سیفِ میانی جو فکھنوی مٹھانی

۱۳

۵

۵۲

تصنیف

اجمل العلماء کمال لفضلہ سلطان المناظرین حضرت علامہ محقق الحق والدین

مولانا مولوی الحاج محمد اجمل شاہ مفتی ہندوستان

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان

بار سوم تاریخ ----- جون ۱۹۹۱ء

تعداد ----- ۱۱۰۰

طباعت ----- آفٹ کانڈ سفید

سائز ----- $\frac{18 \times 23}{8}$

ضخامت صفحات ----- ۳۲۰

ناشر ----- ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان

مطبع ----- محمود ریاض پرنٹرز لاہور

قیمت ----- ۲۵

باجازت مولانا محمد اول شاہ خلف اکبر مصنف رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰

سول ایجنٹ رضوی کتب خانہ - اردو بازار - لاہور

فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
۲۹	دہابیہ کے نزدیک جو انبیاء کو شفیع اور سفارشی سمجھے اور الجہل کے برابر مشرک ہے۔	۱۲	۱۲	۱
۳۰	صاحب سیفِ یمانی نے ایک غیر معروف شخص کے رسالہ کا کیوں جواب لکھا۔	۱۳	۲۱	۲
۳۰	سیفِ یمانی کا تیسرا کید اور بہتان	۱۴	۲۱	۳
۳۱	رسالہ عقائد دہابیہ کے پہلی عبارت۔	۱۵	۲۱	۴
۳۲	عبارت براہِ ریضے	۱۶	۲۱	۵
۳۲	پہلے پہل مطالبہ	۱۷	۲۱	۶
۳۲	عبارت براہین پر دوسرا مطالبہ	۱۷	۲۱	۷
۳۳	سیفِ یمانی کا کذب صریح اور چوڑھا کید	۱۸	۲۱	۸
۳۴	عبارت براہین پر سارے دہابیہ نے کوشش کی اور نتیجہ صفر ہے۔	۱۹	۲۱	۹
۳۴	سیفِ یمانی والے کو عقیدہ کا اظہار وبال جان بن گیا۔	۲۰	۲۱	۱۰
				۱۱
				۱۲
				۱۳
				۱۴
				۱۵
				۱۶
				۱۷
				۱۸
				۱۹
				۲۰
				۲۱
				۲۲
				۲۳
				۲۴
				۲۵
				۲۶
				۲۷
				۲۸
				۲۹
				۳۰
				۳۱
				۳۲
				۳۳
				۳۴
				۳۵
				۳۶
				۳۷
				۳۸
				۳۹
				۴۰
				۴۱
				۴۲
				۴۳
				۴۴
				۴۵
				۴۶
				۴۷
				۴۸
				۴۹
				۵۰
				۵۱
				۵۲
				۵۳
				۵۴
				۵۵
				۵۶
				۵۷
				۵۸
				۵۹
				۶۰
				۶۱
				۶۲
				۶۳
				۶۴
				۶۵
				۶۶
				۶۷
				۶۸
				۶۹
				۷۰
				۷۱
				۷۲
				۷۳
				۷۴
				۷۵
				۷۶
				۷۷
				۷۸
				۷۹
				۸۰
				۸۱
				۸۲
				۸۳
				۸۴
				۸۵
				۸۶
				۸۷
				۸۸
				۸۹
				۹۰
				۹۱
				۹۲
				۹۳
				۹۴
				۹۵
				۹۶
				۹۷
				۹۸
				۹۹
				۱۰۰

۲۱	سیفِ میمانی سے تیسرا مطالبہ۔	۳۵	۳۶	سیفِ میمانی نے مولوی خلیل احمد کو استعداد ثابت کر دیا۔	۴۱
۲۲	پانچواں کید۔	"	"	سیفِ میمانی کے نزدیک جو سلطان " اورنگ زیب کو عالمگیر کہے وہ مُشرک۔	۳۸
۲۳	تھانوی صاحب کا عقیدہ عبارت براہین سے ٹکرا گیا۔	"	"	وہابیہ کے نزدیک جو سلطان نوالدین محمد کو جہانگیر کہے وہ مُشرک۔	۳۹
۲۴	سیفِ میمانی سے چوتھا مطالبہ۔	۳۶	۳۶	سیفِ میمانی کے نزدیک مولوی خلیل احمد کو آفلاطون اور ارسطو سے فائق کہے وہ مُشرک ہے۔	۴۰
۲۵	سیفِ میمانی سے پانچواں مطالبہ۔	۳۶	۳۶	سیفِ میمانی کے نزدیک مولوی خلیل احمد کو آفلاطون اور ارسطو سے فائق کہے وہ مُشرک ہے۔	۴۰
۲۶	سیفِ میمانی سے چھٹا مطالبہ۔	۳۶	۳۶	سیفِ میمانی کے نزدیک مولوی محمد الحسن دیوبندی کو آفلاطون اور ارسطو سے فائق کہے وہ مُشرک ہے۔	۴۱
۲۷	سیفِ میمانی کا صاحبِ براہین پر بہتان لگانا اور اس کو لایعقل بتانا۔	۳۶	۳۶	سیفِ میمانی کا ساتھ ساتھ کید۔	۴۲
۲۸	کوئی سنی عالم حضور کیلئے علم ذاتی کا اثبات نہیں کرتا۔	۳۸	۴۱	سیفِ میمانی و براہین والے تقویتِ الیمانی حکم سے مُشرک۔	۴۲
۲۹	سیفِ میمانی سے ساتواں مطالبہ۔	۳۸	۴۲	سیفِ میمانی کی توجیہ نے مولوی احمد کو کافر بنا دیا۔	۴۴
۳۰	سیفِ میمانی سے آٹھواں مطالبہ۔	۳۸	۴۲	سیفِ میمانی کا اپنی توجیہ کے لئے عبارت براہین پیش کرنا مغالطہ ہے۔	۴۵
۳۱	سیفِ میمانی کی توجیہ نے مولوی خلیل احمد کو مُشرک بنا دیا۔	۳۹	۴۴	سیفِ میمانی کی توجیہ نے مولوی احمد کو کافر بنا دیا۔	۴۴
۳۲	سیفِ میمانی سے نواں مطالبہ۔	۳۹	۴۵	سیفِ میمانی کا اپنی توجیہ کے لئے عبارت براہین پیش کرنا مغالطہ ہے۔	۴۵
۳۳	عبارت براہین سیفِ میمانی کی توجیہ کے خلاف ہے۔	۳۹	۴۵	سیفِ میمانی کی توجیہ نے مولوی احمد کو کافر بنا دیا۔	۴۴
۳۴	سیفِ میمانی سے دسواں مطالبہ۔	۳۹	۴۶	سیفِ میمانی کی توجیہ نے مولوی احمد کو کافر بنا دیا۔	۴۴
۳۵	سیفِ میمانی کا فریب۔	۴۰	۴۶	سیفِ میمانی کی توجیہ نے مولوی احمد کو کافر بنا دیا۔	۴۴
۳۶	عبارت براہین کیلئے سیفِ میمانی کی دوسری توجیہ۔	۴۰	۴۶	سیفِ میمانی کی توجیہ نے مولوی احمد کو کافر بنا دیا۔	۴۴

۵۶	سیف یمانی کی پیش کردہ حدیث انتہا علم بامردنیا کم کا جواب	۶۱	۴۶	۴۸	یہ تفریق کہ حضور کے لئے علم ذاتی اور شیطان کے لئے علم عطائی ہے
۵۹	رسالہ عقائد وہابیہ کی دوسری عبارت حضور کو علماء دیوبند کی بدولت اُردو آنے کا خواب۔	۶۲	۴۷	۴۹	محض بیجا اور باطل ہے۔ نہیں حضور کے لئے علم ذاتی کا اثبات
۶۰	وہابیہ کی حضرت صدیقہ کی جناب میں بے ادبی۔	۶۳	۴۸	۵۰	سیف یمانی کی توجیہ نے مولوی عبدالمجید صاحب کا مدعا ثابت کر دیا۔
۶۱	براہین کے خواب کی تاویل بیکار سہجے	۶۴	۴۹	۵۱	خالص الاعتقاد کی عبارت وہابیہ کو مفید نہیں۔
۶۲	اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ملفوظات والے خواب کا جواب۔	۶۵	۵۰	۵۲	سیف یمانی سے گیارہواں مطالبہ براہین قاطعہ کے متعلق سیف یمانی کی دوسری بحث۔
۶۳	سیف یمانی کا نواں کید	۶۶	۵۱	۵۳	سیف یمانی سے بارہواں مطالبہ حضور کے لئے محیط ارض کا اثبات آیات سے۔
۶۴	وہابیہ کا خواب جس میں حضور علیہ السلام کو علماء دیوبند کا کھانا پکانے والا ثابت کیا	۶۷	۵۲	۵۴	حضور کے لئے محیط ارض کا اثبات احادیث سے۔
۶۵	رسالہ عقائد وہابیہ کی تیسری عبارت مسئلہ میلاد شریف	۶۸	۵۳	۵۵	سیف یمانی کے عذر پر ایک فرٹو سیف یمانی سے تیرہواں مطالبہ۔
۶۶	سیف یمانی سے چودھواں مطالبہ ذکر کے لئے اجتماع کا احادیث سے ثبوت۔	۶۹	۵۴	۵۶	سیف یمانی کی پیش کردہ عبادات شفا شریف کا جواب۔ آلہ علی قاری تشریح شریف میں فرماتے ہیں۔
۶۷	عقد مجلس کا حدیث سے ثبوت۔	۷۰	۵۵	۶۰	
۶۸	سیف یمانی والا بدعتی اور حدیث کا مخالف ہے۔	۷۱	۵۶		

۶۶	حضرت ابن عمر کا تیسرا اثر نماز چاشت کو بدعت حسنہ فرمانا۔	۹۰	۶۸	علامہ ابن حجر کی عبارت سے عقد۔	۷۳
۶۸	سیف یمانی کا صحابہ پر بہتان۔	۹۱	۶۹	مجلس میلاد کے سنت ہونے کا ثبوت۔	۷۴
۷۰	سیف یمانی کی دوسری حدیث میں خیانت۔	۹۲	۷۰	سیف یمانی سے پندرہ ہواں مطالبہ۔	۷۵
۷۱	سیف یمانی کے طور پر میلاد کو بدعت کہنے والا اور برا بتلانے والا گنہگار۔	۹۳	۷۱	تمام اکابر و ہابشیہ اور ان کے اعلیٰ حضرت کا اقرار برائے مولود۔	۷۶
۷۲	محدث صاحب کی پوری عبارت۔	۹۴	۷۲	سیف یمانی کا دعویٰ۔	۷۷
۷۳	عبارت مدخل کا جواب۔	۹۵	۷۳	مصنف سیف یمانی کی جہالت۔	۷۸
۷۴	حضرت شیخ محقق کی عبارت کے سات فوائد۔	۹۶	۷۴	سیف یمانی سے سولہواں مطالبہ۔	۷۹
۷۵	علامہ ابن حجر کے نزدیک اس نماز تراویح کا حکم جس میں حرام کام ہونے لگیں۔	۹۷	۷۵	تداعی کی بحث۔	۸۰
۷۶	سیف یمانی کا گیارہواں کید۔	۹۸	۷۶	بدعات مباحثہ کے لئے اجتماع و عقد مخالف کا فتویٰ رشیدیہ سے ثبوت۔	۸۱
۷۷	سیف یمانی نے عبارت مدخل کا ایک جز ہضم کر لیا۔	۹۹	۷۷	سیف یمانی سے سترہواں مطالبہ۔	۸۲
۷۸	عبارت مدخل اس میلاد کو منع کرتی ہے جس میں سماع و مزامیر ہوں۔	۱۰۰	۷۸	علامہ ابن حجر نے مدارس کی بناء کو بدعت مندوب کہا۔	۸۳
۷۹	عبارت عبد الرحمن مغربی کا جواب فتاویٰ قاضی شہاب الدین دو آبادی کی عبارت کا جواب۔	۱۰۱	۷۹	شیخ محقق نے مدارس کی بنا سنن استنجا کی رعایت کو بہتر کہا۔	۸۴
۸۰			۸۰	سیف یمانی سے اٹھارہواں مطالبہ۔	۸۵
۸۱			۸۱	وہابیہ کا دسواں کید۔	۸۶
۸۲			۸۲	حضرت ابن عمر کی دو احادیث جو سیف یمانی والی حدیث کے مخالف ہیں۔	۸۷
۸۳			۸۳	تھانوی صاحب اور تمام مقین سے حدیث کا مطالبہ۔	۸۸
۸۴			۸۴		۸۹

۱۰۸	درپردہ گنگوہی رحمت عالم ہونے کا دعوہ کیا کر رہے ہیں صاحب سیفِ یمانی کی کبینہ حرکت۔	۱۲۰	۸۸ نصیر الدین شافعی و شرف الدین مالکی کی عبارات کا جواب۔	۱۰۲
۱۰۹	اگر سات مسلمان بھی باقی نہ رہیں تو زمین اور اس کی کائنات ہلاک ہو جائے۔	۱۲۱	۸۹ القول المعتمد کی عبارت پر گفتگو اور صاحب سیفِ یمانی کی مکاری۔	۱۰۳
۱۱۱	صاحب رسالہ عقائد و ہابیہ کی نویں عبارت و ہابیہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔	۱۲۲	۹۰ عرس کا بیان۔	۱۰۴
۱۱۲	سیفِ یمانی کا جھوٹ ایک سالہ کے چار بتا دیئے۔	۱۲۳	۹۳ قبروں کو سجدہ۔	۱۰۵
۱۱۷	مولوی قاسم نانوتوی دیوبندیوں کی تحریر سے کافر۔	۱۲۴	۹۴ قبروں پر چادر ڈالنا۔	۱۰۶
۱۲۰	صاحب رسالہ عقائد و ہابیہ کی دسویں عبارت و ہابی کا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ۔	۱۲۵	۹۵ قبروں کا طواف۔	۱۰۷
۱۲۴	ہابیہ کی پیر پرستی۔	۱۲۶	۹۶ رسالہ عقائد و ہابیہ کی چوتھی عبارت۔	۱۰۸
۱۲۶	سیفِ یمانی کے عذر لغزش و خطا کا ہوا۔	۱۲۷	۱۰۰ رسالہ عقائد و ہابیہ کی پانچویں عبارت۔	۱۰۹
۱۲۸	صاحب سیفِ یمانی کی مسلم شریف سے خلط استناد۔	۱۲۸	۱۰۲ رسالہ عقائد و ہابیہ کی چھٹی عبارت۔	۱۱۰
۱۲۹	پہلی بات۔ دوسری بات۔	۱۲۹	صاحب سیفِ یمانی کی بدحواسی۔	۱۱۱
۱۳۰	تیسری بات۔	۱۳۰	صرف خلیل احمد کی تحریر کو تصدیقات سمجھ لیا۔	۱۱۲
			۱۰۴ صاحب رسالہ عقائد و ہابیہ کی ساتویں عبارت۔	۱۱۳
			۱۰۵ و ہابیہ صحابہ کو کافر کہنے والے کو اہلسنت جانتے ہیں۔	۱۱۴
			۱۰۶ صاحب رسالہ عقائد و ہابیہ کی آٹھویں عبارت۔	۱۱۵
			۱۰۷ و ہابیہ کے نزدیک رحمتہ العالمین حضور کی صفت خاصہ نہیں۔	۱۱۶

۱۳۱	چوتھی بات ۔	۱۲۹	۱۴۳	صاحب رسالہ عقائد و ہابیہ کی	۱۴۰
۱۳۲	فتاویٰ رشیدیہ سے کفریات	۱۳۰		گیارہویں عبارت ۔	۰
۱۳۳	میں عذر کرنے والوں کا حکم ۔	۱۳۱	۱۴۴	مولوی محمود حسن دیوبندی کا پہلا شعر	۱۴۱
۱۳۴	سیفِ میمانی کی دوسری مثال کا جواب	۱۳۲	۱۴۵	سیفِ میمانی کے جھوٹ ۔	۱۴۲
۱۳۵	سیفِ میمانی کی تیسری نظیر	۱۳۳	۱۴۶	سیفِ میمانی کا ثانی اشین سے استناد	۰
۱۳۶	کا جواب ۔	۰	۱۴۷	اور اس کا جواب ۔	۰
۱۳۷	تمام وہابیہ سے اسی طرح کے ایک	۱۳۴	۱۴۸	تقویت الایمانی حکم حضور کو بانی	۱۴۳
۱۳۸	خواب اور واقعہ طلاق کا سوال	۰	۱۴۹	اسلام کہنا مشرک ۔	۰
۱۳۹	وہابیہ سے مولوی اشرف علی	۰	۱۵۰	تمام وہابیہ تقویت الایمانی حکم سے	۰
۱۴۰	کے گالی دینے کے لیے عذر کا	۰	۱۵۱	مشرک ہوتے ۔	۰
۱۴۱	سوال ۔	۰	۱۵۲	وہابیہ کے نزدیک گنگوہی جی ثانی	۱۴۴
۱۴۲	وہابیہ کی طرف سے تقیہ کی تعلیم	۱۳۵	۱۵۳	خدا ہیں ۔	۰
۱۴۳	اور کلمات کفریہ کی عام اجازت ۔	۰	۱۵۴	صاحب رسالہ عقائد و ہابیہ کی	۱۴۵
۱۴۴	وہابیہ کا تقیہ	۱۳۶	۱۵۵	بارہویں عبارت	۰
۱۴۵	شامی کی عبارت کا حکم کفر فتاویٰ	۱۳۷	۱۵۶	مولوی محمود حسن کا دوسرا شعر ۔	۰
۱۴۶	قاصنی خان کا حکم کفر ۔	۰	۱۵۷	صاحبِ سیفِ میمانی کی ایک	۱۴۴
۱۴۷	اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ملفوظات	۱۳۸	۱۵۸	نئی گستاخی لکل فرعون موسیٰ	۰
۱۴۸	کی عبارت کا جواب ۔	۰	۱۵۹	کی مثال کا جواب ۔	۰
۱۴۹	سیفِ میمانی کے دوسرے کو محمود کہنے	۱۳۹	۱۶۰	مولوی محمود حسن کا تیسرا شعر ۔	۱۴۶
۱۵۰	کا جواب ۔	۰	۱۶۱	صاحب عقائد و ہابیہ کی تیرہویں	۰
۱۵۱	سیفِ میمانی کا خواب پیش کرنا مجمل	۱۴۰	۱۶۲	عبارت ۔	۰

۱۵۹	سوم کی بحث۔	۱۶۶	۱۲۷	حافظ صاحب اور خسرو صاحب	۱۵۵
۱۶۰	سیف یمانی کی عبارت شرح النفا	۱۶۷	۱	کے اشعار کا جواب۔	
"	میں قطع و برید۔		۱۲۸	گنگوہی جی کے نزدیک معنی حقیقی مراد	۱۵۶
"	فتاویٰ بزازیہ کی عبارت کا جواب۔	۱۶۸	"	ہونے کا عذر بیکار۔	
۱۶۱	سوم کے کھانے کی بحث۔	۱۶۹	۱۲۹	گنگوہی جی کے نزدیک ایہام گستاخی	۱۵۷
۱۶۳	ملا علی قاری کی عبارت کا جواب	۱۷۰	"	اور گستاخی ایک ہی چیز ہیں۔	
	اور صاحب سیف یمانی کی قابلیت		۱۵۱	صاحب رسالہ عقائد و ہابسیہ	۱۵۸
۱۶۴	شرح منہاج کی عبارت کا جواب۔	۱۷۱	"	کی چود ہویں عبارت۔	
۱۶۵	صاحب سیف یمانی کا وصیت نامہ	۱۷۲	"	حضور پر لفظ عالم الغیب کے اطلاق	۱۵۹
"	حضرت شاہ ولی اللہ صاحب		"	کا جواب۔	
"	سے غلط استدلال۔		۱۵۲	رسالہ عقائد و ہابسیہ دیوبندیہ کی	۱۶۰
۱۶۶	سیف یمانی کا فریب۔	۱۷۳	"	پندرہ ہویں عبارت۔	
"	صاحب سیف یمانی کا عبارت		۱۵۳	سیف یمانی کا اہلسنت پر بہتان	۱۶۱
"	تفسیر فتح العزیز کو سیفادہ پیش کرنا۔		۱۵۵	رسالہ عقائد و ہابسیہ کی سولہویں	۱۶۲
"	تفسیر فتح العزیز سے فاتحہ چالیسواں		"	عبارت۔	
"	دعویہ کا ثبوت۔		۱۵۶	و ہابسیہ خود اپنے قاعدے سے	۱۶۳
۱۶۸	شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی تیرہ ہوا۔	۱۷۴	"	پکے بدعتی ہیں۔	
"	صاحب سیف یمانی کا وصیت نامہ	۱۷۵	"	و ہابسیہ کے خاتم المتحققین نے وہا	۱۶۴
۱۶۸	قاضی ثناء اللہ صاحب سے لے جا	۱۷۶	۱۵۷	کی جھوٹری پھونک دی۔	
"	استدلال۔		"		
۱۶۹	صاحب سیف یمانی کا قاضی ثناء اللہ	۱۷۷	۱۵۸	شرح سفر السعادة کی عبارت	۱۶۵
	صاحب پر افتراء۔			کا جواب۔	

۱۸۵	شاہ عبدالعزیز صاحب، محدث دہلوی	۱۸۹	۱۶۲	صاحب رسالہ عقائد وہابیہ دیوبند	۱۶۸
"	کے یہاں مجلس شہادت اور کھانے	"	"	کی سترھویں عبارت۔	"
"	پر فاتح خوانی۔	"	"	مسئلہ علم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۶۹
"	مرثیہ خوانی	۱۹۰	"	حضور علیہ السلام کے لئے اشیاء کا علم	۱۸۰
۱۸۶	وہابیہ دیوبند کے قول سے شاہ صاحب	۱۹۱	۱۶۶	اسماعیل دہلوی کے نزدیک ایک معمولی	۱۸۱
"	رحمۃ اللہ علیہ اہلسنت سے خارج ہیں	"	"	آدمی کے لئے آسمان اور زمین و جنت و	"
۱۸۶	صاحب سیفِ میانی کی بدحواسی	۱۹۲	"	دوزخ کے مقامات کی سیر کا اختیار۔	"
۱۹۰	سیفِ میانی والے شاہ صاحب	۱۹۳	۱۶۷	سیفِ میانی کے قول پر اسماعیل دہلوی	۱۸۲
"	اور گنگوہی صاحب کا حکم بتائیں	"	"	مشرک و کافر۔	"
"	جنہوں نے نذر غیر اللہ کو جائز کہا۔	"	۱۸۰	رسالہ عقائد وہابیہ کی اٹھارہویں	۱۸۳
۱۹۲	صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی	۱۹۴	"	عبارت۔	"
"	بیسویں عبارت۔	"	"	دیوبندیوں کے نزدیک اُمتیوں کا	۱۸۴
"	وہابیہ کے نزدیک محرم کا شرب	۱۹۵	"	عمل میں انبیاء سے بڑھ جانا۔	"
"	نا جائز اور دیوالی کی پوری کچوری	"	"	وہابیہ کو انبیاء سے عمل میں فاتح	۱۸۵
"	جائز۔	"	"	ہونے کا گھنڈ۔	"
۱۹۴	مسئلہ امکان کذب۔	۱۹۶	۱۸۲	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کو نہ	۱۸۶
۱۹۴	وہابیہ کی اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ثابت	۱۹۷	"	عملی فوقیت حاصل ہے نہ علمی	"
"	کرنے کی کوششیں۔	"	"	معاذ اللہ۔	"
۱۹۷	وہابیہ نے امکان کذب کا عقیدہ معتزلہ	۱۹۸	۱۸۳	رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی	۱۸۷
"	سے لے لیا۔	"	"	انیسویں عبارت	"
۲۰۱	سیفِ میانی نے خود اپنی اور	"	"	فاتحہ امین کا شکر وہابیہ کے نزدیک حرام ہے	۱۸۸
"	اپنے کبرائے وہابیہ کی تکفیر کر دی	"	"		

۲۳۰	مکاری بددیانتی کا پردہ چاک	۲۱۲	۲۰۲	۱۹۹	صاحب سیفِ میمانی کی پہلی دلیل
۲۳۱	اعلانِ مناظرہ اور اس کا جواب	۲۱۳	۲۰۶	۲۰۰	صاحب سیفِ میمانی کی دوسری دلیل
۲۳۲	میلادِ وفا توحہ کے مانعین مستحقِ ملامت ہیں یا مبارک	۲۱۴	"		
"	بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام	۲۱۵	"	۲۰۱	دوسری دلیل کا جواب
۲۳۵	بدعت کے دوسرے معنی	۲۱۶	۲۰۶	۲۰۲	گنگوہی جی کا فتویٰ وقوعِ کذب کا قائل کا فر نہیں
۲۳۹	مجمع البحار نے بدعت کی دو قسمیں کیں۔ بدعتِ ہرے اور بدعتِ ضلالت	۲۱۶	۲۱۰	۲۰۳	بیضاوی کی عبارت
۲۴۰	علامہ ابن حجر نے بدعت کی پانچ قسمیں کیں واجبِ حرام مستحبِ مباح مکروہ	۲۱۸	۲۱۲	۲۰۴	صاحب سیفِ میمانی کی ایک اور فریب کاری
"	شامی شرح جامع صغیر طریقہ محمدیہ میں بدعت کے پانچ اقسام	۲۱۹	۲۱۶	۲۰۵	صاحب سیفِ میمانی کی ایک نافیہ اور ایک لطیفہ
"	شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بدعت کی پانچ قسمیں کیں	۲۲۰	۲۲۰	۲۰۶	مکہ معظمہ میں چار مصالے
۲۴۳	صاحب سیفِ میمانی کی باغیہ جرات	۲۲۱	۲۲۳	۲۰۷	اسماعیل دہلوی کا کفر اور عدم کفر
"	سیفِ میمانی کا ایک اور نیا فرض	۲۲۲	۲۲۳	۲۰۸	اسماعیل دہلوی بندہ علماء کے تکفیری فتوے
۲۴۴	صاحب سیفِ میمانی کے نزدیک امام بخاری بدعتی ہیں	۲۲۳	۲۲۵	۲۰۹	رشید احمد اشرف علی عزیز الرحمن اکابر علمائے دیوبند کی تصحیحات
۲۴۵	گنگوہی جی کے نزدیک بدعت	۲۲۴		۲۱۰	صاحب سیفِ میمانی کا دعویٰ سنیت
"	رواج عام سے جائز ہو جاتی ہے			۲۱۱	نجدیوں کے ساتھ عقائد کی فہرست ٹانڈھی کے قلم سے

۲۲۵	۲۲۵	۲۲۴	۲۲۵	۲۲۵	بدعت کے حسد و کسید ہونے کا
"	"	"	"	"	حدیث سے ثبوت۔
۲۲۶	۲۲۶	۲۲۸	۲۲۶	۲۲۶	صاحب سیفِ میانی کا قرآن
"	"	"	"	"	پاک خدا اور رسول کریم اور صحابہ
۲۲۷	۲۲۷	۲۲۸	۲۲۷	۲۲۷	تابعین پر افتراء اور امام ابوحنیفہ
"	"	"	"	"	پر سب و ہابیہ کا افتراء۔
۲۲۸	۲۲۸	۲۲۹	۲۲۸	۲۲۸	علم ما کان وما یكون کا آیات و
"	"	"	"	"	حدیث سے ثبوت۔
۲۲۹	۲۲۹	۲۳۰	۲۲۹	۲۲۹	علم غیب میں وہابیہ کے اقوال و تھاند
"	"	"	"	"	آیات بعلم جنود سے وہابیہ کا غلط استناد
۲۳۰	۲۳۰	۲۳۱	۲۳۰	۲۳۰	وہابیہ کی بے دینی کہ آیت
"	"	"	"	"	پر افتراء کیا۔
۲۳۱	۲۳۱	۲۳۲	۲۳۱	۲۳۱	بخاری کی دوسری حدیث کا
"	"	"	"	"	مضمون اور وہابیہ کی ناہمی۔
۲۳۲	۲۳۲	۲۳۳	۲۳۲	۲۳۲	صاحب سیفِ میانی کی ناہمی
"	"	"	"	"	اور حدیث پر افتراء۔
۲۳۳	۲۳۳	۲۳۴	۲۳۳	۲۳۳	شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی
"	"	"	"	"	نے انبیاء کرام کو علم قیامت
۲۳۴	۲۳۴	۲۳۵	۲۳۴	۲۳۴	ثابت کیا۔
"	"	"	"	"	صاحب سیفِ میانی کا علامہ
۲۳۵	۲۳۵	۲۳۶	۲۳۵	۲۳۵	تفاضلانی پر افتراء۔
"	"	"	"	"	نمبر ۲ تا نمبر ۵ لغو ہیں۔
۲۳۶	۲۳۶	۲۳۷	۲۳۶	۲۳۶	صاحب سیفِ میانی کا شرح
"	"	"	"	"	مواقف پر بہتان۔
۲۳۷	۲۳۷	۲۳۸	۲۳۷	۲۳۷	علم غیب کی انوکھی تعریف
"	"	"	"	"	انبیاء کرام و اولیائے عظام سے
۲۳۸	۲۳۸	۲۳۹	۲۳۸	۲۳۸	مسئلہ شفاعت
"	"	"	"	"	نماز میں حضور کا خیال
۲۳۹	۲۳۹	۲۴۰	۲۳۹	۲۳۹	دیوبندی غیر مقلد نکلے۔
"	"	"	"	"	قبروں کا انہدام۔
۲۴۰	۲۴۰	۲۴۱	۲۴۰	۲۴۰	مسئلہ فاتحہ و ایصال و لواب۔
"	"	"	"	"	وہابیہ کی شیخی۔
۲۴۱	۲۴۱	۲۴۲	۲۴۱	۲۴۱	مسئلہ نذاتے غیر اللہ
"	"	"	"	"	مدارس میں تقسیم اسناد و دستار
۲۴۲	۲۴۲	۲۴۳	۲۴۲	۲۴۲	و تعیین اوقات تعلیم کا بدعت ہونا۔
"	"	"	"	"	تمت حصہ اول
۲۴۳	۲۴۳	۲۴۴	۲۴۳	۲۴۳	ردِ سیفِ میانی دوم
"	"	"	"	"	صاحب سیفِ میانی کے مایہ ناز
۲۴۴	۲۴۴	۲۴۵	۲۴۴	۲۴۴	اعتراضات کا ابطال۔ نمبر ۱
"	"	"	"	"	صاحب سیفِ میانی کا اعتراض
۲۴۵	۲۴۵	۲۴۶	۲۴۵	۲۴۵	نمبر ۲ تا نمبر ۵ لغو ہیں۔

۲۵۱	مجلس پنجاب و دوم۔	۲۸۲	۲۶۳	ذاتی و عطائی کے فرق کرنے	۳۰۴
۲۵۲	فوائد و نتائج۔	۲۸۳	۲۶۴	والے پر شرک کا حکم دینا غلط ہے	۳۰۴
۲۵۳	سوالات کے جوابات اتنا ۱۰۰	۲۸۵	۲۶۵	شرک کے معنی۔	۳۰۴
۲۵۴	صاحب سیف میانی کا افتراء	۲۸۵	۲۶۶	بُت پرست اپنے بتوں کیلئے	۳۰۶
۲۵۵	ضروریات دین۔	۲۸۶		قدرت و تصرف ذاتی مانتے ہیں	
۲۵۶	صاحب سیف میانی کی تلبیس۔	۲۸۹	۲۶۷	صاحب سیف میانی کی جو اسی	۳۰۸
۲۵۷	وہابیہ کی دوزنگی۔	۲۹۲	۲۶۸	صاحب سیف میانی کا جہل مفہوم	۳۰۹
۲۵۸	سیف میانی کے معیار پر مولوی	۲۹۲		کے معنی نہ جاننا۔	
۲۵۹	اشرف علی کی جاچ۔	۲۹۹	۲۶۹	اس کی مراد ثلث ہیں انحصار کا دعویٰ	۳۰۹
۲۶۰	سیف میانی کا علاء مہ ابن حاجی پر افتراء	۲۹۲	۲۷۰	امکان کذب و امکان نظیر	۳۱۳
۲۶۱	اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تحقیق۔	۲۹۸		کے متعلق سوالات کے جواب	
۲۶۲	فوائد الفوائد اور حوارف المعارف	۳۰۰	۲۷۱	مباح کے اقسام کا حکم۔	۳۱۷
	کی عبارات سے وہابیہ کی	۳۰۱	۲۷۲	بدعت۔	"
	سند اور اس کا جواب۔				

سول ایجنٹ

رضوی کتب خانہ

اردو بازار لاہور

مصنف کتاب ہذا کی مختصر سوانح لے

سنہ ۱۳۱۱ھ میں مشہور و معروف ولی کامل جناب عافظ الحاج محمد اکمل شاہ صاحب قدس سرہ، ولی خاندانی بزرگ اور خواص و عوام کا مرجع تھے، آپ نے دو شادیاں کیں لیکن کوئی اولاد نرینہ پیدا نہ ہوئی تب حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے یہ نذمانی کہ اے رب العالمین اگر تو مجھ کو کوئی فرزند عطا فرمائے تو میں اس کو خدمتِ دین کیلئے متعین کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ کو اس سرزمینِ سنہیل پر جسے حضرت غازی الہند سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ اور فاتح ہند خواجہ خواجگان ولی الہند حضرت معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ نے قدم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا تھا، ایک نونہال عطا فرمایا۔ اس نونہال کا نام محمد اجمل رکھا گیا۔ یہ کون جانتا تھا کہ آپ کسی زمانہ میں رشد و ہدایت کے چمکتے آفتاب ہوں گے۔ آپ کے حق میں حضرت قبلہ شاہ صاحب والد بزرگوار خاص دعائیں فرمایا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کے اندر بچپن ہی سے دینداری و حسن عمل کے آثار نمایاں تھے۔ سا برس کی عمر ہی سے نماز کے ایسے پابند ہوئے کہ کبھی کوئی نماز قصانہ کی۔

آپ کو ابتدائی تعلیم خود حضرت قبلہ شاہ صاحب اور ان کے بڑے بھائی جناب مولانا مولوی محمد افضل شاہ صاحب مرحوم نے دی۔ عربی کی ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے تایا زاد

لے۔ یہ سوانح حیات غالباً حضرت کی حیات ظاہرہ میں لکھے گئے تھے ہم نے بھی قدرے تبدیلی کر کے اس پرانی تحریر کو ہی چھاپ دیا ہے۔

بھائی مشہور مدرس جامع معقول و منقول حضرت مولینا مولوی محمد عابد الدین صاحب
رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمائی۔ جب شرح جامی تک پہنچے تو حضرت قبلہ شاہ صاحب
آپ کو اپنے ہمراہ لے کر مراد آباد استاد العلماء صدر الافاضل امام المناظرین حضرت مولینا
مولوی الحاج الحافظ السید محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہ کی خدمت اقدس
میں حاضر ہوئے۔ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے آپ پر خاص شفقت یہ فرمائی
کہ دولت کدہ پر بھی مخصوص طور پر تعلیم دیا کرتے تھے۔ یہ شرف حضرت کی بارگاہ عالی
میں چند مخصوص طلبہ کو ہی حاصل رہا ہے۔ آپ نے بالمر، سال ۱۳۲۹ھ میں جامعہ نعیمیہ
مراد آباد سے علوم دینیہ و معقولات کی سند امتیازی طور سے حاصل فرمائی۔ بعد ازاں
درسی کتب کے دو سال کامل حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے اپنی خدمت میں
لکھا اور باقاعدہ و عظیم گونئی مناظرہ۔ فتویٰ نویسی کی تعلیم دی۔ یہاں تک کہ حضرت نے
اپنے اخیر زمانہ حیات میں وعظ کے اہم موقعوں اور زبردست مناظروں میں اپنی جگہ
آپ کو متعین کر کے بھیجا۔ کامیابی پر انعام و اکرام اور دعاؤں سے سرفراز فرمایا اور
حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے اپنے ہمراہ بریلی شریف لے جا کر اعلیٰ حضرت
امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولینا مولوی الحاج الشاہ محمد احمد رضا خان صاحب
رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرایا اور حضرت حقیقت آگاہ عارف باللہ سند المحققین مولانا
مولوی الحاج الشاہ حامد رضا خان صاحب رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
اور حضرت شیخ المشائخ امام العرفان مرجع العلماء رقبہ عالم مولانا مولوی الحاج الشاہ
السید علی حسین صاحب اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اپنے
سلسلہ کی اجازت خلافت عطا فرمائی۔

حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کی ایما سے آپ نے اپنے وطن مالوت
میں ۱۳۲۲ھ میں ایک مدرسہ سنہل کی مشہور اور تاریخی مسجد جہان خاں میں قائم

کیا جس کا نام مدرسہ اسلامیہ حنفیہ رکھا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب کہ یہاں پر ہر چہار طرف فتنہ و ہابیت و دیوبندیت کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ مذہب اہلسنت کا کوئی مدرسہ نہ تھا آپ نے محلے محلے تقریریں فرمائیں بد مذہب ہر جانب سے خونی بھیڑیوں کی طرح آپ کی طرف پکے مگر اس ہستی نے اللہ رب العزت کے نام پر اور دین حق کی خاطر قربانیاں دیں۔ اور ان سے مقابلہ کر کے اپنا علمی اثر قائم کیا۔ ۱۳۲۹ھ میں حضرت صدیق الافاضل قدس سرہ نے اس مدرسہ کا نام مدرسہ اہلسنت اجمل العلوم تجویز فرمایا۔ آپ کئی سال تک لوجہ اللہ بلا کسی تنخواہ کے درس دیتے رہے آپ کو ہمیشہ تعلیم درس نظامی کا شوق رہا ہے۔ اور مستقل طور پر تقریباً تیس سال مدرسہ مذکورہ میں ہر قسم کے علوم مروجہ کا درس دیا۔ غیر درسی کتب کا مطالعہ کیا جس کی بناء پر آپ بفضلہ تعالیٰ جامع العلوم تھے۔ علمائے اہل سنت اپنی مشکلات میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ کا علمی احترام نہ صرف موافقین بلکہ مخالفین کو بھی کرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ فتاویٰ دیوبند اس کا شاہد ہے۔ آپ کا شغل درس کے ساتھ افتاء کا بھی رہا ہے اس وقت تک فتاویٰ اجملیہ کی سات جلدیں مکمل ہو چکی ہیں۔

مناظرہ میں آپ کی موجودگی اشد ضروری سمجھی جاتی تھی۔ شہر کے شہر آپ کی ایک انقلابی تقریر سے بدل جایا کرتے تھے۔ مخالفین کی برسوں کی محنت خاک میں مل جاتی تھی۔ مخالفین آپ کے نام سے گھبرا جاتے تھے۔ عزیزیکہ حضرت تمام فرق باطلہ کے رد و ابطال کے لئے تحریراً و تقریراً امتیازی شان رکھتے تھے۔ رد شہاب ناقب بروہابی خائب۔ فیصلہ حق و باطل۔ رد سیف یمانی درجوف لکھنوی و تھانی فتاویٰ اجملیہ اور تحائف حنفیہ اس کا بین ثبوت ہیں۔

آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جس میں رد سیف یمانی

عطر الکلام۔ قولِ فیصل۔ اجمل المقال۔ فوٹو کا جواز درحق نماز میں سفر حجاز ریاض الشہداء
 زو شہاب ثاقب چھپ چکی ہیں اور ہر خاص و عام ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔
 آپ نے اہل سنت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اس بیش بہا گرانقدر سعی کو
 قبول فرما کر آپ کو اجرِ عظیم اور قارئین کو مذہبِ اہلسنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین ثم امین بجاہ سید المرسلین

بندۃ عاصی

(منشی) صغیر احمد اشرفی القادری سنبھلی

۲۵ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا يَتَنَوَّرُ بِهِ الْقُلُوبُ وَاجْمَلُ مَا يَتَزَيَّنُّ بِهِ الْقُلُوبُ
 حَمْدٌ وَلِي النِّعَمِ مَفِیضٍ الْكَرَمِ الَّذِي تَنَزَّهَتْ ذَاتُهُ وَتَعَالَتْ
 صِفَاتُهُ وَتَوَاتَرَتْ آيَاتُهُ وَتَكَاثَرَتْ نِعْمَاتُهُ نَحْمَدُهُ حَمْدًا
 وَافِرًا وَنَشْكُرُهُ شُكْرًا مَتَكَثِّرًا وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلٰی اَجْمَلِ
 الْمَخْلُوقَاتِ اَفْضَلِ الْكَائِنَاتِ سَيِّدِ الرَّسُلِ هَادِي السَّبِيلِ
 نَبِيِّ الرَّحْمَةِ مَشْفِيْعِ الْاُمَّةِ اَكْمَلِ النَّاسِ خَلْقًا وَاحْسَنِهِمْ
 خَلَقًا الَّذِي فَتَحَ اللّٰهُ بِهٖ اَعْيُنًا عَمِيًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا وَالْاَذَانَ
 صَمًّا وَعَلَى الْاَلِهِ وَاصْحَابِهِ وَازْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ -

دنیا تے اسلام میں فتنہ و ہابیت نے جو طوفان برپا کیا اس سے مسلمانوں کو وہ
 صزر پہنچا جو کھلے کافروں کی متحارب قومیں نہ پہنچا سکیں مگر الحمد للہ کہ اس باطل فرقہ
 کے خروج کیساتھ ہی مسلمان اس سے متنفر ہو گئے اور ان کی صحبتوں سے دور رہنے
 لگے۔ باوجود اس کے یہ نابکار فرقہ طرح طرح کے مقائد اور قسم قسم کی فریب کاریوں
 سے اپنی ترویج اور جاہلوں کو اپنے دام تزدیر میں پھانسنے کی مساعی میں مشغول
 رہا۔ علماء ربانی و حقانی شکر اللہ تعالیٰ مسامحہم نے تحریراً و تقریراً ان کے رد کئے اور
 ان کے مکائد کا اظہار کر کے ان کی حقیقت حال سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ دین حق
 کی حمایت و حفاظت فرمائی جزا ہم اللہ تعالیٰ خیر الجزا۔ مگر یہ کیا فرقہ نئے نئے طریقہ
 مکر ایجاد کرتا رہتا آئے کہ اس زمانہ میں سنیت کا دعوے دار بن کر رہنا ہوا اپنے
 آپ کو اہلسنت کہنے لگا۔ اور اپنے اکابر کے اباطیل و کفریات پر پردہ ڈالنے

کیئے طرح طرح کی ملمع کاریوں سے کام لینے لگا۔

ان کاروائیوں کا ایک مرقع جس کا نام رشاد الاخیار الی سبیل مسید الابرار اور لقب سیفِ یمانی برمکانہ فرقة رضا خانی ہے۔ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ وہابیت ملعونہ کے رمکانہ کا ایک ذخیرہ ہے۔

سیفِ یمانی کا اصلی مصنف | برائے نام تو اس کے مصنف مولوی محمد منظور
نسبھی ہیں۔ لیکن اندازِ سخن و طریقہ گفتگو کے

پہچاننے والے خوب جانتے ہیں کہ یہ لب و لہجہ مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی کا ہے۔ لہذا اس کے اصل مصنف وہ ہیں۔ اور باخبر لوگوں سے مسموع ہوا کہ اسمیں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا مشورہ بھی شامل ہے۔ اگرچہ یہ اصحاب اس کتاب کے مصنف کی حیثیت میں بیحجاب ہونا پسند نہ کریں اور مولوی منظور صاحب کو پردہ بنائیں۔ لیکن تقریبوں نے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ مولوی شبیر احمد صاحب دیوبندی مولوی مرتضیٰ حسن صاحب درہنگی۔ مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی کو صاف ذمہ دار بنا دیا ہے۔ اور اس مجموعی کوشش سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہابیہ کی بڑی طاقتیں حتیٰ کہ مولوی اشرف علی صاحب معہ اپنی جماعت کے باہمی تعاون و تناصر سے اپنی برأت کے لئے جو کچھ لکھ سکے ہیں۔ اور اہلسنت کے مواخذات کے جوابات میں جو کچھ بول سکتے ہیں اس کی غایت یہ ہے جو اس سیفِ یمانی میں پیش کی گئی ہے یعنی وہابیت کا پچوڑ اور اس کی قوتوں کا تمام مواد صرف اس قدر ہے مولوی منظور کی بات تو کیا قابل التفات ہوتی وہ کس شمار میں ہیں۔ مگر تصدیق کر کے تمام کبرائے وہابیہ ذمہ دار ہو گئے اور انکی مساعی کا آخری ذخیرہ یہ رسالہ سیفِ یمانی ہے۔

اس لئے میرے بعض مکرم احباب نے فرمائش کی کہ میں اس رسالہ کی حقیقت واضح کروں اور نقاب پوش وہابیت کا برقعہ اٹھا کر اس کی اصلی صورت دنیا کو

دکھا دوں تاکہ مسلمان اس تغلیظ اور تفصیل سے امن میں رہیں۔ اہل باطل کی غلط بیانیوں سے دھوکہ نہ کھائیں۔ میں نے انکی اس نیک فرمائش کا خیر مقدم کیا اور اظہارِ حق و ابطالِ باطل کیلئے قلم اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ مجھے صدق نیت عطا فرمائے اور میرے اس نیک عمل میں برکت دے اور مقبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

رسالہ مذکورہ مکائد سے لبریز ہے میں اس کے کید ناظرین باانصاف کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ وہ ہی ان کو حق و عدل کی میزان میں تولیں۔

سیفِ یمانی کے مکائد

پہلا لکچر | سرورق یعنی لوح رسالہ پر اس کو اہلسنت کی حمایت کرنے والا ظاہر کیا ہے باوجودیکہ یہ رسالہ اہلسنت کا مخالف اور ضلالتِ وہابیت کا حامی ہے۔ جیسے کہ اس کے مضامین سے ثابت ہوگا۔

دوسرا لکچر | اس رسالہ کا لقب سیفِ یمانی بر مکائد فرقة رضا خانی لکھا ہے۔ رضا خانی نام کا دنیا میں کوئی فرقہ نہیں یہ خاص مولوی۔ عبدالشکور بکھنوی کا طبعزاد لقب ہے جو انہوں نے اہلسنت کے لئے نیا تجویز کیا ہے ان سے پہلے جو ان کے اکابر گزرے ہیں انہوں نے بھی کبھی اہلسنت کو فرقہ رضا خانی نہ کہا تھا۔

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا

پر ترے عہد سے پہلے تو یہ دستور نہ تھا

وہابیت کا اہلسنت کو فرقہ رضا خانی کہنا مکاری ہے

اہلسنت کثرہم اللہ تعالیٰ کے ایک فاضل جلیل۔ عالم نبیل۔ حامی دین۔ حاجی شرمین اعلیٰ حضرت عظیم البرکت۔ صاحبِ حجت۔ قاہرہ۔ مودتِ طاہرہ۔ طاہرہ مجدداتہ حاضرہ مولانا مولوی شاہ احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی قدس سرہ، ہیں۔ جن کے رشحات قلم فیض رقم نے دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بہت بڑی حمایت فرمائی۔ تمام دنیائے اسلام۔ عرب۔ عجم۔ مصر۔ شام۔ ہند۔ سندھ
سب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے علمی کمالات اور حمایت دین کے صلاح ہیں۔ زمانہ سابقہ
میں بھی اکابر علمائے اسلام کیساتھ عالم اسلام کی ایسی عقیدتیں رہی ہیں۔ مگر ان عقیدتوں
سے تمام — اہلسنت کو کبھی خاص اس عالم کا فرقہ نہیں کہا گیا۔ تو اہلسنت کو اہلسنت
نہ کہنا اور فرقہ رضا خانی کہنا عوام کو اس مغالطہ میں ڈالنے کے لئے ہے کہ یہ کوئی نیا فرقہ
پیدا ہو گیا ہے۔ جس کے تمام دنیائے اسلام سے نئے نئے نزلے عقائد ہیں۔ حالانکہ یہ بات
غلط ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ اہلسنت کے قدیم عقائد کے حامی اور اسی کے علمبردار
ہیں۔ اسی لئے تمام بلاد و امصار کے علماء مشائخ اُن کے ساتھ ہیں۔

اگر دریافت کیا جائے کہ فرقہ رضا خانی کس کو کہتے ہیں اور کون سا ایسا عقیدہ ہے
جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ایجاد کیا تو نہ مولوی عبدالشکور صاحب بتا سکتے ہیں نہ
اُن کے منظور یہ تعصب کا کرشمہ ہے کہ سیفِ یمانی کا سر ورق بھی تلبیس و فریب
سے خالی نہ رہا۔ ہداہم اللہ تعالیٰ۔

سیفِ یمانی کی تمہید اور اس کا جواب

رسالہ سیفِ یمانی کی تمہید اس سے شروع کی ہے کہ پرستارِ حق کی تفصیل و تزیل
اور ان کے بدنام کرنے کی ناکام سعی ہمیشہ سے اہل باطل کا شیوہ رہا ہے۔ اور اس کی
مثال میں بہت سے ان انبیاء علیہم السلام کے اسمائے طیبہ لکھے ہیں۔ جن کی اقوام نے
انہی جناب میں گستاخیاں کیں۔ یہ بات تو سچ ہے کہ اہل باطل قدیم الایام سے ہادیان
برحق کی مخالفت کیا کرتے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ یہاں تمہید میں اس کے ذکر کرنے
سے صاحبِ سیفِ یمانی کا کیا مدعا ہے آیا یہ کہ تفصیل و تزیل اہل باطل کے ساتھ

خاص ہے اور تفسیل کرنے والے کے باطل ہونے کی دلیل ہے۔ اگر یہ مراد ہو تو یقیناً غلط۔ باطل و محض فریب ہے۔

بے دنیوں کی تفسیل و تزیل طریقہ انبیاء علیہم السلام

قرآن کریم نے کفار منافیین کی تفسیل و تزیل فرمائی تمام انبیاء اور ان کے سچے متبعین کا یہی عمل رہا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ حضرات کسی مشرک کا فریبے دین کی تفسیل و تزیل نہیں فرماتے تھے۔ بے شمار آیات و احادیث میں اہل باطل کی تفسیل و تزیل فرمائی گئی۔

اگر صاحب سیف یمانی کا یہ عقیدہ ہو کہ تفسیل و تزیل کرنا مطلقاً اہل باطل ہی کا کام ہے تو پھر وہ اکابر و ہابسیہ مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی اشرف علی تھانوی مولوی قائم نانوتوی وغیرہ ہم کے حق میں کیا کہیں گے جو روانفص و خوارج اور قادیانیوں وغیرہ کی تفسیل و تزیل و تکفیر کرتے ہیں۔ ان کے اس نظریہ سے وہ سب ان کے اعتقاد میں اہل باطل ہیں۔

سیف یمانی کے فائدے سے تمام دین بندی پیشوا باطل اور منافقوں کو مضر و مضلل

اور اگر یہ مدعا نہ ہو بلکہ صرف یہ دکھانا منظور ہو کہ بزرگان دین و پیشوا یا انہوں کی جناب میں باطل پرست گمراہ ہمیشہ گستاخیاں کرتے رہے ہیں تو صاحب سیف یمانی کو شرمانا چاہیے کہ ان کے اکابر بھی انہیں گستاخ اہل باطل کی صف میں ہیں اگر انہوں (سابق انبیاء کے مخالفوں) نے انبیاء سابقین کی جناب میں گستاخی کی تھی تو وہاں ہابسیہ تمام مقربین بارگاہ حق اور جناب سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ رب العزت جل جلالہ کی جناب میں بھی گستاخی سے نہیں چوکتے۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں وہاں ہابسیہ کی گستاخیاں۔

وہابیہ کی بنی گستاخیاں

دیکھئے تقویت الایمان مصنفہ مولوی اسمعیل دہلوی مطبوعہ مرکنٹائل پریس۔ دہلی۔

- (۱) اللہ تعالیٰ مکار ہے :- سو اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہیے۔ ۱
- (۲) حضور کسی چیز کے مختار نہیں :- جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ ۲
- (۳) رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا :- رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ۳
- (۴) نبی کی سرداری چوہدہ کی اور گاؤں کے زمیندار کی ہے :- جیسا ہر قوم کا چوہدہ اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں کو ہر پوچھنا اپنی امت کا سردار ہے۔ ۴
- (۵) انبیاء کرام ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں :- سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ۵
- (۶) وہابیہ کے نزدیک اعز مخلوقات چہار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ اسی کے صفحہ ۱۶ پر انبیاء کرام وغیرہم کے متعلق لکھا ہے۔ ہر مخلوقات بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چہار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ ۶
- (۷) انبیاء عاجز و بے اختیار ہیں :- اسی کے صفحہ ۲۹ میں انہیں حضرات انبیاء اولیاء کو کہا۔ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں۔ عاجز و بے اختیار۔

۱۔ تقویت الایمان ص ۵۲۔ ۲۔ ایضاً ص ۴۷۔ ۳۔ ایضاً صفحہ ۶۶۔ ۴۔ ایضاً ص ۴۲

۵۔ ایضاً ص ۶۳۔ ۶۔ ایضاً ص ۱۶۔ ۷۔ ایضاً ص ۲۹۔

(۸) انبیاء بے خبر اور نادان ہیں۔ ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے

سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ ۱

(۹) انبیاء کی خواہش کچھ نہیں چلتی۔ ۲۔ اسی کے صفحہ ۲۵ پر انبیاء کرام وغیرہ کے حق میں لکھا ہے۔ ان کی خواہش کچھ نہیں چلتی۔ ۳

(۱۰) انبیاء کی تعظیم بڑے بھائی کی سی چاہیے۔ ۴۔ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ ۵

(۱۱)۔ انبیاء بھائی ہیں اور عاجز۔ ۱۔ اولیاء انبیاء و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ ۲

(۱۲) حضور مکر مٹی میں مل گئے معاذ اللہ۔ ۱۔ اسی کے صفحہ ۶۹ پر دل سے حضور کا ایک قول گڑھ کر لکھا۔ میں بھی ایک دن مکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ ۲

(۱۳) انبیاء بوقت وحی بے حواس ہو جاتے ہیں۔ ۱۔ اس کے دربار میں اتنا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے۔ وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ ۲

(۱۴) وہابیہ کے نزدیک حضور بے حواس ہو گئے۔ ۱۔ سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی ماسے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ ۲

(۱۵) حضور کے برابر کروڑوں نبی اور ہو سکتے ہیں۔ اللہ چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے۔ ۳

۱۔ ایضاً ص ۲۹۔ ۲۔ ایضاً۔ ۳۔ ایضاً ص ۶۸۔ ۴۔ ایضاً ص ۶۸

۵۔ ایضاً ص ۶۹۔ ۱۔ ایضاً ص ۳۴۔ ۲۔ ایضاً ص ۶۴۔ ۳۔ ایضاً ص ۳۵

انبیاء اولیاء کے معجزہ اور کرامت سے قوت و کمال میں جاؤ گے اور طلسم والے بڑھ جاتے ہیں۔ (۱۶)

انہیں امام الوہابیہ مولوی اسمعیل دہلوی کے رسالہ منصب امامت میں انبیاء کرام و اولیاء عظام کی اس طرح شان گھٹائی۔

بسیار چیز است کہ ظہور آن از مقبولین حق بہت چیزیں کہ مقبولوں کی معجزہ از قبیل خرق عادت ستر دن میشود۔ حالانکہ یا کرامت گنی جاتی ہیں ایسی بلکہ امثال ہماں افعال بلکہ اقوی و اکمل ازاں قوت و کمال میں اُن سے بڑھ کر جاؤ گے ارباب سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد اور طلسم والے کر سکتے ہیں۔ لے

(۱۷) نماز میں حضور کی طرف خیال لیجانا اپنے گدھے اور پہل کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔

یہی امام الوہابیہ مولوی اسمعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھتے ہیں۔ صرف بہت بسوئے شیخ و امثال آن از معظمین نماز میں پیر اور اُس کے مانند بزرگوں کو جناب رسالت صاب باشند پرچندیاں کی طرف خیال لیجانا اگرچہ جناب مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤنخو رسالت صاب (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں کتنے ہی درجوں اپنے پہل اور خود است۔ لے

گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔

(۱۸) وہابیہ کے نزدیک اعمال میں امتی انبیاء کرام سے بڑھ جاتے ہیں۔ مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں۔

لے۔ ایضاً ص ۳ منصب امامت بحوالہ فتاویٰ رشیدیہ ص ۲ لے صراط مستقیم ص ۸۶

”انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی (انبیاء سے) مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں“ لے

(۱۹) شیطان اور ملک الموت کو حضور سے زائد علم ہے | مولوی خلیل احمد
انبیاطھی براہین قاطعہ

کے صراہ پر لکھتے ہیں۔

”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے یہ

(۲۰) حضور کے برابر علم بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں کو بھی ہے | یہی سیفِ یمانی کے
مصدق مولوی اشرف علی

تھاوی حفظ الایمان کے ص ۶ پر لکھتے ہیں۔

”پھر یہ کہ آپ کی (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی) ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے بعض غیب ہے۔ یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے“ لے

۱۔ تخریرات ص ۵۔ ۲۔ براہین قاطعہ ص ۵۔ ۳۔ حفظ الایمان ص ۶

دہا بیہ انبیاء کی گستاخی میں پہلی قوموں سے بڑھ گئے

یہ چند عبارات بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ دہا بیہ کی اس طرح کی صدہا گستاخیاں ہیں۔ جو انہوں نے مجوبان حق کی شانوں میں لکھ لکھ کر چھاپی ہیں۔ ان چند نمونوں سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ انبیاء علیہم السلام والتسلیمات کے گستاخوں کا سیفِ یمانی میں جہاں تذکرہ کیا گیا ہے ان گستاخ قوموں میں اپنے ان اکابر کے نام کیوں نہیں لکھے۔ صاحبِ سیفِ یمانی کا کلیجہ بقول اس کے اپنے ان پشتواؤں کے ناپاک کلمات اور گندے الفاظ سے منہ کو کیوں نہیں آتا۔

ناظرین باالصفات غور فرمائیں۔

کیا دیوبندی قوم انبیاء کرام کی گستاخیوں میں ان پہلی قوموں سے کچھ کم ثابت ہوئی ہے اور انہوں نے جو جو کلمے اپنے نبی کی شان میں کہے تھے دیوبندی قوم نے کیا دیکھے ہی کلمے بلکہ اس سے بڑھ چڑھ کر نہیں کہے۔

اس کے بعد صاحبِ سیفِ یمانی نے حضرات صحابہ و ائمہ و علماء کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا ذکر کیا ہے۔ مگر کہیں کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اور پھر بھی وہ اپنے اکابر کو بھول گیا جو ان تمام توہین کرنے والوں سے آگے بڑھ گئے ہیں کہ دیوبندیوں نے کسی پشتوائے دین کو مشرک کہا۔ کسی کو کافر بنایا۔ کسی کو بدعتی اور گمراہ ٹھہرایا۔ ان کے ایسے صدہا حکم ہماری اس کتاب میں مذکور ہوں گے۔ بلکہ ان کے کفری و مشرکی فتوؤں سے اس امت کا کوئی فرد نہیں بچتا۔ یہاں بہ نظر اختصار صرف ایک ایسا نمونہ پیش کیا جاتا ہے جس

سے سارے علماء اولیاءِ آئمہ تابعین صحابہ۔ بلکہ تمام اُمت کافر و مشرک قرار پاتی ہے
چنانچہ تمام اُمتوں کا اتفاتی۔ اجماعی۔ اعتقادی یہ مسئلہ ہے کہ حضراتِ انبیاءِ کرام گنہگاروں
کی شفاعت اور سفارش فرمائیں گے۔

امام صاحبِ ارشاد کہ انبیاءِ کرام کی شفاعت حق ہے

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ اکبر میں اسی عقیدہ کو تحریر
فرماتے ہیں۔

شفاعة الانبياء عليهم الصلوة والسلام	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت حق
حق وشفاعة نبينا عليه الصلوة والسلام	ہے اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
للمؤمنين المذنبين ولاهل الكبار منهم	شفاعت گنہگار مسلمانوں اور ان کبیرہ گناہ کرنے
المستوجبين العقاب حق ثابت۔ لے	والوں کے لئے جو عذاب کے مستوجب ہو گئے تھے اور ثابت ہے۔

وہابیہ کے نزدیک جو انبیاء کو شفیع اور سفارشی سمجھے وہ البوجہل کے برابر مشرک ہے۔

اب دیکھو کہ وہابیہ کا پیشوا اسمعیل دہلوی تقویت الایمان میں لکھتا ہے۔
انکو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی انکا کفر و مشرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ
کرتے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو البوجہل اور وہ مشرک میں برابر ہیں۔
اب صاحبِ سیفِ یمانی سے دریافت کرو کہ کیا تجھ کو پیش وایان دین پر اس
سے زیادہ کفر و مشرک کے فتوے درکار ہیں اور کیا اس امام الوہابیہ نے حضرت امام اعظم
اور تمام علماء اولیاءِ آئمہ صحابہ وغیرہ ہم تمام اُمت کو البوجہل کے برابر مشرک نہیں کہا۔

اور کیا یہ وہابیہ کا پیشوا ان تمام باطل پرستوں سے نہیں بڑھ گیا۔ لہذا اس کو صاحبِ سیفِ یمانی نے ان گستاخوں باطل پرستوں کے تذکرہ میں کیوں نہیں شمار کرایا۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے ایک غیر معروف شخص کے رسالہ کا کیوں جواب لکھا

صاحبِ سیفِ یمانی نے اپنے رسالہ کے ص ۶ میں عزیز احمد صاحب کانپوری کے رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کا ذکر کیا ہے عزیز احمد صاحب کوئی غیر معروف شخص ہیں۔ باوجودیکہ وہابیہ کا عقائد نامہ وہابیہ دیوبندیہ کے مخقر عقائد و باطل کے نام سے بیس سال سے زائد کا عرصہ ہوا کہ حاجی لعل خاں صاحب مرہوم و مغفور نے چھاپ کر شائع کیا تھا۔ اور اس وقت سے اب تک بارہا چھپ کر لاکھوں کی تعداد میں ملک کے گوشہ گوشہ میں تقسیم ہو چکا ہے۔ اس میں وہابیہ کی عبارتیں ان کے لفظوں میں نقل کی گئی ہیں اور ہر ہر حوالہ کے غلط ثابت کر دینے پر سو سو روپیہ انعام مقرر کیا ہے۔ آج تک وہابیہ کے اکابر و اصحاب سے کسی کو بہت نہ ہوتی کہ اس کا جواب دیتا اور اس کے کسی حوالہ کو غلط ثابت کرتا۔ اس کو چھوڑ کر عزیز احمد صاحب کے درپے ہو جانے کے کیا معنی ہیں۔ جواب دینا تھا تو اس کا دینا تھا جو بیس سال سے اکابر وہابیہ کے سروں پر سوار ہے۔ اس سے کیوں سکوت رہا۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

سیفِ یمانی کا تیسرا کیرا اور بہتان | سیفِ یمانی کے ص ۶ میں عزیز احمد صاحب کانپوری کے رسالہ عقائد وہابیہ

کی نسبت لکھا ہے کہ اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہندوستان کے جملہ اکابر اہل سنت و جماعت کافر۔ مرتد۔ زندیق۔ ملحد ہیں۔

حالانکہ اتنے بڑے الزام پر عزیز احمد صاحب کی کوئی عبارت پیش نہیں کی ایسا بہتان اور بے سند بے حوالہ بہر شخص جو سنے گا کہ عزیز احمد صاحب کے رسالہ کا نام عقائد وہابیہ دیوبندیہ ہے وہ اس نام ہی سے سمجھ لے گا کہ اس میں وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد ہیں نہ کہ اہل سنت کے تو اس میں تکفیر ہوگی تو وہابیہ دیوبندیہ کی ہوگی اہل سنت سے کیا علاقہ۔ یا صاحبِ سیفِ یمانی کے زعم باطل میں صرف وہابیہ دیوبندیہ ہی اکابر

ہیں۔ اگر سنت سے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہ لے بلکہ سنتِ ابن عبد الوہاب مراد لے تو سنتِ ابن عبد الوہاب کے متبع وہابیہ دیوبندیہ ضرور ہیں مگر اہلسنت کا لفظ ان کے لئے بولا نہیں جاتا اور وہ اس لفظ سے پکاسے نہیں جاتے لہذا ان کو اہل سنت کہنا بد مذہبی کی پردہ پوشی اور فریب ہے۔

اب میں رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی وہ عبارات نقل کرتا ہوں جو مولوی اشرف علی اینڈ کو نے سیفِ یمانی میں رد و جواب کے لئے نقل کی ہیں اور ان کا جو کچھ جواب دیا ہے اس کی حقیقتِ حال ناظرین بالانصاف کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔

رسالہ عقائد وہابیہ کی پہلی عبارت

- (۱) نبی علیہ السلام کا علم ملائکہ اور شیطان سے کم ہے۔
 - (۲) شیطان کا علم نقصِ قطعی سے ثابت ہے۔ حضور علیہ السلام کے علم کی وسعت کے واسطے کون سی نقصِ قطعی ہے۔
 - (۳) شیطان کے علم سے حضور کی ذات کو زیادہ علم دار سمجھنا شرک ہے۔
- رسالہ عقائد وہابیہ کی یہ عبارت سرآمد وہابیہ مولوی خلیل احمد بیسیٹھی کی کتاب براہین قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ صفحہ نمبر ۱۵ کی اس عبارت کا خلاصہ ہے۔
- شیطان ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعتِ نفس سے ثابت ہوتی فخر عالم کی وسعت

علم کی کوئی نص قطعاً ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔
 صاحب رسالہ عقائد و ہابیہ نے عبارت مذکورہ بالا میں جو تین امر لکھے تھے وہ سب
 اس عبارت میں موجود ہیں۔ ہر اردو جاننے والا ایک نظریں دیکھ کر اس کی تصدیق
 کر سکتا ہے۔

اس عبارت کو صاحب سیف یمانی نے تسلیم کر لیا ہے۔ پھر اس کے ہوتے ہوئے
 وہابیہ کے ان عقائد سے کس طرح انکار کیا جاسکتا ہے۔ جو رسالہ عقائد و ہابیہ میں لکھے
 گئے۔ علاوہ بریں براہین کی عبارت سے اتنی باتیں اور ثابت ہوتی ہیں۔

عبارت براہین پر پہلا مطالبہ | حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محیط
 زمین کا علم نصوص قطعہ کے خلاف ہے یعنی

بہت سی نصوص قطعہ اس پر قائم ہیں۔ کہ حضور کو محیط زمین کا علم نہیں۔

صاحب سیف یمانی نے بہت یا وہ گوئی کی اور اپنے نامہ اعمال کی طرح بہت سے
 اوراق سیاہ کئے مگر وہ نصوص قطعہ پیش نہیں کیں جو اس پر ناطق ہوتیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کو محیط زمین کا علم عطا نہیں کیا گیا۔ ہاتوا بدھا فکم ان کنتم صادقین۔
 اب لاؤ وہ نصوص قطعہ جنہیں تمہارے پیشوا بھی براہین میں پیش نہیں کر سکے۔

عبارت براہین پر دوسرا مطالبہ | براہین میں لکھا ہے کہ شیطان و ملک و الموت
 کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ اور اس

نص سے مراد بھی نص قطعی ہے کیونکہ براہین کے اسی صفحہ میں اس عبارت سے کچھ
 اوپر لکھا ہے۔ ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشابہہ اور
 نصوص قطعہ سے معلوم ہوا۔ لے

وہ نصوص قطعہ پیش کر دجن سے تم ملک الموت اور شیطان کے وسعتِ علم پر ایمان لائے اور تم نے ان کے لئے محیطِ زمین کے علم کا اعتقاد کیا۔

سیفِ یمانی لکھنے والی پارٹی جس میں مولوی اشرف علی مولوی عبد الشکور لکھنوی مولوی مرتضیٰ احسن درہنگی مولوی شبیر احمد دیوبندی شامل ہیں۔ اور آخر میں ان سب کی تقریظیں ہیں۔ یہ سب بھی وہ نصوص قطعہ پیش کرنے سے قاصر رہے۔ اور سیفِ یمانی میں وہ نصوص پیش نہ کر سکے اور بجائے اُس کے یہ لکھ دیا کہ۔

”جو (نصوص) مولوی عبد السمیع نے ان دونوں کے علم کی وسعت ثابت کرنے کیلئے پیش کئے ہیں۔ لے

سیفِ یمانی کا کذبِ صریح اور چوتھا کید | کیا خوب ملک الموت اور شیطان کی وسعتِ علم کا عقیدہ

تو وہابیہ کا اور نصوص پیش کریں مولوی عبد السمیع صاحب۔ پھر مولوی عبد السمیع صاحب نے وہ نصوص قطعہ کہاں پیش کی ہیں۔ انوارِ ساطعہ براہینِ قاطعہ کے ساتھ چھپی ہوئی موجود ہے اسی میں سے کہیں وہ نصوص قطعہ پیش کی ہوں یہ صاحبِ سیفِ یمانی کا چوتھا کید ہے۔

مولوی عبد السمیع صاحب مرحوم مغفور نے علمِ شیطان کے متعلق صرف شامی کی ایک عبارت لکھی ہے جس کا مفاد صرف اتنا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے نہ اس میں محیطِ زمین کا لفظ ہے نہ کوئی نص قطعہ ہے مگر وہابیہ کو شیطان کے ساتھ اتنی خوش اعتقادی ہے کہ اُس کی وسعتِ علم ثابت کرنے کے لئے شامی کی ایک عبارت ہی کو نص قطعہ ہی نہیں بلکہ نصوص قطعہ جان لیا۔ ایسی خوش اعتقادی

لے :- سیفِ یمانی ص ۱۰

وہابیہ کو مقبولانِ بارگاہِ حق کے ساتھ نہیں۔

عبارتِ براہینِ پوسار و ہابیہ نے کوشش کی لیکن نتیجہ صفر رہا

خلاصہ یہ ہے کہ جو مفسد عبارتِ براہینِ قاطعہ میں صاحبِ رسالہ عقائد و ہابیہ نے دکھائے تھے وقتِ تحقیق اس سے زیادہ برآمد ہوئے۔

سیفِ یمانی میں رسالہ عقائد و ہابیہ کی عبارت پر بہت سیچ تاب کھایا ہے اور ورق کے ورق سیاہ کر ڈالے ہیں۔ مولوی اشرف علی و عبد الشکور لکھنوی و مرتضیٰ حسن در بھنگی۔ شبیر احمد دیوبندی سب متفقہ جماعت کی عرق ریزی اور محنت کا نتیجہ عفر ہے یعنی اتنی... کوششوں کے باوجود و ہابیہ کے پشت پناہ براہین کی اس کفری عبارت کی کوئی توجیہ نہ کر سکے! اور سیفِ یمانی کی اس اخیر کوشش نے اس پر مزید جھڑی کر دی کہ عبارتِ براہین کا کفر کسی طرح اٹھایا نہیں جاسکتا۔

سیفِ یمانی نے اس موقع پر بہت سی لایعنی باتیں کی ہیں سب سے پہلے اپنا عقیدہ بیان کیا ہے کہ۔

”ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر علوم کمالیہ عطا فرمائے اتنے ملائکہ مقررین اور انبیاء مرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں دیئے“ لے

سیفِ یمانی والوں کے لیے عقیدہ کا اظہار وبال جا ہو گیا

اول تو یہاں جناب کے عقیدہ کو کسی نے دریافت نہیں کیا تھا اس کا بیان

لے:- (سیفِ یمانی ص ۸)

بے محل ہے۔

دوسرے عقیدہ وہ ہوتا ہے جو نصرِ قطعی سے ثابت ہو چنانچہ تمہارے پیشوا

خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں۔

”عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں بطبیعت

نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں“ ۱

اب آپ اپنے اس عقیدہ پر نصوصِ قطعیہ

سیفِ یمانی سے تمسیر مطالبہ

پیش کیجئے یہ تو مطالبہ رہا مگر جب تم نے ظاہر

کیا کہ تمہارا اور تمہارے بزرگوں کا یہ عقیدہ ہے تو تم نے مان لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین سے نصرِ قطعی زیادہ ہیں اب مارو پتھر اس کے منہ پر جو یہ کہتا ہے کہ۔

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا

ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ ۲

یہ آپ کا پانچواں کید ہے کہ تمہارا وہ بزرگ جسے تم مومن ثابت

کرنے کی کوشش کر رہے ہو وہ تو حضور کا علم ملک الموت سے

پانچواں کید

زیادہ کیا بلکہ برابر بھی نہیں مانتا اور آپ اس کے خلاف عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ہے فریب کاری کہ عقیدہ کچھ ہے اور ظاہر کچھ کیا جا رہا ہے۔

تھانوی صاحب کا عقیدہ عبارتِ براہین سے ٹکرا گیا

ملک الموت کے علم کو تو شاید آپ علوم

کمالیہ میں شمار کرتے ہوں گے اور سیفِ یمانی میں مولوی اشرف علی کی یہ عبارت لکھی ہے ہمیشہ سے میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمال

۱۔ براہینِ قاطعہ ص ۵۱ . ۲۔ براہینِ قاطعہ ص ۵۲

العلمیہ و العملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے۔ ۴

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

سیدِ یمانی سے چوتھا مطالبہ | تو اگر علم ملک الموت کمالاتِ علمیہ میں ہو تو مولوی اشرف علی صاحب

کے عقیدہ میں بقول ان کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان امور میں بھی ملک الموت سے زیادہ عالم ہیں۔ بلکہ خدا کے بعد ان کا مرتبہ ہے۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

سیدِ یمانی سے پانچواں مطالبہ | اب مولوی اشرف علی صاحب کا یہ عقیدہ اگر نصِ قطعی کے مطابق

نہ ہو تو خلافِ نصِ عقیدہ رکھنے والے کا جو حکم ہے وہ ان پر جاری کرو اور اگر نصِ قطعی کے مطابق ہو تو براہینِ قاطعہ میں حضور کے علم کو ملک الموت کے علم سے کم ماننا بھی خلافِ نصِ قطعی ہوا اور جو نصِ قطعی کی مخالفت کرے وہ مومن ہے یا کافر۔ دو تخیلیں پڑھتے اور مولوی اشرف علی جس نصِ قطعی کی بنا پر یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ وہ نصِ قطعی خلیل احمد کو سناد دو جو براہین میں لکھتا ہے۔

کہ ”فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے؟“

اور اس سے کہہ دو کہ بدین اس نصِ قطعی کو نہیں دیکھتا۔ اور حضور کی وسعتِ علم کو شرک بنائے دیتا ہے اور امرِ منصوصِ قطعی کو شرک بنانے والے کا شرع میں جو حکم ہو وہ خلیل احمد پر جاری کرو اور اس سے کہو کہ یہ کیسا بے دینی ہے کہ امرِ منصوص کو شرک بنا کر شرک کو منصوصِ قطعی قرار دے رہا ہے۔

سیدِ یمانی سے چھٹا مطالبہ | مگر تمہارے عقیدہ میں تو وہ (خلیل احمد نبھٹوی) مرکزِ مٹی میں بل گیا ہو گا جیسا کہ تقویتِ الایمان

میں لکھا ہے اور تم مردوں کے سننے کے قابل بھی نہیں ہو تو کم سے کم اس کی نسبت فتوے تو صادر کر دو۔ کہو ہے اگر کچھ دعویٰ راست بازی کا تو۔

حقیقت حال یہ ہے کہ آپ کا یہ اظہار عقائد نمائشی ہے ورنہ علم شیطان کے اثبات کے درپے نہ ہوتے اور نہ ہی خلیل احمد کے ایسے ناقابل تاویل کفریات کی حمایت کرتے۔ سیفِ یمانی میں اس عقیدہ کے بیان اور اہل سنت پر بہت سے سب و شتم و تبرے کے بعد عبارت مذکورہ براہین کی جو بیوند کاری کرنی چاہی ہے اس کا حال بھی ملاحظہ کیجئے۔

سیفِ یمانی کا چھٹا کید

حضرت مولینا خلیل احمد صاحب مرحوم یہاں جس وسعتِ علمی کا انکار فرما رہے ہیں اور جس کے ماننے

کو شرک قرار دے رہے ہیں۔ وہ وہ ہے جو بغیر عطائے خداوندی ذاتی طور پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کی جائے۔ لے

سیفِ یمانی کا صابراہین پر بہتان لگانا اور اسکو لایعقل بنانا۔

اس عبارت میں یہ تو اقرار ہے کہ مولوی خلیل احمد نے حضور کی وسعتِ علمی کا انکار کیا اور اس کا ماننا شرک قرار دیا اور یہ طوفان و بہتان مولوی خلیل احمد پر باندھا کہ ان کی مراد یہاں علم ذاتی ہے کیونکہ وہ ایسے لایعقل تو نہ تھے کہ رد کرتے اس امر کا جس کا ان کا خصم قابل ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے خلاف بلند آہنگیوں سے اعلان کر رہا ہے اور خود سیفِ یمانی میں بھی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کی خالص الاعتقاد ص ۲۲ سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ۔

علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لئے محال ہے جو اس

لے :- سیفِ یمانی ص ۱۰

میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ کمتر سے کمتر غیر خدا کے لئے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے۔

کوئی سُنی عالم حضور کیلئے علم ذاتی کا اثبات نہیں کرتا۔

علاوہ بریں دنیا میں کسی سُنی عالم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے لئے علم ذاتی کا اثبات نہیں کیا خود انوارِ ساطعہ سامنے ہے جس کے رد میں براہین لکھی گئی ہے۔ اس میں دکھا دو کہ کہیں حضور کے لئے علم ذاتی ثابت کیا ہو۔ جب خصم علم ذاتی کا قائل ہی نہیں ہے تو رد کرنے والا کیا دیوانہ ہے جو علم ذاتی کا رد کرے گا۔ یہ مولوی خلیل احمد کی دوستی ہوئی کہ اُن کی تجہیل و تحمیق کر ڈالی۔

سیفِ یمانی سے ساتواں مطالبہ | قطع نظر اس سے کہ براہین کی عبارت خود اس بہتان کا تحمل نہیں کرتی ورنہ علم محیط

زمین کا ذکر کیا معنی؟ کیا اس سے کم کا علم ذاتی ماننا شرک نہیں ہے؟ کدھر ہے عقل۔ علم ذاتی کا رد کرنا ہوتا تو یہ کہنا تھا کہ ملک الموت کے لئے علم عطائی ثابت ہے۔ اس سے علم ذاتی پر استدلال کیسے ہو سکتا ہے پھر یہ کہ شرک بتایا اس نے وسعتِ علم کو نہ کہ نفسِ علم کو دیکھو اس کے لفظ۔
”فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نفسِ قطعاً ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے“

سیفِ یمانی سے آٹھواں مطالبہ | تو کیا مطلب یہ ہے کہ علم ذاتی کی وسعت ثابت کرنا شرک ہے اور علم ذاتی غیر

وسیع مانا جائے تو نہ شرک نہ خلافِ نصوص۔ اس تقدیر پر مولوی خلیل احمد مُشرک ٹھہرتے ہیں۔ اچھی توجیہ کی کہ اپنے پیر کو مُشرک ہی بنا ڈالا۔

سیفِ یمانی کی توجیہ نے مولوی خلیل احمد کو مُشرک بنا دیا

پھر اس سے اگلی عبارت دیکھئے جہاں لکھا ہے کہ۔

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ ۱

یہاں نفی ملک الموت کی برابری کی ہے۔

سیفِ یمانی سے نواں مطالبہ | اس سے کم کی نہیں تو کیا علم ذاتی ملک الموت سے کم حضور کے لئے ماننے ہو؟ یہ ہے آپ کی توجیہ کی حقیقت۔ ابھی تسلی نہ ہوتی ہو تو کچھ اور عرض کروں۔ اس عبارت کے بعد مولوی خلیل احمد لکھتے ہیں۔ الغرض یہ تحقیق واہی مولف کی محض جہل ہے۔ وہ آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہو۔ ۲

عبارتِ براہین سیفِ یمانی کی توجیہ کے خلاف | اگر علم ذاتی مراد ہے تو اس کو مان کر اور ملک الموت

سے زائد مان کر بھی شرک میں مبتلا نہ ہو۔ یہ کیوں؟

صاحب سیفِ یمانی نے تو اپنی توجیہ میں تسلیم کیا ہے کہ حضور کے لئے علم ذاتی ماننا شرک ہے۔

سیفِ یمانی سے دسواں مطالبہ | اگر یہاں علم ذاتی مراد تھا تو وہ مُشرک کیوں نہیں ہوا؟ اب بھی کہہ سکتا ہے

کوئی وہابی کہ یہاں علم ذاتی مراد ہے۔
 اور اگر اب بھی آپ کی تسلی میں کچھ کسر رہ گئی ہو تو ایک ضرب اور بھی رسید کروں
 یہی آپ کے مولوی خلیل احمد اس کے بعد لکھتے ہیں۔
 ”اگر اپنے فخرِ عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گنا اس سے زیادہ عطا فرمائے ممکن ہے
 مگر ثبوتِ فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے۔
 کچھ کھلیں آنکھیں یہاں صاف علمِ عطائی کا اقرار ہو رہا ہے۔ اسی پر نصِ طلب کی
 جارہی ہے۔ لے

اسی پر عقیدہ کرنے کی بحث ہے۔ اب یہ کہہ
سیفِ یمانی کا فریب | دینا کہ یہاں علم ذاتی مراد ہے کس قدر کوری نابینائی
 و دجل و فریب ہے۔ خود براہین کی عبارتیں پکار رہی ہیں کہ حضور کے لئے علمِ عطائی کا
 انکار کیا۔ اس پر نصِ طلب کی ہے۔ اور تم خود اقرار کرتے ہو کہ شیطان کے لئے علمِ عطائی
 کی وسعتِ نصِ قطعی سے ثابت مانی۔ تو اب صاحب رسالہ عقائدِ وہابیہ کا الزام صحیح
 ثابت ہوا۔ اور مولوی خلیل احمد کو کفر سے بچانے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہو سکی۔ لے
 بوقت صبح شود ہجور روز معلومت کہ باکہ باختمہ عشق و رشپ و ہجور

عبارتِ براہین کیلئے سیفِ یمانی کی دوسری توجیہ

یہاں علم ذاتی مراد ہونے پر سیفِ یمانی میں یہ ثبوت پیش کیا ہے۔
 اس امر کا ثبوت کہ براہین کی عبارت زیر بحث میں وسعتِ علم ذاتی ہی مراد
 ہے براہینِ قاطعہ میں جس جگہ یہ بحث ہے اس کی پہلی سطر یہ ہے۔

”تمام اُمت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخرِ عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوق کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتلا دیا اس سے ایک ذرہ زیادہ کا بھی علم ثابت کرنا شرک ہے۔ سب کتبِ شرعیہ سے یہی استفادہ ہے“

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحبِ براہین کے نزدیک صرف اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے جو علاوہ عطائے خداوندی کے کسی مخلوق کے لئے ثابت کیا جائے۔
سیفِ یمانی نے مولوی خلیل احمد کو بد استعداد ثابت کر دیا

اس سے تو ثابت نہیں ہوا کہ عبارت زیر بحث میں علم ذاتی مراد ہے بلکہ آپ نے براہین کی یہ عبارت پیش کر کے صاحبِ براہین کی ایک بد استعدادی دکھائی کہ وہ کہتے ہیں کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ نے واقع میں جتنا علم عطا فرمایا ہو اس سے زیادہ اس کے لئے ثابت کرنا مطلقاً شرک ہے یہ بالکل غلط ہے بلکہ یہاں یہ تفصیل کرنی تھی کہ اس سے زیادہ ثابت کرنا خلافِ واقع اور غلط ہے اور اس کو بے عطائے الہی مانا جائے تو شرک ہے آپ نے جو شرارہ برافروختہ کیا اس سے آپ ہی کا گھر جل گیا ہمارا کیا حرج۔

نتیجہ آپ کے کلام کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو جس قدر نعمت عطا فرمائی ہو اس سے زائد کائنات بہر تقدیر شرک ہے۔

سیفِ یمانی کے نزدیک جو سلطان اورنگ زیب کو عالمگیر کہے وہ مشرک ہے

مثلاً اورنگ زیب بہندوستان کے بادشاہ تھے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں اس

قدر ملک عطا فرمایا تھا انہیں جو عالم گیر کہے تمہارے نزدیک مُشرک ہے۔

وہابیہ کے نزدیک جو سلطان نور الدین محمد کو جہانگیر کہے وہ مُشرک ہے

سلطان نور الدین محمد بھی ہندوستان کے فرمانروا تھے آپ کے قاعدہ سے اور آپ کے
برابین کے حکم سے انہیں جہانگیر کہنے والا مُشرک اور سلطنتِ ذاتیہ کا مشیت کیونکہ حق تعالیٰ
نے انہیں جتنا ملک عطا فرمایا تھا اُس سے زیادہ ثابت کر دیا۔

سیفِ یمانی کے نزدیک مولوی خلیل احمد کو جو افلاطون اور ارسطو
سے فائق کہے وہ مُشرک ہے

یا آپ مولوی خلیل احمد صاحب کی تعریف میں یہ کہیں کہ وہ افلاطون تھے ارسطو
سے فائق تھے تو آپ مُشرک ہو گئے۔ کیونکہ آپ نے اُن کے لئے عطائے الہی سے
زیادہ علم فلسفہ کا اثبات کیا اور آپ اُن مثالوں پر کیوں جاسیے میں آپ کے گھر ہی
کی مثال کیوں نہ سنادوں۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے مرتبہ میں مولوی رشید احمد
کے متعلق لکھتے ہیں۔

۴ الہی کیا کریں کیونکہ سنیں وہ لحن داؤدی

آپ انصاف سے کہیے کیا مولوی رشید احمد گنگوہی لحن داؤدی رکھتے تھے کیا
اُن کے لحن پر بھی وہ تاثیریں مرتب ہوتی تھیں جو حضرت داؤد علیہ السلام کے لحن شریف
پر مرتب ہوتی تھیں۔

سیفِ یمانی کے نزدیک مولوی محمود الحسن دیوبندی مُشرک

مولوی محمود الحسن صاحب نے اُن کے لئے وہ نعمت ثابت کی جو اللہ تعالیٰ

نے انہیں نہیں دی تھی تو بقول آپ کے مولوی محمود الحسن مشرک ہو گئے۔ اسی مرثیہ میں لکھا ہے۔

وہ صدیق معظم تھے سحاب لطفِ رحمانی

اسی میں ہے۔

وفات سرورِ عالم کا نقشہ آپ کی رحلت

اسی میں ہے۔

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے۔

اسی میں ہے۔

محی الدین اکبر جاتے ہیں دارِ فنا سے بس اٹھے آف ویر ویراں سے محی الدین گیلانی اور اسی مرثیہ کی لوح پر لکھا ہے۔

حضرت قطب العالم خاتم الاولیاء والمحدثین فخر الفقہاء والمشاخ حضرت عالی ماوائے جہاں مخدوم الكل مرطاع العالم جناب مولانا رشید احمد۔

اب انصاف سے کہتے یہ تمام صفتیں اللہ تعالیٰ نے مولوی رشید احمد کو دی تھیں ظاہر ہے کہ وہ بیچارے ایک ملاں آدمی تھے آپ کو کتنی بھی خوش عقیدگی ہو مگر آپ ان کو صدیق، فاروق، محی الدین اکبر، محی الدین گیلانی، قطب العالم، ماوائے جہاں مخدوم الكل، سارے جہاں کے مرطاع نہ سمجھتے ہوں گے اور واقع میں ایسا ہے بھی نہیں تو ان کی شان میں ایسا کہنے والے آپ کے نزدیک بحکم براہین مشرک ہوتے۔ اور اگر آپ اپنی کتابیں تلاش کریں گے تو ان میں آپ کو ایسے بے شمار مشرک ملیں گے۔

اس سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی آپ کا یہ دعویٰ کہ صاحب براہین کے نزدیک صرف اس علم کا ثابت کرنا مشرک ہے جو علاوہ عطائے خداوندی کے کسی

مخلوق کے لئے ثابت کیا جائے۔ امام ابوہابہ اسماعیل کے نزدیک حضور کو علم عطائی ثابت کرنے والا بھی مشرک ہے۔

سیفِ یمانی کا ساتواں کید | یہ ساتواں کید ہے اس سے آپ مسلمانوں کو مغاطہ

دینا چاہتے ہیں اور وہابیہ کا عقیدہ چھپانا چاہتے ہیں۔ آپ کا امام الطائفہ اسمعیل دہلوی اس کو صاف کر گیا۔ جو لکھتا ہے۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح مشرک ثابت ہوتا ہے۔ لے

سیفِ یمانی و براہین دلے تقویت الایمان کے حکم سے مشرک

اب دیکھئے اس نے علم عطائی کو بھی مشرک بتایا اگر آپ کا قول مانا جائے اور حسبِ براہین کی یہی مراد سمجھی جائے کہ علم عطائی کا اثبات مشرک نہیں ہے تو خود صاحبِ براہین تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ٹھہرے گا۔ اچھی توجیہ کی کہ کفر سے بچانے کی فکر میں اس پر مشرک ثابت کر دیا۔ مگر آپ کیا کریں باطل کی حمایت کا یہی انجام ہوتا ہے اس کا کلام ہی قابلِ تاویل و توجیہ نہیں ہے۔ اس لئے آپ کے تمام گروہ کی سعی اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور کوئی مخلص آپ کے ہاتھ نہیں آسکتا۔ آپ لوگ اس کے کلام کی تحریف بھی کرتے ہیں۔ علم و عقل کے خلاف پیوند بھی لگاتے ہیں مگر کفر ہے کہ آپ کے ٹانے نہیں ٹلتا کیوں اس قدر سرگرائی کرتے ہو۔ توبہ کرو۔ ایمان لاؤ۔

سیفِ یمانی کی توجیہ نے مولوی خلیل احمد کو کافر بنا دیا

الحمد للہ عبارتِ براہین کے متعلق جو دجل و فریب کر کے اہل باطل نے چاہا

لے :- تقویت الایمان مرکز نائل پریس دہلی ص ۱۰

تھا کہ اس کلام کفری کو حق ثابت کریں وہ سب ان کے گلے کا وبال ہوا۔ اور وہابیہ کو مجال دم زدن باقی نہیں رہی۔ اس کی تمام کوششوں کا دار و مدار انہیں چند باتوں پر تھا جس کا ردِ بلیغ کر دیا گیا۔

اس کے علاوہ اور کوئی توجیہ صاحبِ سیفِ یمانی پیش نہ کر سکا۔ کفر سے بچانے کے لئے کوئی تدبیر اس کے ہاتھ نہ آسکی بجز اس کے کہ وہ تحریف کرے اور براہین کی عبارت کو بدل ڈالے اور ذاتی کی ایک قید اپنی طرف سے ایسی اضافہ کرے جس کا بطلان ہر شخص کے نزدیک اظہر من الشمس ہو۔

سیفِ یمانی کا اپنی توجیہ کیلئے عبارتِ براہین کو پیش کرنا مغالطہ ہے۔

ذاتی کے مراد ہونے پر صاحبِ سیفِ یمانی نے آخر میں براہین کے اس جملہ کو سنداً پیش کیا ہے کہ:-

”یہ بحث اس میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو ثابت کر کے کوئی یہ عقیدہ کرے“۔ لہٰذا یہ عبارت بھی صاحبِ سیفِ یمانی نے مغالطہ وہی کے لئے پیش کی جس سے اس کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔

عبارتِ براہین کا مطلب | اس عبارت میں (یہ) کا اشارہ براہین کی عبارت

زیر بحث کی طرف نہیں ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر اعتقاد کرنے کی طرف ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اگر حضور کو بر بنائے ذاتی حاضر اعتقاد کرے تب تو معتقد مشرک ورنہ گنہگار چنانچہ براہین کی عبارت کے لئے لفظ اس پر دلالت بھی کرتے تھے جن کو صاحبِ سیفِ یمانی نے اپنے مدعا کے

خلاف پا کر براہِ بددیانتی چھوڑ دیا۔ پوری عبارت براہین کی یہ ہے۔

”یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علمِ ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ کے اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے شرک تو نہیں۔ مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں“ لے

سیفِ یمانی کی پیش کردہ عبارت براہین اس عبارتِ مباحثہ سے بے علاقہ ہے

اس کل عبارت کو دیکھنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ صاحبِ براہین بحث کے بعد پھر اصلِ مبحث (حاضر ناظر ہونے) کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ حاضر اعتقاد کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک علمِ ذاتی کی بنا پر۔ اس سے تو حاضر اعتقاد کرنے والا مشرک ہو جاتا ہے اور ایک علمِ عطائی کی بنا پر۔ اس سے مشرک نہیں ہوتا۔ فقط اثنائے بحث میں جو بر طرف رد وہ کہہ گیا ہے کہ۔

”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوتی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعاً ہے“

اس کی طرف لفظ (یہ بحث) کا اشارہ نہیں اور اگر اندھے ہو کر اور تمام دلائل سے آنکھوں پر پتھر رکھ کر یہ فرض کر دو کہ جملہ زیرِ بحث میں علمِ ذاتی مراد ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ حضور کے لئے تو علمِ ذاتی مراد لیا جائے اور شیطان کے لئے علمِ عطائی۔

یہ تفریق کہ حضور کے لئے علمِ ذاتی اور شیطان کیلئے علمِ عطائی ہے محض بے جا اور باطل ہے۔

یہ تفرقہ محض بیجا اور باطل ہے تو اس تقدیر پر مطلب یہ ہو گا کہ شیطان و ملک الموت

کے تو علم ذاتی کی وسعت نص سے ثابت مان لی اور حضور کے لئے اس سے انکار کرتا ہے اور اس پر نص طلب کرتا ہے۔ اور یہ متاخرین وہابیہ کے عقیدہ کے کچھ زیادہ خلاف بھی نہیں ہے کیونکہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول میں مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

حضور کے لئے علم ذاتی کا اثبات کفر نہیں ہے

اور جو یہ عقیدہ ہو کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے لہذا پہلی شق میں امامت درست ہے دوسری شق میں امام نہ بنانا چاہئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ دیکھئے علم ذاتی کے اعتقاد پر بھی کافر کہنے سے زبان روکنے کا حکم دیتے ہیں۔ اب آپ سمجھئے اپنے اکابر کی کہنہ مکر نیوں کو۔

سیفِ یمانی کی توجیہ نے مولوی عبد السمیع صاحب کا مدعا ثابت کر دیا

ایک اور مصیبت آپ کے لئے یہ ہے کہ آپ عبارت زیر بحث میں علم محیط ارض کے انکار کو علم ذاتی میں منحصر کر کے تسلیم کرنے پر مجبور ہونگے کہ براہین میں محیط ارض کے علم عطائی کا حضور کے لئے انکار نہیں ہے۔ اور مدعاے مخالف ثابت ہے۔ اور حاضر کہنے کیلئے علم ذاتی کی ضرورت ہی نہیں تو اب حضور کو بر بنائے علم عطائی حاضر کہنا درست ہوا۔ اور مولوی عبد السمیع صاحب کا مدعا ثابت ہوا۔ عرض صاحب براہین کی ساری لایعنی تقریر ضبط محض ہوگی۔

خالص الاعتقاد کی عبارت وہابیہ کو مفید نہیں

اسی سلسلہ میں صاحب سیفِ یمانی نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہ کی یہ عبارت بحوالہ خالص الاعتقاد پیش کی ہے۔

آیات و احادیث و اقوال علماء حنہ میں دوسرے کیلئے اثباتِ علمِ غیب سے انکار ہے۔ ان میں قطعاً یہی دو قسمیں (یعنی ذاتی یا محیط کل) مراد ہیں۔

سیفِ یمانی سے گیارہواں مطالبہ | اس عبارت سے وہابی کو کیا فائدہ۔
اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ کہاں

فرمایا ہے کہ وہابیہ کی عبارت میں بھی جہاں انکار ہے وہاں ذاتی کا انکار ہے۔ وہابی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب عطائی کے اثبات کو بھی شرک کہتے ہیں۔ جیسا کہ ہم اوپر تقویت الایمان کی عبارت نقل کر چکے ہیں اگر تم یہ کہو کہ وہابی کے کلام میں بھی ذاتی کا انکار ہوتا ہے تو اگرچہ یہ دعویٰ غلط ہو گا مگر اس سے تمہیں ماننا پڑ جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکانے مایکون کا علم عطائی ثابت ہے کوئی وہابی اس کا انکار نہیں کر سکتا کہو کیا سمجھ کر عبارت نقل کی تھی کہیں بھی کوئی مفر ہے۔

براہین قاطعہ کے متعلق سیفِ یمانی کی دوسری بحث

عبارت براہین قاطعہ کے متعلق یہ تمام ناکام فریب کاریاں کرنے کے بعد صاحب سیفِ یمانی نے دوسرے طور پر بحث شروع کی ہے چونکہ اس کو خود یقین تھا کہ اس کی یہ تحریفیں چل نہیں سکتیں اس لئے اپنے مخلص کی جستجو میں ایک دوسرا انداز

اختیار کرتا ہے اور کہتا ہے۔

اس عبارت میں مطلق وسعت علم میں کلام نہیں بلکہ ایک خاص علم کی وسعت (یعنی علم زمین کی وسعت) کے متعلق بحث کی جا رہی ہے اس کی نفی سے مطلق وسعت کی نفی لازم نہیں آتی انتہی ملخصاً۔ ۱

سیفِ بیانی سے بارہواں مطالبہ | تنقیح طلب بات یہ ہے کہ علم زمین کی آیت علمیہ میں ہے یا نہیں۔ کیا تمام زمین عجائب

صنع الہی اور آیات قدرت ربانی سے بھری ہوئی نہیں ہے۔

حضور کے لئے علم زمین کا اثبات آیات قرآنیہ سے

کیا قرآن کریم میں وارد نہیں ہوا۔

الذی جعل لکم الارض فراشا۔ ۲ وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔

کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد نہیں فرمایا۔

المنجبل الارض مہادا والجبال
ادقاداً۔ ۳
کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں۔

کیا کتاب ربانی میں نہیں پڑھا۔

قالق الحب والنوی۔ ۴
کیا یہ آیت نظر سے نہیں گزری۔

ان فی خلق السموات والارض
واختلاف اللیل والنہار لآیات

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات

اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں

۱۔ سیفِ بیانی ص ۱۱

۲۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۱ رکوع ۲

۳۔ سورۃ انبیاء آیت ۱۷ ع ۱۔ سورۃ النعام آیت نمبر ۴۹ رکوع ۱۴

لاذلی الالباب الذین یدکرون
 اللہ قیما وقعودا علی جنوبہم
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

کے لئے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے
 اور بیٹھے اور کھڑے پر لیٹے اور آسمانوں
 اور زمین کی پیدائش میں حضور کرتے ہیں اے
 رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔

جب خلق سموات وارض میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور ذوی العقول

میں سب سے بلند مرتبہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اس کا علم حضور کے لیے
 کیوں کمالات علمیہ میں شمار نہ ہوگا۔ کیا آج تک یہ بھی نہیں سنتا۔

تدلی علی اند واحد
 وہ کرتا ہے وحدت کا اس کی بیان

ہر وقت دفتریت معرفت کر دگا
 اسی کو ہوائے نفس میں اندھے ہو کر سیف یمانی کے صدائے کہہ دیا کہ
 دنیا و دنیا کے علوم ہرگز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
 لئے باعث کمال نہیں۔

تری شوخیوں کی کیا انتہا علم زمین کو دنیا سے دنی بنا دیا اور اس کے کمال
 ہونے کا انکار کیا۔ کوئی آیت پیش کیجئے جس سے معلوم ہو کہ محیط ارض کا علم کمال
 نہیں ہے کوئی حدیث سنائیے۔ محض زبانی دعویٰ اور وہ بھی آیت و احادیث کے
 خلاف حضور کے علوم کا انکار کرنے والو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایسے
 محیط ارض کا اثبات احادیث مبارکہ سے دیکھو۔

ترمذی شریف کی حدیث کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
 فعلمت ما فی السموات والارض۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں

اور زمینوں میں ہے۔

یہ وہی علم عرض ہے جس کا تم حضور کی نسبت انکار کر رہے ہو اور شیطان کے
 لئے نص سے ثابت بتا رہے ہو۔

دوسری حدیث دیکھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

رافع لی الدنيا فانا انظر اليها
 والى ما هو كائن فيها الى يوم
 القيامة كما انظر
 الى كفى هذه۔ ۲
 تیسری حدیث دیکھو۔

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا
 پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تاقیامت
 ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ
 رہا ہوں جیسے اپنی اس تبھیلی کی طرف۔

عن ثوبان قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم ان الله
 نرى لى الارض فرأيت مشار
 ومغار بها انتهى۔ ۳
 روایت ہے ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول خدا
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ
 نے سمیٹی میرے لئے زمین یعنی اس کو سمیٹ
 کر نکل تبھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے اس کے

مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔ ۴

اب ان آیات احادیث کو دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ علوم کما یہ نہیں ہیں
 اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہیں ہوتے اب جو شخص ان علوم کا انکار
 کرتا ہے کیا وہ کمالاتِ محمدیہ کا انکار نہیں کرتا۔ اور جب ملک الموت علیہ السلام

اور شیطان لعین کا مقابلہ کر کے اُن کے لئے محیطِ ارض کا علم ثابت کرے اور حضور کے لئے اس کا انکار کرے تو کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدترین توہین نہیں۔ تشبیہ نہیں ہے۔

سیفِ یمانی کے عذر پر ایک فوٹو | مگر آپ کی تفہیم کے لیے کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میزانِ الصفا

بتدی طالبِ علم سمجھ لیتا ہے مگر مولوی اشرف علی تھانوی نہیں جانتے تو کیا اس نے مولوی اشرف علی کی توہین نہیں کی۔ ان کی تنقیص نہیں کی۔ کیا یہاں سیفِ یمانی کا یہ عذر کام دے گا کہ مولوی اشرف علی کے لیے ایک علم خاص کا انکار کیا ہے۔ مطلق وسعتِ علم کا انکار نہیں کیا۔ لہذا مولوی اشرف علی کی توہین نہیں ہوئی۔

سیفِ یمانی سے تیرھواں مطالبہ | انبیاء کرام کی توہین کرنے والیے اعدا کفر سے نہیں بچا سکتے تو بے

نہ شرم اور بارگاہ رسالت کی گستاخی سے باز آؤ۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے علمِ دنیا کا انکار کرنے کے لئے شفا شریف کی تین عبارتیں پیش کی ہیں اور ان کو پیش کر کے اپنی نا فہمی و جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

سیفِ یمانی کی پیش کردہ عبارتِ شفا شریف کا جواب

پہلی عبارت کا نتیجہ اس نے یہ نکالا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض دنیوی باتوں کا علم نہ ہو۔ اگرچہ یہ نتیجہ صحیح نہیں مگر اس سے بھی اس کا مدعا حاصل نہیں ہوتا کہ محض امکان کیا کام دے گا۔ واقعہ تو یہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ حضور کے سامنے دنیا پیش کی گئی اور اس کو اور اس کے قیامت تک کے ہونے والے جملہ واقعات کو مثل کفِ دست ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ایسے ہی دوسری

اور تیسری عبارتیں بھی اس کو کچھ مفید نہیں ان سے اور عبارات براہین قاطعہ سے کیا نسبت؟ یہاں امکان کی بحث ہے اور براہین میں وہ محیط ارض کے علم کو حضور علیہ السلام کے لئے نصوص قطعیہ کے خلاف بتا رہا ہے اور شیطان اور ملک الموت کے لئے نصوص قطعیہ سے ثابت مان رہا ہے۔ این هذا من ذالک زمین و آسمان کاتفاوت ہے۔ کفر و اسلام کا فرق ہے۔

وہا پیو! اس پر صاف صریح نص قطعی پیش کرو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو محیط ارض کا علم نہیں دیا گیا جیسا کہ تمہارے پیٹروا نے براہین قاطعہ میں دعوے کیا ہے۔ علاوہ بریں اسی شفا شریف میں اس کو رباطن کو یہ نظر نہ آیا۔

و بحسب عقلہ کانت معارفہ علیہ	عرض کہ جتنی آپ کی عقل زیادہ تھی اتنے ہی
السلام الی سائر ما اعلمہ اللہ و	آپ کے معارف زیادہ تھے مع ان تمام
و اطلعہ علیہ من علم یرکون	علوم و فنون کے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے
و ما کان و عجائب قدرتہ و عظیم	آپ کو تعلیم فرمائے اور ان اخبار گذشتہ
ملکوۃ قال اللہ تعالیٰ و علمک	اور آئندہ اور عجائب قدرت اور عظیم ملکوت
مالک تمکن تعلم و کان بفضل	رب العزت کے جن پر کہ اُس سبحانہ تعالیٰ
اللہ علیک عظیم ما حارت	نے آپ کو مطلع فرمایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
العقول فی تقدیر فضلہ علیہ	دَعَلَمَکَ مَا لَمْ تَمکن تَعَلَمَ و کان
و خرسات الالسن دون دست	فضل اللہ علیک عظیم ما طار
یحیط بذالک او ینتھی الیہ۔	آپ کو وہ سکھایا جو آپ نہ جانتے تھے اور
	آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ غرض کہ اللہ عزوجل نے آپ پر وہ وہ فضل فرمائے جس کے

انذازہ سے عظیم حیران رہتی ہیں اور جن کے بیان کرنے سے زبانیں گونگی ہوتی جاتی ہیں
 ایسی شفا شریف میں اس عزتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹانے والے
 نے یہ نہ دیکھا۔

ومن معجزاته الباهرة ما جمعه
 اللہ لہ من المعارف والعلوم و
 خصه به من الاطلاع علی جمیع
 مصالح دنیا والدين ومعرفة
 بامور شرائعہ وقوانين دينہ
 وسياسة عبادة ومصالح امتہ
 اور آپ کے معجزات روشن میں سے ایک
 معجزہ آپ کے وہ علوم اور معارف ہیں جن کو
 کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ میں جمع فرمایا
 ہے اور وہ کل مصالح دین و دنیا میں جن پر
 کہ خصوصیت کیساتھ آپ کو مطلع فرمایا ہے
 اور آپ کا امورِ شرائع اور قواعد دین اور سیاست
 بندگانِ خدا اور مصالحِ امت سے واقف ہونا۔ ۳

اسی شانِ رسالت کے گستاخ کو۔۔۔ اسی عبارت شفا کی شرح کا پتہ نہ چلا۔
 ملا علی قاری مکی علیہ الرحمۃ شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

(ومن معجزاته الباهرة) ۱۔
 ایاتہ الظاہرۃ (ما جمعه اللہ
 لہ من المعارف) ۱۔ ۱۔ الجزیۃ
 (والعلوم) ای الکلیۃ والمدیران الطبیۃ
 والیقینۃ والاسرار الباطنۃ
 والانوار الظاہرۃ (وخصه به)
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن
 معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 آپ کے واسطے معارف جزئیہ اور علوم
 کلیہ اور مدیرکات ظنیہ اور یقینیہ
 اور اسرارِ باطنہ اور انوارِ ظاہرہ جمع کئے اور
 آپ کو دنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع

۱۔: شمیم الریاض کشوری جلد ۱ ص ۹۸ مصدقہ ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ ۲۔: شفا شریف جلد ۱ ص ۲۹۸
 ۳۔: شمیم الریاض جلد ۱ ص ۳۸۵۔

اے ماخصہ بہ من الاطلاع
 علی جمیع مصالح الدنیا والدین
 اے ما یتیم بہ اصلاح الامور الدنیویۃ
 والاخریۃ واستشکل بانہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 وجد الانصار یلقون النمل فقال
 لو ترکتموه فترکوه فلم ینخرج شیئا
 اوخرج شیئا فقال انتم اعلم
 بامردنیاکم واجیب بانہ لئلا
 کان ظنا منہ لاوحیا وقال الشیخ
 سیدی محمد السنوسی ارادہ
 یجملہم علی خرق العوائد فی
 ذالک الی باب التوکل واما هناك
 فلم یمثلوا فقال انتم اعرف
 بدیناکم ولوا مثلوا و تمحلوا فی
 سنۃ وسنتین لکفوا امر هذا
 المحنة انتھی یہ
 جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے (اور تہقح نہ کرتے) تو انہیں تہقح کی
 محنت نہ اٹھانی پڑتی۔

دیکر خاص کیا۔

اس پر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے ایک
 مرتبہ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تہقح نخل
 کر رہے تھے (یعنی خرما کے نر کی کلی کو مادہ کی
 کلی میں رکھتے تھے تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ
 آئے) حضور نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے (تو
 شاید بہتر ہوتا) لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا۔
 پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی
 کاموں کو خوب جانتے ہو۔ اس اعتراض
 کا جواب دیا گیا کہ یہ حضور کا ظن تھا کوئی وحی
 اس بارہ میں نازل نہیں ہوئی تھی شیخ سنوسی
 رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نے ان کو
 خرق و خلاف عوائد پر برا لگیختہ کرنے اور با
 توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا انھوں
 نے اطاعت نہ کی (اور جلدی کی) تو حضور
 نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی
 جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے (اور تہقح نہ کرتے) تو انہیں تہقح کی

بالجملہ شفا شریف سے وقوع کی عبارات کو چھوڑ کر امکان کی عبارات پیش کرنا صاحب سیفِ یمانی کا آٹھواں کید ہے۔

صاحب سیفِ یمانی نے حضور النور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم گھٹانے کے لئے حدیث تلیقح نخل کے یہ الفاظ انتم اعلمم بامر دنیا کم پیش کئے ہیں اور اپنی بد باطنی سے اس کا ترجمہ یہ لکھڑا۔

”اپنی دنیا کی باتیں تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو“ لے

سیفِ یمانی کی پیش کردہ حدیث انتم اعلمم بامر دنیا کم
کا جواب

اولاً: تو اس جاہل سے دریافت کرو کہ اس میں بھلا (مجھ سے) کس لفظ کا ترجمہ ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ تصرف کہ اس کی مراد ہی بدل ڈالی کفر کی حمایت میں حدیث کا مضمون کچھ کا کچھ بنا دیا۔ ترجمہ کرنے بیٹھے تو وہ بھی غلط کیا۔

ثانیاً: ابھی شرح شفا کی عبارت میں ان الفاظ کے ساتھ اعتراض اور اس کا جواب گزر چکا اور علامہ سنوسی کا کلام منقول ہوا کہ جب انہوں نے تلیقح کے بارے میں صبر نہ کیا تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال صبر کرتے اور تلیقح نہ کرتے تو انہیں تلیقح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔

اب وہابی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے علم دنیا کی نفی ان الفاظ سے محض اپنی خیانتِ قلبی سے نکالتا ہے۔ وہابیوں دیکھو علمائے کرام ان الفاظ کے متعلق کیا فرماتے ہیں فصل الخطاب میں علامہ قیسری سے منقول ہے۔

لے: سیفِ یمانی ص ۱۲۔

ولا يغرب عن علمه صلى الله عليه وسلم
 عليه وسلم مثقال ذرة في
 الارض ولا في السماء من حيث
 يريد وان كان يقول انتم اعلم
 بامور دنياكم -

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر زمین
 و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں
 اگرچہ وہ بشریت کے اعتبار سے یہ
 فرمائیں کہ تم دنیا کا کام خوب جانتے ہو۔

اے شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹانے والو۔ اور اے علم رسول صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے کم کرنے والو یہ وہی الفاظ انتم اعلم بامور دنياكم ہیں
 جس کو تم نے علم اقدس کے گھٹانے کی دلیل بنا کر پیش کیا تھا اب علامہ قیسری رحمۃ
 اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام دیکھ کر تو وسعت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ اور
 اپنے ناپاک مذہب سے توبہ کرو۔

الحاصل صاحب رسالہ عقائد و ہابیہ دیوبندیہ نے جو تین نمبر لکھے تھے وہ
 براہین قاطعہ کی عبارت سے ثابت ہو گئے اور ظاہر ہو گیا کہ وہابیہ کا یہ عقیدہ ہے
 کہ شیطان علیہ اللعن اور ملک الموت کا علم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم
 سے زائد ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جس کی بنا پر براہین قاطعہ کے مصنف مولوی خلیل
 احمد بیٹھی کو کافر کہا گیا اور اس کی تکفیر پر حرمین شریفین و ہند و سندھ پنجاب و بنگال
 و مدراس۔ و دکن۔ و کاٹھیاوار و گجرات وغیرہ کے دو سو ارستھ علماء کرام و مفتیان
 عظام نے فتوے دیے۔

براہین کے عقیدہ پر خود اس کے مصنف اور تمام بندیوں کے کفری فتوے

وہابیہ بہت شور مچایا کرتے ہیں کہ مولوی خلیل احمد کو علماء اہل سنت نے کافر مرتد کہہ دیا لہذا آج میں اس فریب کا بھی قلع قمع کئے دیتا ہوں اور ثابت کرتا ہوں کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی کا کفر قابل انکار نہیں ہے کیونکہ مولوی خلیل احمد نے خود بھی اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دیا ہے دیکھو التصدیقا مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی مطبوعہ ہلالی پریس ساڈھورہ۔

ہمارے یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔

نیز مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی اپنی کتاب قطع الوتین مطبوعہ افضل المطابع مراد آباد میں انہیں مولوی خلیل احمد انبیٹھی کا ہری دستخطی فتوے نقل کرتے ہیں! میں یہی مولوی خلیل احمد انبیٹھی لکھتے ہیں۔

میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم ہے زیادہ کہے۔

ناظرین غور فرمائیں کہ مولوی خلیل احمد نے براہین قاطعہ کی عبارت زیر بحث میں تو شیطان کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ادا مانا اور ان دونوں عبارات میں وہ ایسا ملنے والے کو کافر مرتد و ملعون کہتے ہیں لیکن وہ اپنے قول سے خود کافر مرتد و ملعون ہوتے یا نہیں پھر اس التصدیقات پر مولوی اشرف علی تھانوی مولوی محمود حسن دیوبندی مولوی عزیز الرحمن دیوبندی مولوی حبیب الرحمن دیوبندی

مولوی احمد حسن امردہوی - مولوی کفایت اللہ شاہ جہاں پوری وغیرہ تمام دیوبندی کتبہ کی تصدیقیں ہیں لہذا مولوی خلیل احمد انبیٹھی ان سب کے نزدیک بھی کافر ہوتے وہابیو! اب ہے کوئی جو تمہیں تمہارے قبول کئے ہوئے کفر سے بچا سکے۔

بحد اللہ اب وہابیہ کی ساری مجموعی کوششیں خاک میں مل گئیں اور صاحب

رسا وہابیہ دیوبندیہ کے الزام صحیح ثابت ہوتے۔

رسالہ عقائد و ہابسیہ کی دوسری عبارت

حضور کو علماء دیوبند کی بدولت اُردو آنے کا خواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء دیوبند کی شاگردی کی۔ ان وہابسیہ دیوبند سے تعلق و معاملہ پیدا کر کے اُردو زبان سیکھی براہین قاطعہ میں ہے۔

”اس فقیر کے گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صد با عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلماتِ ضلالت سے نکالا۔ یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ تو آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ لے براہین قاطعہ کا پیش کردہ خواب درگاہ الہی میں عظمت مدرسہ کی سند بنایا گیا ہے اور خواب کے بعد صاحبِ براہین نے کہا ہے۔ سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ اس پر صاحبِ سیفِ یمانی نے بہت غصہ کیا کہ خواب کے ظاہری پہلو پر حکم لگا دیا۔ مگر یہ شکایت اُن کو مصنفِ براہین سے کرنی چاہیے۔ جس نے خواب کو سند بنایا۔ اس کے پیش کرنے والے پر عتاب بجا ہے ایک مسلمان کو یہ بات

ضرورت تکلیف دیتی ہے کہ حضور کا یہ مقولہ بیان کیا جائے کہ جب سے علماء و مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان لگتی اور اس کو علماء و دیوبند اور مدرسہ کی عظمت کی سند بنایا جائے۔ ناحق کی طرف داری اور استاد پرستی کے مدہوشو عظمتِ شانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ تو لحاظ رکھو۔ وہابیہ کے یہاں یہ کوئی ایک ہی خواب نہیں۔ اس قسم کے خوابوں کا ایک ذخیرہ ہے اس خواب میں تو علماء و دیوبند کے تعلق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زبان اُردو و آنا بتایا۔ اور رسالہ الامداد میں ایک اور خواب ذکر کیا جس کا مضمون یہ ہے۔

ایک ذکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی) کا ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا کہ کس عورت ہاتھ آئیں گی اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔

وہابیہ کی حضرت صدیقہ کی جناب میں بے ادبی

وہابیو! کیا یہ جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب میں گستاخی اور اہلبیت رسالت کی توہین نہیں ہے۔ بے غیرت سے بے غیرت آدمی بھی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ اس کی کس مرعوبہ سے شادی ہوگی کوئی جاہل بھی ماں کے آنے کو جو روٹنے سے تعبیر نہیں کر سکتا جمیت و غیرت کے دشمنو خواب گھڑتے ہو اور ایک صالح کی طرف منسوب کرتے ہو پھر اس سے نتیجہ وہ نکالتے ہو جو تمہارے قلب کی گندگی کا ثبوت ہے۔

وہابیہ کو خواب بتانے کی بہت عادت ہے یہاں میں اس ایک ہی خواب

کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں اس کے پیش کرنے سے یہ مقصد ہے کہ بزرگوں کی توہین کیلئے خوابوں کو ذریعہ بنانا و بابیہ کی عادت ہے۔

براہین کے خواب کی تاویل بے کار ہے !

سیفِ یمانی والے نے براہین کی خواب کی تاویل گھڑی ہے کہ احادیث اس وقت سے اردو زبان میں شائع ہوئیں جب سے مدرسہ دیوبند قائم ہوا مگر یہ تعبیر اس کو کچھ مفید نہیں۔ کیونکہ صاحبِ براہین نے صرف خواب کو سند بنایا ہے اور تعبیر بھی کی جاتی تو یہ تعبیر نہ ہوتی۔ کیونکہ براہین قاطعہ کی تحریر کے وقت تک مدرسہ دیوبند میں احادیث کو اردو میں شائع کرنے کا کونسا اہتمام بلیغ کیا گیا تھا لہذا یہ تعبیر مطابق نہیں بلکہ حال اس کے خلاف ہے اور پھر احادیث مبارکہ کے تراجم کی نسبت مدرسہ دیوبند کی طرف کتنا ویسے بھی غلط ہے۔ کیونکہ مدرسہ دیوبند سے پہلے بھی اردو زبان میں بکثرت احادیث شائع ہو چکی تھی۔ اس قدر آج تک بھی دیوبندیوں کو شائع کرنی نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کی بکثرت تصانیف ہیں کوئی معجزات ہیں۔ کوئی سیر میں کوئی اعمال میں کوئی فضائل میں ان میں ہزار ہا احادیث کے ترجمے ہیں یہ سب مدرسہ دیوبند سے پہلے شائع ہوئیں مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ مشارق الانوار کا ترجمہ جھن جھین کا ترجمہ۔ واقدی کا ترجمہ بشامل ترمذی کا ترجمہ۔ اور بکثرت احادیث کے ترجمے پہلے ہو چکے تھے تو یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ سب سے اول احادیث کی اردو زبان میں اشاعت مدرسہ دیوبند نے کی بلکہ احادیث کے اس کثرت کے ساتھ اردو میں آجانے کے بعد بھی مدرسہ دیوبند نے احادیث کے اردو ترجموں میں کوئی قابل ذکر مصروفیت نہیں کی حتیٰ کہ صاحبِ سیفِ یمانی بھی یہ نہیں دکھا سکا کہ حدیث کی اتنی کثیر کتابوں کا ترجمہ دیوبند کے علماء نے کیا تھا اور

اس سے پہلے اُردو میں احادیث ملتے ہی مذتھیں تو یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ احادیث اُردو میں مدرسہ دیوبند سے شائع ہوئیں۔ لہذا تعبیر غلط ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ملفوظات و لے خواب کا جواب

اس موقع پر صاحب سیفِ یمانی نے کھیا کر ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے ایک خواب نقل کر دیا ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ یہ وہابیوں کے خواب کا جواب ہو جائے گا مگر چونکہ نسبت خاک را با عالم پاک - ۷
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔
وہ مبارک خواب یہ ہے۔

مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارتِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ حضور گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔

خواب ختم ہو گیا۔ اس کو بیان فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ الحمد للہ کہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھایا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے صرف اتنے لفظ ہیں جن کا مطلب صاف یہ ہے کہ جو شخص رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مورد الطاف ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس کے جنازہ کی نماز میں نے پڑھائی بیشک یہ بات قابلِ شکر ہے۔

سیفِ یمانی کا نواں کید | سیفِ یمانی والا وہابی یہ الزام لگاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

امامت کرنے کے مدعی ہیں یہ اس کا نواں کید ہے۔ نہ خواب میں یہ ہے کہ مولوی

احمد رضا خاں (صاحب) کی اقتدا کرنے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں نہ —
 اعلیٰ حضرت نے یہ لفظ فرمایا کہ میں نے حضور کی امامت کی معاذ اللہ یہ وہابی کا بہتان ہے
 مولوی امیر احمد صاحب نے جو خواب دیکھا وہ ظاہر ہے کہ نماز جنازہ سے قبل
 یا بعد دیکھا ہو گا کیونکہ اگر عین نماز کے وقت دیکھتے تو اس تذکرہ میں یہ بھی ضرور بیان
 ہوتا۔ لہذا اس خواب سے تشریف آوری حضور کی اس نماز سے قبل یا بعد ظاہر ہوتی
 ہے۔ علاوہ بریں وہابی نے یہ کہاں سے سمجھا کہ حضور اس نماز میں شرکت کرنے تشریف
 لے جاتے ہیں جو عالم ظاہر میں ہو رہی ہے جس عالم میں تشریف آوری ہے اسی عالم
 میں نماز ہوگی۔ اور اگر وہ نماز باجماعت ہوگی تو اس کے حضور ہی امام ہوں گے حضور
 کی نسبت مقتدی ہونے کا گمان وہابی کا فسادِ قلب اور اس کی بے علمی ہے۔ اگر
 خاص اس نماز میں حضور کی بھی شرکت طے تو بھی حقیقی امامت حضور ہی کی ہوگی۔ اور ظاہری
 امام بھی حضور کا مقتدی ہوگا۔ وہابی جاہل کو یہ کیا معلوم کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اماموں
 کے امام ہیں۔ جب تشریف لے آتے ہیں تو امام مقتدی ہو جاتے ہیں۔ کچھ علم ہوتا تو اسے
 خبر ہوتی بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ معرض
 میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھاتے تھے۔ اس حالت میں
 حضور تشریف لائے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پہلو میں تشریف فرما ہوئے۔ اب حضور امام ہو
 گئے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اور تمام مقتدی حضور کے مقتدی ہو گئے۔ حدیث کے
 مبارک الفاظ یہ ہیں۔ فجاء حتی جلس عن يسار ابي بكر فكان ابو بكر يصلي
 قائما وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي قاعدا يقتدي ابو بكر
 بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس يقتدون بصلاة
 ابي بكر۔ اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بھی بخاری شریف کی حدیث میں موجود
 ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمر و بن عوف میں صلح کے لئے تشریف لے
 گئے تھے اور نماز کا وقت آنے پر حضرت صدیق اکبر نے نماز پڑھانی شروع کی۔

اس میں حضور تشریف لے آئے اور صحابہ کی تصفیق کے بعد حضرت ابو بکر صدیق —
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت کرم صفت میں آگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر
نماز پڑھائی۔ سیفِ یمانی کا یہ اعتراض اس تمام پارٹی کے جہل کی دلیل ہے جن کی
سیفِ یمانی پر تقریظیں ہیں۔ وہابی تو اس خواب کو پیش کر کے رسوا ہوا۔ اور جس پر اس
نے صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کو بہت گالیاں دی تھیں اس میں وہ خود نا فہم اور
جاہل ثابت ہوا۔

ذرا اُسے تذکرۃ الرشید دکھاؤ جو براہین قاطعہ کے مصنف مولوی خلیل احمد ^{نبیٹھی}
کی مصدقہ کتاب ہے اس میں حاجی امداد اللہ صاحب کی طرف ایک خواب
منسوب کیا ہے وہ یہ ہے۔

وہابیہ کا خواب جس میں حضور علیہ السلام کو علماء دیوبند کا کھانا پکانے والا ثابت کیا

ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب دیکھا کہ
آپ کی بھانج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور آپ کی بھانج سے فرمایا کہ اٹھو تو
اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکاوے۔ اس کے مہمان
علماء ہیں (یعنی دیوبندی ملے) اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤنگا یہ
بد نصیبو! ایسے خواب گڑھے ہو اور ان کو پیر کی مداح سرائی میں لکھتے ہو۔ اس
سے تمہاری باطنی خیانت ظاہر ہوتی ہے اس کے لکھنے سے حضور کا کیا مرتبہ دکھانا
مقصود ہے خدا سے ڈرو اور اس قدر بد لگام نہ بنو۔

رسالہ عقائد و ہابیریہ کی تیسری عبارت

مسئلہ میلاد شریف

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک میلاد شریف ہر حال میں ناجائز ہے چاہے مطابق شریعت کے کیوں نہ ہو۔ ۱

العقاد مجلس مولود ہر حال میں ناجائز ہے۔ ہمدانی امر مندوب کے واسطے منع ہے الخ۔ ۲

اس کے جواب میں صاحب سیفِ یمانی نے پہلے تو یہ دعویٰ کیا کہ اللہ علیم وخبیر شاہد ہے کہ ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر پاک دوسرے اذکارِ حسنہ کی طرح موجب رحمت اور باعث برکت ہے۔ ۳

یہ اس نے اللہ علیم وخبیر کو شاہد کر کے اپنے مسلک کا بیان کیا ہے۔ اس میں دوسرے اذکارِ حسنہ سے کیا مراد ہے۔ یقیناً ذکرِ الہی اذکارِ حسنہ میں داخل ہے۔ بلکہ اذکارِ حسنہ کا سب سے اعلیٰ فرد ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ ذکرِ ولادت شریف ذکرِ الہی کی طرح موجب رحمت و باعث برکت ہے اور یہ صحیح بھی ہے شفا شریف میں رفعت ذکر کے بیان میں ابن عطا کا یہ قول لکھا ہے۔

۱۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ ص ۸۳۔ ۲۔ سیفِ یمانی ص ۱۱۔ ۳۔ سیفِ یمانی ص ۱۱۔

وقال ايضاً جعلتكَ ذكراً من ذكوري ومن ذكرك ذكري . ۱۷

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا ذکر ذکر الہی ہے۔ اس کے بعد صاحبِ سیفِ یمانی نے فتاویٰ رشیدیہ کی تین عبارتیں نقل کر کے ان کا یہ نتیجہ لکھا ہے۔

”ان ہر سہ عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مرحوم نفسِ ذکرِ ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مندوب و مستحب ہی سمجھتے ہیں البتہ عقدِ مجلسِ میلاد یا انعقادِ مجلسِ میلاد کو نادرست کہتے ہیں“ ۱۸

سیفِ یمانی سے چودھواں مطالبہ | گنگوہی کی عبارت کا یہ نتیجہ سیفِ یمانی کے نمائشی مسلک کے خلاف ہو گیا

وہاں وہ مان چکا ہے کہ ذکرِ ولادت دوسرے اذکارِ حسنہ کی طرح ہے تو کیا دوسرے اذکارِ حسنہ اور ان کے اعلیٰ فرد ذکر الہی کے

لئے عقدِ مجلسِ ناجائز ہے۔ کوئی نصِ قرآنی وارد ہوئی ہے یا کسی حدیث میں ممانعت آئی ہے یا گھر سے ہی ناجائز کر دیا۔ صرف عقدِ مجلس کی ممانعت پر کوئی دلیل شرعی تو لکھی ہوتی۔ مگر لکھتے کہاں سے یہاں تو دین میں اپنی رائے کو دخل دینا اور حلال خدا کو حرام بنانا وہاں بیسہ کا شیوہ ہو گیا ہے۔ حدیث میں تو ذکر کے لئے اجتماع کو باعثِ رحمت و برکت فرمایا گیا ہے۔

ذکر کے لئے اجتماع کا احادیث سے ثبوت

لا یقعد قومٌ یدعون اللہ الا جو قوم ذکر الہی کیسے بیٹھتی ہے لاکھ لاکھ پر چھا

۱۷: شفا شریف ص ۱۵۔ ۱۸: سیفِ یمانی ص ۱۷۔

حَقَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ
وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ
اللَّهُ فِيمَن عِنْدَ رُؤَسَاءِ مَسْجِدٍ

جاتے ہیں رحمت الہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے
سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے
مقربین میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔

عقدِ مجلس کا حدیث سے ثبوت

ایک اور بھی حدیث سن لیجئے۔ ترمذی
شریف کی حدیث ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
إذا فررتم برياض الجنة فارتعوا
قالوا وما رياض الجنة قال حلق
للذکر رواة الترمذی۔ ۲

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت
کے باغوں پر گزرو تو ان کے میوے کھاؤ
(یعنی حنظل اور حاصل کرو) صحابہ نے عرض کیا
جنتی باغوں سے کیا مراد ہے فرمایا۔ ذکر کی مجلسیں۔

ان احادیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کے لئے عقدِ مجلس باعثِ رحمت و برکت
اور بارگاہِ الہی میں مقبول ہے حضور نے اس کے لئے ترغیب فرمائی ہے اور آپ کہتے
ہیں کہ ہم ذکر و ولادت کو اذکارِ حسنہ کی طرح سمجھتے ہیں تو پھر اس کے لئے عقدِ مجلس کس طرح
ناجائز ہوا۔

سیفِ یمانی والا بدعتی اور حدیث کا مخالف

عقدِ مجلس میلاد کو ناجائز کہنا احادیث کی مخالفت ہے۔ اور احادیث کی
کی مخالفت ہی بدعت ہے۔

اے اہل بدعت خدا سے ڈرو اور ہوائے نفس سے سنت کی مخالفت کر کے
ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے سے باز آؤ۔

علامہ ابن حجر کی عبارت سے عقد مجلس میلاد کے سنت ہو یا نہ ہو

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ حدیثیہ میں محفل مولود شریف کی نسبت جو منکرات شرعیہ سے خالی ہو فرماتے ہیں۔

اور قسم ثانی یعنی میلاد مبارکہ کی وہ محافل جو عورتوں مردوں کے ناجائز اختلاط و اجتماع وغیرہ منکرات و محرمات سے خالی ہوں ایسی محفلیں سنت ہیں اور اذکار عامہ و خاصہ کے باب میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ ان محافل کو شامل ہیں جیسے کہ حضور کی یہ حدیث کہ جو کوئی قوم ذکر الہی کے لئے بیٹھی ہے فرشتے اس پر چھا جاتے ہیں رحمت حق اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ سکینہ اس پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے مقربوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا نیز ایک اور حدیث روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کے لئے فرمایا جو ذکر الہی کے لئے مجلس بناتی ہے اور اس پر حمد الہی بجالاتے ہیں کہ اس نے انہیں اسلام کی رہنمائی فرمائی۔ (ان کے حق میں حضور نے فرمایا) کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے

والقسم الثاني سنة تشمله
الاحاديث الواردة في الاذكار الخمسة
والعامه كقوله صلى الله عليه وسلم
لا يقعد قوم يذكرون الله تعالى
الا حفتهم الملائكة وغشيتهم
الرحمة ونزلت عليهم السكينة و
ذكرهم الله تعالى فيمن عند ربه
مسلم (راوی) ایضا انه صلى الله عليه
وسلم قال لقوم جلسوا يذكرون
الله تعالى ويحمدونه على ان هدم
لا السلام اتاني جبرئيل عليه الصلوة و
والسلام فاخبرني ان الله تعالى
يباهي بكم الملائكة وفي الحديثين
اوضح دليل على فضل الاجتماع على
الخير والجلوس له وان المجالسين
على خير كذلك يباهي الله بهم
الملائكة وتنزل عليهم السكينة

دَفَعْنَا رَحْمَةً وَيَذْكُرُهُم
 اللَّهُ تَعَالَى بِالشُّكْرِ عَلَيْهِمْ بَيْنَ
 الْمَلَائِكَةِ فَأَطِيعُوا لِضَائِلِ اجَلٍ مِنْ
 هَذِهِ - ۱۰

خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ملا کر
 پر فخر فرماتا ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں
 بڑی روشن دلیل ہے۔ اس اجتماع کی فضیلت
 پر توجہ کی کے لئے ہو اور اس میں بیٹھنے پر اور

اس پر کہ امر خیر کے لئے بیٹھنے والے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ملا کر
 فخر فرماتا ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور
 اللہ تعالیٰ ملا کر کے درمیان ان کا ذکر ثنا کے ساتھ فرماتا ہے اس سے برتر کون
 سی فضیلتیں ہیں۔

بِحمد اللہ اس عبارت نے مسئلہ صاف کر دیا اور خاتم المحدثین حضرت علامہ ابن
 حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح فرمادی کہ میلاد شریف کی پاک مجالس اگر محرمات
 سے خالی ہوں ان کا عقد سنت ہے۔ احادیث سے ثابت ہے۔ بڑی جلیل فضیلتوں
 پر کتوں رحمتوں کا موجب ہے۔

صاحبِ سیفِ یمانی سے پندرہواں مطالبہ | اب وہابی بتائیں کہ عقد
 مجلس میلاد جب سنت

ہو احادیث سے ثابت ہوا تو اس کو نادرست کہہ کر وہ حدیث کے مخالف اور سنت
 کے دشمن ہوتے یا نہیں۔

تمام اکابر وہابیہ اور ان کے اعلیٰ حضرت کا اقرار برائے مولود

اور محفل منعقد کرنے کا اقرار وہابیہ کے اکابر بھی کر چکے ہیں۔ دیکھو مولوی غفر زائرین

مفتی دیوبند کا فتویٰ جس پر مولوی محمود الحسن مولوی مرتضیٰ الحسن مولوی انور شاہ مولوی اشرف علی کی تصدیقیں ہیں۔ اس میں لکھا ہے۔

والاحتفال بذكر اولادنا الشريفة

ان كان خاليا من البدعات المروجة
فهو جائز بل مندوب كسائر اذکرة
صلى الله عليه وسلم. ۱۷
یعنی میلاد شریف کی محفل بنانا (مجلس منعقد کرنا) اگر بدعات مروجہ سے خالی ہو تو جائز ہے۔ بلکہ مندوب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی اذکار کی مثل۔

وہابیہ کے اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب اپنے رسالہ ہفت

مسئلہ میں فرماتے ہیں۔

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر اپنے گھر پر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔ ۱۸
عقد محفل شریف کو جب تمہارے اکابر بھی مان چکے اور اس کی ممانعت پر تمہارے پاس کوئی دلیل بھی نہیں تو کس منہ سے منع کرتے ہو۔

سیفِ یمانی کا دعویٰ | اب سیفِ یمانی کا یہ دعویٰ باطل ہوا کہ۔

”نفسِ ذکرِ ولادت جو درجہ اطلاق میں ہے ہمارے نزدیک امرِ مستحسن ہے اور عقد یا انعقاد جس کے مفہوم میں تداعلی وغیرہ دیگر اہتمامات و تخصیصات بھی داخل ہیں اور جو درجہ تقیید میں ہے ہمارے نزدیک ممنوع اور نادرست ہے“ ۱۹

تمہارا نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے تمہیں اور تمہارے معذریہ کو پوچھتا کون ہے
 دین میں اپنی رائے کو دخل کیوں دیتے ہو۔ جب احادیث سے ثابت ہو گیا۔ محدثین
 نے تصریح فرمادی کہ اذکارِ حسنہ کے لئے اجتماع اور مجلسیں بنانا سنت ہے تو تم ممنوع
 کرنے والے کون ہو؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت موجود ہے تو
 ممنوع کس کے حکم سے ہوا۔ ان دیوبندیوں کی ذاتی رائے سے! استغفر اللہ
 اتنا لمبا چوڑا دعویٰ اور دلیل خاک بھی نہیں۔

مصنف سیفِ بیانی کی جہالت | صاحبِ سیفِ بیانی کا اپنے دعوے
 کے ثبوت میں دلیل کی جگہ سوال پیش

کرنا بھی تو ایک جہالت ہے۔

دلیل کی جگہ سوال پیش کرتے ہیں اور فنِ مناظرہ کے بڑے واقف کار بنتے ہیں۔
 دعوے کے ثبوت میں سوال سبحان اللہ کیا عقل و فہم ہے۔ کیا علم و خرد ہے اس ممانعت
 کے دعویٰ کی دلیل میں آپ لکھتے ہیں۔

کیا تداعی و دیگر اہتمامات کسی امرِ مباح یا مستحسن کے لئے بہ تصریح فقہائے
 حنفیہ مکروہ نہیں۔ لہ

جب سوال و دلیل کا فرق بھی معلوم نہ تھا تو کتاب لکھ مارنے کی کیا ضرورت
 پیش آئی تھی۔ اور مصنفوں میں کیوں نام و رنج کرانیا کا شوق ہوا تھا۔ یا بنتی تعلم
 ثم تکلم۔

سوال بھی کرنے بیٹھے تو ایسی چال بازی کا کہ کیا کسی امرِ مباح کے لئے تداعی
 مکروہ نہیں۔

سیفِ یمانی سے سوٹھواں مطالبہ

اگر تمہاری خاطر کے لئے اس سوال کا جواب اثبات میں بھی دیا جائے اور یہ کہہ

دیا جائے کہ امر مباح کے لئے تداعی مکروہ ہو سکتی ہے تو دلیل کی ترتیب کس طرح ہوگی۔ یہ کبریٰ ہو گا دلیل کا اور ہے جزئیہ تو نتیجہ کس طرح نکلے گا۔ شرح تہذیب بھی پڑھی ہوتی تو ایسی جہالت کی بات نہ کرتے اب آپ کے حسب منشاء دلیل ترتیب دی جائے تو مقدمہ یہ ہوں گے۔

بعض محافل میلاد مشتمل علی التداعی و بعض مشتمل علی التداعی مکروہ۔

تو اب جمیع محافل میلاد پر حکم کس کے گھر سے آئے گا۔ صغریٰ کی جزئیات نتیجہ میں جمیع محافل پر حکم کی مانع ہے اور کبریٰ کی عدم کلیت قیاس ہی کو بے اساس کئے ڈالتی ہے یہ گفتگو اگرچہ بہت سہل پیرایہ میں کی گئی لیکن اغلب ہے کہ مصنف سیفِ یمانی کی فہم سے بالاتر ہو اس لئے اس بات کو دوسرے پیرایہ میں عرض کرتا ہوں۔

تداعی کی بحث

اگر کسی ایک امر مباح کے لئے تداعی کسی وجہ سے مکروہ ہو تو ضروری نہیں کہ تمام امور مباحہ کے لئے مکروہ ہو جائے جہاں

وجہ کراہت نہ پائی جائے گی وہاں مکروہ نہ ہوگی۔ فقہا فرماتے ہیں۔

لا بد للکراہۃ من دلیل خاص۔ ل

تو جہاں دلیل کراہت نہ پائی جائے گی وہاں حکم کراہت کس طرح ہوگا؟ ہاں اگر آپ یہ کہتے کہ تداعی ہر امر مباح کو مکروہ کر دیتی ہے تو یہ بات اس موقع پر قابل ذکر ہو سکتی ہے مگر پھر یہ دعویٰ محتاج دلیل رہتا اور شرح مطہر میں اس کی کوئی دلیل آپ کو دستیاب نہ ہوتی اور امر باطل کے لئے شرع سے دلیل مل ہی نہیں سکتی۔

بلکہ اس کے خلاف دلیلیں قائم ہیں جو میں ابھی ذکر کر چکا ہوں اور امور خیر کے لئے اجتماع اور خاص عقد مجلس میلاد کی دلیل تو میں نے ابھی فتاویٰ حدیثیہ کے حوالے سے ذکر کیے اور تداوی و اہتمامات و تخصیصات باقرار صاحبِ سیفِ میانی داخل عقد محفل ہیں اور جب عقد و اجتماع ثابت ہوا تو یہ سب امور ان کے اقرار سے ثابت ہو گئے۔ اب میں آپ کو یہ بھی سناؤں کہ محفل میلاد مبارک تو سنت اور حدیث سے ثابت ہے۔

بدعات مباحثہ کے لئے اجتماع و عقد محافل کا فتاویٰ حدیثیہ سے ثبوت

اجتماع و عقد محافل بدعات مباحثہ تک کے لئے جائز ہے فتاویٰ حدیثیہ میں ہے۔
 اهل الاجتماع لبدع المباحثہ جائز کیا بدعات مباحہ کیلئے اجتماع جائز
 جوابہ نعم ہو جائز ہے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ ہاں جائز ہے۔
صاحبِ سیفِ میانی سے سترھواں مطالبہ مسئلہ تو بجمہ اللہ واضح ہو گیا مگر وہاں یہ
 سے یہ اور پوچھ دیکھئے کہ تمہارا جب
 یہ مذہب ہے کہ مباحثات و مستحبات محض تداوی و اہتمام سے مکروہ ہو جاتے ہیں تو دستار بندی
 کے جلسے کچھ فرض و واجب تو نہیں ہیں۔ ہیں تو بدعت ہی ان کے لئے کس زور شور سے
 تداوی ہوتی ہے۔ اشتہار چھاپنے میں خطوط لکھے جاتے ہیں بلا ہوتے علماء کو کراتے دیتے جاتے ہیں
 جلسوں کے لئے پردگراں مقرر کئے جاتے ہیں اس میں چندے مانگے جاتے ہیں بہت
 سے ہاتھوں سے طلبہ کے سروں پر دستاریں باندھی جاتی ہیں۔ ایسی سخت تداوی اور
 ایسے زبردست اہتمامات سے بھی یہ جلسے مکروہ نہیں ہوتے ممنوعیت ان سے چھو نہیں جاتی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تداعی و اہتمام آپ کے نزدیک بھی کسی امر کو مکروہ و نادرست نہیں کرتے۔ مولود شریف کو روکنے کے لئے صرف جیلہ ہیں۔ اور آپ صاحبوں کے مدارس کی تخصیصات و اہتمامات تنخواہ دار مدرسوں کا مقرر کرنا۔ تحصیل چندہ کے لئے اجرت پر سفیر مقرر کرنا۔ کسی شخص کے عالم ہونے کے لئے ایک نصاب مقرر کر دینا۔ مختلف قسم کے فنون کی کتابیں ایک ساتھ پڑھانا۔ ہر کتاب کے لئے گھنٹے مقرر کر دینا۔ جمعہ عیدین رمضان المبارک کے ایام کو تعطیل کے لئے مقرر کرنا۔ یہ سب امور بدعت ہی تو ہیں اور علماء نے ان کو بدعت ہی تو فرمایا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی نے مدارس کی بنا کو بدعت مندوبہ کہا

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔
ومن البدع المندوبۃ احداث مدارس وغیرہ کا بنانا بدعات مندوبہ میں
نحو المدارس۔ لے سے ہے۔

شیخ محقق نے مدارس کی بنا سے سنن استنجا کی رعایت کو بہتر کہا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مطبوع کلکتہ میں فرماتے ہیں۔

رعایت آداب خلأ واستنجا بروحہ سنت یعنی خلأ واستنجا میں سنتوں کی رعایت اور الحاح رکھنا بہتر است از بنائے رباط و مدرسہ لے مدرسہ اور مسافر خانوں کے بنانے سے بہتر ہے مگر باوجود اس کے آپ لوگ مدرسوں کے لئے عمریں گزار دیتے ہیں اور بدعت

کی محبت میں غرق ہیں۔ وہاں کے اہتمام خصوصیات پابندیاں امتحانات میں نصاریٰ کی تقلید گھنٹوں گھڑیوں سے اسباق کی تحدید سب کچھ گوارا ہے آپ کے طور پر کتنی کراہتیں ہوتیں ذرا شمار تو کیجئے۔

سیفِ یمانی سے اٹھارہواں مطالبہ | عرض تمہارے اعمال شہادت دیتے ہیں کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ خود تمہاری نظر میں

بھی صحیح نہیں۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے امورِ خیر کے لئے اہتمام و اجتماع کے بدعت ہونے کی سند بنا کر یہ دواثر (حدیث) پیش کئے ہیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز کے لئے اہتمام کے ساتھ جمع ہوتا دیکھا تو آپ نے ان لوگوں کے اس فعل کو بدعت قرار دیا ہے۔ حالانکہ چاشت کی نماز فی نفسہ ایک امر مستحب ہے جس کی فضیلت میں احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی ختنہ میں بلائے گئے تو آپ نے جانے سے انکار فرما دیا کسی نے وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا کہ زمانہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہم لوگ ختنوں میں نہیں جاتے تھے اور نہ یہ بلائے جانے کا دستور تھا۔ مسند ص ۱۱۷ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس امر میں شریعتِ مطہرہ نے تداعی اور دوسرے اہتمامات کی تعلیم نہ دی ہو اس میں تداعی اور اہتمام کرنا بدعت و ممنوع ہے۔ لہ

... پہلے تو یہ بتاتیے کہ آپ نے یہاں عربی کی تعبیر کس لئے نقل نہیں کی۔

وہابیہ کا دسواں کید | اولاً: حدیث گھڑ دی مسلم شریف کا غلط حوالہ دے دیا۔

ثانیاً: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر مسلم شریف میں کہاں ہے اور اس کا کونسا لفظ ہے جس کا یہ ترجمہ ہے کہ آپ نے اس اہتمام کو بدعت ممنوعہ مذمومہ قرار دیا اس مضمون کا کوئی اثر مسلم شریف میں کیا حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے یہ صاحب سیف یمانی کا دسواں کید ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسلم شریف پر افترا ہے۔ یہ مکاری کہ صحابہ کرام پر بہتان اٹھانے لگے۔ مولود شریف کی عداوت میں مسلم شریف پر تہمت لگانے لگے۔ جھوٹا حوالہ دیدیا۔ جاہل کو یہ بھی خبر نہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت مروی ہے اس میں آپ نے نماز چاشت کو بدعت حسنہ فرمایا۔

حضرت ابن عمر کی دو احادیث جو سیف یمانی والی قدح کے مخالف ہیں

عن ابن عمر انہ قال انہا محدثۃ | ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
وانہا لمن احسن ما احدثوا | سے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا نماز چاشت
محدث ہے اور بہ یقین احسن محدثات میں سے ہے۔

واما الثانی فمار واہ ابن ابی شیبہ | دوسری روایت وہ ہے جس کو ابن ابی شیبہ
باسناد صحیح عن المحکم ابن الامرج | نے باسناد صحیح حکم بن اعرج سے روایت
قال سئلت ابن عمر عن صلاة الفجر | کیا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ
فقال بدعة نعمة البدعة له | تعالیٰ عنہما سے نماز چاشت کی بابت دریافت کیا

۱۔ عینی شرح بخاری جلد ۳ ص ۶۶۴۔

آپ نے فرمایا بدعت ہے بہتر بدعت ۔

صاحبِ سیفِ یمانی کی یہ بددیانتی قابلِ ہزار نفرت ہے۔ کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو نمازِ چاشت کی نسبت فرما رہے ہیں کہ وہ بدعتِ حسنہ ہے اور وہابی صاحب اس کا یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ بدعت و ممنوع ہے۔ ع
بہیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

تھاوی صاحب اور تمام مصدقین سے حدیث کا مطالبہ

یہ سیفِ یمانی دین پر چلائی جاتی ہے اس سے دیانت کو ذبح کیا جاتا ہے لعنت ایسی سیف پر۔ اس خیانتِ جرم میں مولوی اشرف علی مولوی شبیر احمد مولوی مرتضیٰ حسن مولوی عبدالشکور سب شامل ہیں جن کے نام سیفِ یمانی کے آخر میں تصدیقوں کے ساتھ درج ہیں کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نمازِ چاشت یا اس کے لیے باہتمام جمع ہونے کو بدعت و ممنوع فرمایا ہو۔
حضرت ابنِ عمر کا تیسرا اثر نمازِ چاشت کو بدعتِ حسنہ فرمانا۔

وہ تو فرماتے ہیں ما ابتدع المسلمون بدعة افضل من صلوة الصبح ابلہ مسلمانوں نے کوئی بدعت نمازِ چاشت سے افضل نہیں نکالی۔ یعنی اور بدعات سے یہ افضل ہے۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ معلوم ہوا کہ بدعت سب مذموم و ممنوع نہیں ہوا کرتیں بلکہ ایک قسم بدعتوں کی وہ ہے جو احسن و افضل ہوتی ہے۔ اور اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔

سیفِ یمانی کا صحابہ پر بہتان | حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات میں اجتماع اور اہتمام کا کوئی ذکر نہ تھا لیکن

علماء نے توفیق و تطبیق روایات کے لئے ان روایات میں بدعت سے نماز چاشت کا مساجد میں اظہار کے ساتھ بلا زمت ادا کرنا مراد لیا کہ جس کا مرتبہ کم از کم مستحب ہے۔ وہابی اس کو ممنوع کہتا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی پر بہتان باندھ کر اپنی عاقبت برباد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان بے دینوں کے ٹکڑے امن میں رکھے۔

صاحبِ سیفِ یمانی کی دوسری حدیث میں خیانت

دوسری عبارت مستند کی جو اس وہابی نے ذکر کی ہے اس کی اصل عبارت بھی نہیں لکھی ہے اور یہ بھی اپنی خیانت کو چھپانے کی ایک چال ہے لیکن اگر فرض بھی کر لیجئے کہ مستند میں یہ مضمون ہو تو اس میں یہ کہاں ہے کہ میں اس کو بدعت و ممنوع جانتا ہوں۔ یہ وہابی اپنی طرف سے کیوں بڑھاتا ہے۔

اب بفضل اللہ صاحب انصاف پر روشن و ہویدا ہو گیا۔ کہ وہابی کے پاس مجلس میلاد مبارک کے انعقاد اور اسکی تداعی و اہتمام کے بدعت و ممنوع ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے اور وہ مجبور ہو کر صحابہ پر اور حدیث کی کتابوں پر بہتان باندھتا اور حدیث صحیحہ کی مخالفت کر کے امر مستنون کو روکتا ہے۔

اس کے بعد صاحبِ سیفِ یمانی کو خیال آیا کہ عقدِ میلاد مبارک کے بدعت و ممنوع ہونے کا دعویٰ چل نہیں سکتا۔ اور جھوٹے حوالے اور فریب کاریاں کام نہیں آسکتیں۔ علماء اہلسنت نے قلم اٹھایا تو ان تمام مکائد کو بے نقاب کر دیں گے اس لئے لکھا کہ۔

» اگر نفس ذکر ولادت اور عقد و انعقاد کے اس روشن فزق سے قطع نظر بھی کر لیجائے تب بھی سد الباب اس مجلس کے انعقاد کی اجازت نہ دینا ہی اسلم ہے! لے

بدعت و ممنوعیت کے دعوے تو خاک میں مل گئے اب صرف اتنا رہ گیا ہے کہ محافل میلاد کے انعقاد کی احتیاط اجازت نہیں دیتے ہیں۔

سیفِ یمانی کے طور پر میلاد کو بدعت کہنے اور برائتاناے والا گناہ گار

اس تقدیر پر محفل شریف کو بُرا کہنے والے بدعت بتانے والے سب گنہگار ہوں گے جس امر کو احتیاط روکا جاتا ہے اس کو مکروہ و ممنوع کہنا غلط ہے مگر یہ دونوں حکم خود صاحبِ سیفِ یمانی مولوی رشید احمد سے نقل کر چکا ہے تو اب بتائیے کہ جس امر میں فقط احتیاط تھی اس کو مکروہ و ممنوع کہنا غلط حکم اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا اور شریعت کی خیانت ہے یا نہیں۔

اس احتیاط کی تائید میں صاحبِ سیفِ یمانی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابن الحاج اور چند غیر معروف اشخاص کی عبارتیں فتاویٰ رشیدیہ سے نقل کی ہیں۔ اور ایک عبارت القول المعتمد کی لکھی ہے۔

مجدد صاحب کی عبارت کا جواب | حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت میں ایسا ایک لفظ بھی

نہیں ہے جس سے عدم جواز یا ممنوعیت کی بُرائی ہو۔ بلکہ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے زمانہ میں کسی جگہ کے لوگ مولود شریف کی محفلوں میں راگ

گانا قواعد موسیقی کی رعایت کے ساتھ اور قرآن پاک راگ اور نغمے کے ساتھ اور تالی بجا کر پڑھتے تھے۔ اور یقیناً یہ امر قابل رد کرنے کے تھا اس کی نسبت حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر کے دل میں یہ آتا ہے کہ جب تک اس دروازہ کو بالکل نہ بند کریں بوالہوس نہ رکھیں گے۔ اگر تھوڑے کی اجازت دی تو بہن بھی ہو جائیگا۔ یہ رائے مبارک نہایت صحیح ہے۔ جہاں کے لوگ اس قدر حد سے گزر گئے ہوں جب تک ان کی وہ خراب عادتیں نہ چھوٹ جائیں انہیں روکنا ہی چاہیے کہ یہ آداب قرآن کی حفاظت ہے باوجود اس کے مجدد صاحب نے حکم شریعت کو نہایت دیانت داری کے ساتھ بیان فرمایا۔

اور مولوی رشید احمد وغیرہ کی طرح جائز کو ناجائز نہیں کیا۔ اور صاف فرمادیا۔ کہ اگر یہ مفاسد نہ ہوں تو مجلس میلاد شریف میں کوئی مانع نہیں یہ تو صاف رد ہے مولوی رشید احمد اور وہابیہ کا جو یہ کہتے ہیں۔

”کہ مجلس میلاد اگرچہ دوسرے منکرات سے خالی بھی ہو تب بھی صرف عقد مجلس اور اہتمام مخصوص کی وجہ سے بدعت و نامشروع ہے“ لے
ان لوگوں کو حضرت مجدد صاحب کی عبارت پیش کرتے ہوئے شرمانا چاہیے تھا اب میں مجدد صاحب کی پوری عبارت لکھتا ہوں۔

مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پوری عبارت

در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصورت حسن و در قصائد مولود خوانی کے باب میں اندراج فرمایا ہے صرف قرآن پڑھنے میں خوش آوازی کے ساتھ

نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است
 ممنوع تحریف و تغیر حروف قرآن است
 و التزام رعایت مقامات نغمہ و تردید صوت
 بان بطریق الحان بالتصنیق مناسب آں
 کہ در شعر نیز غیر مباح است اگر بر نہیجے
 خوانند کہ تحریفی در کلمات قرآنی واقع نہ شود
 و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نہ گردد
 و آن را ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است
 مخدوم باخاطر فقیر عمیر سد این باب
 مطلق نہ کنند بوالہوسان ممنوع معنی کردند
 اگر اندک تجویز کردند منجر بہ بسیار خواهد شد
 قلیلہ یفرضی الی کشیرہ قول مشہور
 اور نعت و منقبت کے قصائد پڑھنے میں
 کیا مضائقہ ہے منع تو قرآن پاک کے حروف
 کا بدلنا اور ان کو متغیر کرنا ہے اور نغمے کے
 مقامات کی رعایت کا لازم رکھنا اور
 اس کے ساتھ راگ کے طریقہ پر آواز
 گھمانا اور اس کی مناسبت سے تالیان بجانا
 کہ یہ شعر میں بھی مباح نہیں ہے۔ اور اگر اس
 طرح پڑھیں کہ کلمات قرآن پاک میں کوئی
 تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں
 راگ اور تالی بجانا وغیرہ نہ ہو اور اس کو
 بھی صحیح غرض سے تجویز کریں تو کوئی مانع
 نہیں (یعنی جائز ہے)

میرے مخدوم فقیر کے خیال میں یہ آتا ہے کہ
 جب تک اس دروازہ کو مطلقاً بند نہ کریں گے بوالہوس لوگ اپنی عادتوں سے باز نہ آئیں
 گے اگر تھوڑی اجازت دی تو بہت تک پہنچائیں گے۔ یہ مشہور بات ہے والسلام۔

عبارت مدخل کا جواب | اسی طرح مدخل علامہ ابن الحامح رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت
 وہابیہ کو کچھ مفید نہیں اس میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں

ہے جو مجلس شریف کے انعقاد کو ممنوع اور نامشروع بتاتا ہو یا مجلس شریف کے مکروہ
 ہونے کا اس میں کوئی شائبہ یا اشارہ بھی ہو۔ ہاں ان کے زمانہ میں جن لوگوں نے

مجلس شریف میں بہت سی بڑی رسمیں اور گانا اور باجا بجانا اختیار کیا تھا اس پر انہوں نے انکار فرمایا ہے۔ اگر ہمارے سامنے بھی ایسا ہو تو ہم اسکو روکیں گے اور مجلس شریف کے آداب کے خلاف بتائیں گے۔ اور صرف مجلس شریف ہی پر کیا موقوف ہے قرآن کریم میں تو نشہ و شراب کی حالت میں نماز کو منع فرما دیا۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ
نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔
لیکن کیا کوئی جاہل بدوین یہ کہہ سکتا ہے کہ اس آیت سے معاذ اللہ نماز ممنوع ہوگی۔
مذخل کی جو عبارت صاحب سیفِ یمانی نے نقل کی ہے اگرچہ اس میں وہ حسب عادت قطع و برید سے باز نہیں رہا ہے تاہم اس میں ایسے لفظ موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جس مجلس کو انہوں نے منع فرمایا ہے وہ محرمات پر مشتمل تھی۔

حضرت شیخ محقق مولینا عبدالمحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب
ماثبت بالسنہ میں فرماتے ہیں۔

قال ابن الجزری فاذا كانت هذا
البلد الكافر الذي نزل القرآن
بدمه جردى في النار يعرفه
ليلة مولد النبي صلى الله
عليه وسلم فما حال المسلم
من امنه يسر بمولده ويبدل
ما تصل اليه قدرته في
محبتة صلى الله عليه وسلم
لعمرى انما كان جزاءه من الله
الكريم ان يدخله بفضله

ابن جوزی نے کہا کہ ابولہب کافر جس کی مذمت
قرآن پاک میں ہے۔ اس کا یہ حال ہے کہ اس
کو دوزخ میں بھی (تخفیف عذاب کے ساتھ
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ولادت
خوشی کرنے کا بدلہ ملا تو آپ کی امت کے
مسلمانوں کے حال کا کیا کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی ولادت کا سرور کرتے اور آپ کی
محبت میں حسب مقدرت خرچ کرتے
ہیں قسمیہ کہا جاتا ہے کہ اس کی جزا میں
خدائے کریم ان کو اپنے فضل عمیم سے جنات

العمیم جنات النعیم و لا تزال
 اهل الاسلام یحفلون بہ بشہر
 مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم ویعملون الولائم
 ویصعدون فی لیلیدہ
 بالنوع الصداقات ویظہرون
 لسرور ویزیدون فالعجرات
 ویعتنون بقراءة مولدہ الکریم
 ینظہر علیہم من برکاتہ کل فضل
 عمیم و ما جرب من خواصہ
 نہ اماکن فی ذلک العام و بشری
 عاجل بنیل البغیہ والمرام فرحم
 اللہ امرأۃ اتخذ لیلیٰ شہر مولدہ
 المبارکۃ اعیاداً لیکون اشد علی
 من فی قلبہ مرض و عناد و لقد
 طنّب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار
 علی ما احدثہ الناس من البدع والاهواء
 بالغناء بالآلات المحرمة عند محمل
 لمولد الشریف فان اللہ تعالیٰ ینیبہ
 علی قصدہ الجمیل ویسلک بنا سبیل
 السنۃ فانہ حسبنا

نعیم میں داخل فرمائے گا اور اہل اسلام ہمیشہ
 سے ولادت شریف کے مہینہ میں محفلیں کرتے
 اور خوشی کے کھانے پکاتے اور اس کی شب
 ہاتے مبارکہ میں طرح طرح کے صدقات دیتے
 اور سکیوں میں زیادتی کرتے اور مولود شریف
 پڑھنے میں اہتمام کرتے رہے ہیں اور
 ان کے اوپر فضل عمیم کی برکتیں ظاہر ہوتی
 رہی ہیں۔ اور مولود شریف کے خواص مجربہ میں
 سے ہے کہ اس سال کے لئے امن ہوتا
 ہے۔ اور حاجت روائی و حصول مراد کی بشارت
 عاجلہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے
 جو ماہ مبارک میلاد کی راتوں کو
 عید منائیں تاکہ بیمار دل اور اہل
 عناد پر نہایت گراں ہو۔ اور ابن حاج
 نے مدخل میں اس کے انکار پر زور
 دیا۔ جو بدعتیں اور نفسانی حرکتیں اور حرام
 مزامیر کے ساتھ گانا لوگوں نے عمل پاک
 مولود شریف میں نکالا تھا۔ اللہ تعالیٰ
 ان کو ان کے نیک ارادہ کی جزا دے
 اور ہمیں راہ سنت پر چلائے وہی ہمیں
 کافی اور بہتر وکیل ہے۔

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کے ساتھ فوائد

اس عبارت سے مسطورہ ذیل امور معلوم ہوتے۔

- ۱ - ولادت مبارکہ کی خوشی کی بدولت جب بولہب کافر تک محروم نہ رکھا گیا تو مسلمانوں کے لئے رحمت الہی سے بیشمار برکات کی امید ہے۔
- ۲ - میلاد مبارک کی خوشی میں اپنی مقدرت تک صرف کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل کا موجب ہے۔

۳ - اہل اسلام ماہ ربیع الاول میں ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں اور عقد محافل مدتہائے دراز سے اہل اسلام کے عمل میں ہے۔ اس کے ساتھ خوشی کے کھانے صدقے اظہار سرور میلاد شریف کا پڑھنا مسلمانوں کا معمول رہا ہے۔

۴ - حصول مراد اور امن کے لئے میلاد شریف عمل مجرب ہے۔

۵ - ماہ ربیع الاول کی شبوں کو عید بنانا حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مستحسن قرار دیا۔

۶ - ماہ مبارک میں عید منانا ان لوگوں پر شاق گزرتا ہے جن کے دلوں میں مرض اور عناد ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہابیہ جو میلاد مبارک سے چڑتے ہیں اس کا سبب ان کے دلوں کی بیماری اور عناد ہے۔

۷ - مدخل میں ابن حاج کا انکار ان لوگوں پر ہے جنہوں نے محفل مولود میں حرام باجے گانے اور ناقص عمل جاری کئے تھے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ عبارت مدخل کو ممانعت محفل میلاد میں کوئی دخل نہیں ہے وہ ممانعت صرف اس زمانہ اور اس مقام کے اہل اہواؤ سے متعلق ہے جنہوں نے میلاد شریف کی پاک محفل میں گانے۔ باجے اور قبیح افعال کا ارتکاب کر رکھا تھا اور ایسا ہو تو منع کرنا لازم ہے اور یہ ممانعت کچھ میلاد شریف ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جس اجتماع میں بھی عوام کام داخل ہو جائیں گے۔ ان کو روکا جائیگا۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس نماز تراویح کا حکم جس میں حرام کام ہونے لگیں۔
 وحیث حصل فی ذلک الاجتماع
 لذكر او صلوة التراويح ادخوها
 محرم و جب علی کل ذی قدرۃ
 النہی عن ذلک و علی غیرہ الامتناع
 من حضور ذلک۔ لہ

جہاں کہیں ذکر یا نماز تراویح وغیرہ کے اجتماع میں کوئی حرام کام ہونے لگے تو ہر ایک قدر رکھنے والے شخص پر اس کو روکنا واجب ہے اور قدرت نہ رکھے تو اسے شرکت سے باز رہنا لازم ہے۔

دیکھئے علماء دین مجلس میلاد مبارک اور نماز تراویح دونوں کیلئے یکساں حکم دیتے ہیں کہ اگر وہاں کوئی حرام کام ہو تو اس میں شرکت نہ کی جائے اور اس کو روکا جائے۔

اس سے اگر کوئی مصنف سیف یمانی جیسی عقل کا انسان یہ نتیجہ نکالے کہ تراویح کیلئے اجتماع

بہر حال ممنوع ہے خواہ وہ فعل حرام سے خالی ہو۔ تو یہ نتیجہ نکالنا گمراہی اور مکاری ہے لہذا عقد محفل میلاد کی ممانعت کے لئے عبارت مدخل کو سند بنانا صاحب سیف یمانی کا گیارہواں کید ہے اور نہایت مکاری اور دیدہ دلیری یہ کہ خود سیف یمانی اور اس کے اکابر کی قطع و برید کے بعد بھی اس کی اپنی نقل کی ہوئی عبارت مدخل میں یہ لفظ موجود تھے۔

قد احتوی ذلک علی بدع و محرمات یعنی (حضرت علامہ نے اس محفل کو منع کیا ہے جس میں بہت سی بدعتیں اور بہت سے حرام فعل تھے۔

سیفِ یمانی نے عبارت مدخل کا ایک جزو ہضم کر لیا

اس کے بعد کی عبارت جو مدخل میں ہے اس کو سیفِ یمانی والا معلوم نہیں کیوں کہا گیا وہ اسے کیا نقصان پہنچاتی تھی۔ ایک جزو عبارت کا ہضم کرنے کے بعد لکھتا ہے وهذا المفسد مرتبہ علی فعل المولد اذا عمل بالسمع اور اس کا ترجمہ خود ہی لکھتا ہے۔ اس مجلس میلاد پر یہ مفسد اس صورت میں مرتب ہوتے ہیں جب کہ اس میں سماع ہو تو اب یہاں کی مجالس جن میں سماع و مزامیر اور کوئی فعل حرام نہیں ہے وہ کیسے ممنوع ہوں گی۔ علامہ ابن الحجاج کے اتنے تصریح فرما دینے کے بعد بھی ان کی عبارت کو سندِ ممانعت بنا کر پیش کر دینا واپس کی حیاداری کا عجیب نمونہ ہے۔

عبارت مدخل اس میلاد کو منع کرتی ہے جس میں سماع و مزامیر ہوں

جس مجلس میں سماع وغیرہ محرمات نہ ہوں اگرچہ اس میں تداعی ہو کھانا پکایا جاتے۔ یعنی زبردست اہتمامات کئے جائیں اس کیلئے اپنے زمانہ کے لوگوں کی عادتوں کا لحاظ کرتے ہوئے حضرت علامہ نے دو لفظ فرمائے۔ ایک بدعت اور ایک لیس من عمل السلف الماضیین اور اس کا حکم یہ دیا اتباع السلف اولیٰ اس میں انہوں نے ممنوعہ۔ محرمہ۔ سیئۃ۔ مکروہۃ۔ کچھ نہیں فرمایا تو صاحب سیفِ یمانی اس عبارت سے نامشروع ہونا کیسے نکالتا ہے اور حضرت علامہ کی طرف اس کی نسبت کس طرح کرتا ہے۔؟ یہ اس کا حضرت علامہ پر ایک افترا ہے یہ

بدعت "ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نماز چاشت کو بدعت فرمادینا جس کے مستحب ہونے کو صاحب سیف یمانی احادیث صحیحہ سے ثابت مانتا ہے تو جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی کے بدعت فرمادینے کے بعد نماز چاشت کی فضیلت اور استحباب میں کوئی کمی نہ آئی تھی اسے ہی علامہ ابن حجاج کے بدعت فرمادینے سے بھی مجلس میلاد مبارک ذبح استحباب سے باہر نہیں ہو سکتی بلکہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو سنت فرمایا اور اس کو احادیث سے ثابت کیا تو ابن حجاج کا اطلاق بدعت بھی محتاج تاویل ہوگا۔ رہا ابن حجاج کا یہ فرمانا دلتناہ السلف اولیٰ یہ بالکل ایسا ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بناء مدارس کے لئے فرمایا کہ اس سے استنبجہ میں آداب سنت کی رعایت اولیٰ ہے۔

تو جس طرح یہ فرمانے سے بناء مدارس نامشروع نہیں ثابت ہوتی اسی طرح مدخل کی اس عبارت سے عقد محفل میلاد نامشروع ثابت نہیں ہو سکتا۔ اتنا تو اردو داں اور مدارس کے مبتدی طالب علم تک جانتے ہیں کہ کسی فعل کی نسبت یہ کہہ دینا کہ اس کا نہ کرنا زیادہ بہتر ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ فعل ناجائز ہے یا اس میں بہتری نہیں ہے۔

صاحب سیف یمانی کی اس بے جا جرات پر بہت تعجب ہے کہ اس نے خود مدخل کے لفظ (اولیٰ) کا ترجمہ (زیادہ بہتر ہے) کیا اور پھر اس کا نتیجہ خود نامشروع نکالا غیر اولیٰ کے معنی نامشروع کس نے بتائے۔ بس اتنا علم رکھتا ہے اور اس پر اسٹریف علی مرتضیٰ حسن شبیر احمد عبدالشکور کی تصدیقیں مثبت ہیں۔ سیف یمانی کا لفظ (نامشروع) ان سب کے علم و دیانت کا ماتم کر رہا ہے۔ واہ رے دیوبندی قابلیت۔

عبارت عبد الرحمن مغربی کا جواب | باقی عبارتیں بھی سب اسی طرح کی ہیں۔

عبد الرحمن مغربی غیر معروف شخص ہیں۔ ان

کی عبارت میں کوئی کلمہ ممانعت و کراہت نہیں ہے۔ صرف لفظ بدعت ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کون سی محفل مولد کو بدعت کہہ رہے ہیں کچھ تعجب نہیں کہ ان کے سامنے بھی اسی مجلس کا سوال پیش ہوا ہو جو راگ باجے وغیرہ محرمات پر مشتمل ہوتی تھی۔

فتاویٰ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی عبارت کا جواب

قاضی شہاب دین دولت آبادی علیہ الرحمۃ کا فتاویٰ متداول نہیں پھر بھی اس کی عبارت کا ایک ٹکڑا نقل کیا گیا ہے جس میں مجلس میلاد کا لفظ بھی نہیں ہے ایسی تراش خراش کر کے جو عبارتیں پیش کی جائیں ان سے کیا ثابت ہو سکتا ہے کیوں نہیں پوری عبارت لکھی؟ اس میں کیا چال تھی سمیت ہو تو پوری عبارت پیش کرو۔ اور بتاؤ کہ قاضی صاحب کا فتاویٰ کہاں چھپا ہے۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ وہابی اس میں ناکام رہیں گے اور نہ ثابت کر سکیں گے کہ قاضی صاحب کے کلام سے محض عقد مجلس میلاد بدعت ثابت ہوتا ہے جس کا صاحب سیف یمانی مدعی ہے۔

نصیر الدین شافعی شرف الدین مالکی کی عبارت کا جواب

مولوی نصیر الدین شافعی اور مولوی شرف الدین مالکی کس طبقہ کے لوگ ہیں کس زمانہ میں ہوئے ان کی جو عبارت نقل کی ہیں کس کتاب میں ہیں۔ اس کتاب کا نام کیوں چھپایا گیا ہے اور ان دونوں کی عبارتوں میں یہ کہاں ہے کہ صرف عقد مجلس میلاد مبارک نامشروع ہے۔ عبارتیں چالاکی سے بھی لکھیں۔ کتابوں کے نام بھی چھپاتے کتر ہونیت بھی کی اور اس سے مراد بھی حاصل نہ ہوتی۔

القول المعتمد کی عبارت پر گفتگو اور صاحب سیف یمانی کی مکتومی

آخر میں القول المعتمد کی ایک عبارت نقل کی یہ کتاب بھی غیر معروف ہے۔ ایسے حوالے پیش کرنے ہی بیکار ہیں اور اس پر دلیل ہیں کہ وہاں بیہ کے مدعات پر دلالت کرنیوالی کوئی عبارت کتب معتبرہ میں نہیں ہے اس لئے وہ ہر طرف ہاتھ مارنے پھر رہے ہیں کتب غیر معروفہ کا ذکر بیکار ہوتا ہے۔ حوالے وہ معتبر ہوتے ہیں جن کو دنیا مانتی ہے اور اگر کوئی غیر معروف شخص ہو تو پہلے ثابت کر دو کہ وہ علمائے معتبرین میں سے ہے اور اس کا قول قابل اعتماد ہے بغیر اس کے کسی عبارت کا پیش کر دینا۔ محض بیکار ہے اور اس کے ساتھ یہ بھوٹ کم۔

”اس وقت تک جو عبارتیں پیش کی گئیں وہ صرف ان حضرات کی ہیں جو اُمت میں مشہور ہونے کے ساتھ ساتھ فریقین کے نزدیک مسلم الثبوت بھی ہیں“ لے

یہ بالکل غلط ہے اور القول المعتمد کی عبارت ناقص اور قطع برید سے خالی نہیں ہے اس میں فَمِثْنِ يذَمُّہُ کا جملہ ہی نا تمام معلوم ہوتا ہے۔ صاحب سیف یمانی نے ترجمہ میں اس کو بالکل اڑا ہی دیا۔ ایسی بے سرو پا عبارتوں کا لکھنا بے حاشیل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ صاحب سیف یمانی کا دعویٰ بے دلیل رہا | سیف یمانی نے ص ۱۹ میں

یہ دعویٰ کیا ہے کہ۔

”مجلس میلاد اگرچہ دوسرے منکرات سے خالی بھی ہو تب بھی صرف عقد مجلس اور اہتمام مخصوص کی وجہ سے بدعت و نامشروع ہے۔“

اس دعوے کو صاحب سیف یمانی نہ حدیث سے ثابت کر سکا نہ فقہ سے نہ اقوال علماء سے اور نہ کبھی کوئی وہابی اس کو ثابت کر سکے گا۔ یہ دعویٰ ہی باطل ہے۔ میں مہلت دیتا ہوں کہ سارے وہابی مل جل کر سال بھر میں تو اس کا کوئی قابل قبول ثبوت پیش کر دیں۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ یہ ان سے قیامت تک بھی نہ ہو سکے گا۔

صاحب سیف یمانی لکھتا ہے۔

عرس کا بیان

”شاہ عبدالعزیز صاحب کے نو اسے اور شاگرد

خاص حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی اپنی مشہور کتاب ربیعین میں اسی عرس کے متعلق ارقام فرماتے ہیں مقرر ساختن روز عرس جائز نیست در تفسیر منظرہ میزاید۔ لایجوز ما یفعلہ العہمال بقبود الاولیاء والشہداء من السجود والطواف حولہا واتخاذ السرج و المساجد الیہا ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویومہ عرساً۔ انتہی۔ ل۔

شاہ محمد اسحاق دہلوی دہابیوں کے پیشوا تھے ان کی کتاب ربیعین کا علمائے اہلسنت نے رد لکھا ہے۔ صاحب سیف یمانی کی مجبوری کا یہ عالم ہے کہ کتب معتبرہ میں اسے اپنی تائید کہیں نہیں ملی تو اس نے اپنے پیشوا ہی کے اقوال نقل کرنے شروع کر دیئے یہ بھولا پن قابل دید ہے کہ مخالفین کے مقابلہ میں پیش کیا جائے۔ اپنے ان مقصدوں

لہ :- سیف یمانی ص ۲۱۔ لہ :- ربیعین کا حضرت مولانا شاہ ابوسعید احمد صاحب مجددی جیسے عالی قدر بزرگ نے رد فرمایا اور اس کا نام حق الیقین ہے۔

لا کلام جن کا انہوں نے رد کیا ہو اور ان کو وہابی جانتے ہوں اور ان کے نقول میں خیانتیں ثابت کر چکے ہوں اور شاہ اسحاق کا اعتبار پیدا کرنے کے لئے لکھا کہ وہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد و نواسے ہیں۔ تو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کیوں نہیں نقل کر دیا جو فرماتے ہیں۔

دوم آنکہ بہیت اجتماعیہ مردمان کثیر
مجمع شونہ و ختم قرآن اللہ کنند و فاتحہ
بر شرنی و طعام نمودہ تقسیم در میان حاضران
نمائند این قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا و خلفا
لاشدین نہ بود۔ اگر کسی اس طور بکند
باک نیست زیرا کہ دریں قسم قبچ نسبت
بلکہ فائدہ احواء و اموات را حاصل میشود۔

(قبروں پر سال میں ایک دن معین کر کے
جانبیکی) دوسری صورت یہ ہے کہ بہیت
اجتماعیہ کثیر آدمی جمع ہوں اور ختم کلام اللہ
کریں اور شرنی یا کھانے پر فاتحہ دے کر حاضرین
میں تقسیم کر دیں یہ طریقہ زمانہ پیغمبر خدا اور زمانہ
خلفائے راشدین میں معمول نہیں تھا! اگر کوئی
اس طرح کرے کوئی حرج نہیں اس لئے کہ

اس طریقہ میں کوئی برائی نہیں بلکہ زندوں اور مردوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے
شاہ صاحب کے اس جواب سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

- ۱۔ عرس کے لئے دن معین کرنا جائز ہے۔
- ۲۔ قبروں پر بہیت اجتماعیہ آدمیوں کا جمع ہونا جائز ہے۔
- ۳۔ شرنی یا کھانے پر فاتحہ دینا اور حاضرین میں تقسیم کرنا جائز ہے خواہ ان حاضرین میں (مالدار) بھی ہوں۔
- ۴۔ جو امر زمانہ رسالت و زمانہ خلفائے راشدین میں معمول نہ ہو اگر اس میں کچھ برائی نہ ہو تو جائز ہے۔

شاہ اسحاق صاحب کے پیر و استاد کی تو یہ عبارت تھی انہوں نے تو عرس کی بیان کی ہوئی شکل کا فتوے دیا تو شاہ عبد العزیز صاحب علیہ الرحمۃ کا قول آپ کے نزدیک معتبر نہ تھا جو استاد کو چھوڑ کر شاگرد کا قول اختیار کیا۔

فقہ کی کتابوں میں ایسی عبارتیں موجود تھیں جن سے عرس کی اصل معلوم ہوتی تھی مگر آپ کو فقہ اور فقہاء سے کیا مطلب۔ ردالمختار میں ہے۔

روی ابن شیبہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتھی قبور الشهداء باحد علی رأس کل حول۔ لہ
ابن ابی شیبہ نے روایت کی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے اہل کی قبروں پر ہر سال کے اول تشریف لے جایا کرتے تھے۔

یہی عرس کی اصل ہے۔ جب حضور سے شہدائے اہل کے مزار پر سالانہ تشریف لے جانا ثابت ہے تو کون امتی ہے جو حضور کی سنت کے اتباع کو موجب برکت نہ سمجھے گا اور جب اس سنت کے اتباع کے لئے بکثرت لوگ پہنچیں گے تو آپ ہی اجتماع ہو جائیگا۔ پھر وہاں پہنچ کر تلاوت قرآن و ذکر و ایصال ثواب بہترین مشاغل ہیں اور یہ زیارت کی سنتیں بھی ہیں۔ یہاں تک تو کوئی بات قابل اعتراض نہیں یہ سب امور احادیث سے ثابت ہیں۔ اور جب وہاں زائرین کا اجتماع ہوا تو ان کے لئے اور قرآن کریم کی تلاوت کے لئے روشنی کی حاجت ہوگی۔ اور مقصد حسن کے لئے چراغ جلانا بھی حسن اور بہتر ہوگا کہ فقہ کا قاعدہ مقرر ہے الامور بحقاصدھا اور حدیث شریف میں وارد ہے۔ انما الاعمال بالنیات حدیث مدنیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے۔

اما اذا كان موضع القبور مسجداً
او على طريق اركان هناك احد جالس
او كان قبورى من الاولياء او عالم
من المحققين تعظيماً لروحہ المشرقة
على تراب جسده كاشراق الشمس
على الارض اعلاماً للناس انه ولى
ليقبروا به ويدعو الله تعالى عنده
فيستجاب لهم فهو مرجائز
وامنع منه والاعمال بالنيات.

اگر موضع قبور میں مسجد ہو یا قبور سرسراہ ہیں
یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا مزار کسی
ولی اللہ یا محققین علماء سے کسی عالم کا ہے
وہاں شمعیں روشن کریں ان کی روح مبارک
کی تعظیم کے لئے جو اپنے بدن کی خاک پر
ایسی بجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین
پر تاکہ اس روشنی کرنے سے لوگ جانیں

کہ یہ ولی کا مزار پاک ہے تو اس سے
تبرک کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعائیں

کہ ان کی دعا مقبول ہو تو یہ امر جائز ہے اس سے اصلاً ممانعت نہیں اور اعمال کا مدار متیوں پر ہے۔
الحمد للہ کہ عرس کا جواز حدیث سے ثابت ہوا اور جو لغویات صاحب سیدتی میانی
نے اختیار کئے باطل ہوئے۔

قبروں کو مسجد | قبروں کو مسجد مفہوم عرس میں داخل نہیں۔ اس کو کوئی جائز
نہیں کہتا۔ مسجد اگرچہ تعظیماً موجب بھی حرام ہے۔

اور صاحب سیدتی میانی نے یہ بات عجیب لکھی کہ قبروں کی طرف کو مسجد بنانا
اسے بھی داخل عرس کیا ہے۔

ناظرین غور فرمائیں عرس کو ناجائز کرنے کے لئے کیسے کیسے جھوٹ بولے جاتے
ہیں۔ ساری دنیا میں جہاں کہیں مسجد بنتی ہے قبر کی طرف بنتی ہے قبر کی طرف مسجد آج تک
سچی بھی نہیں ایسی باطل بات لکھتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ ایسا صریح جھوٹ بتاؤ

تو دنیا میں کہاں کوئی مسجد قبر کی طرف بنی ہوئی ہے اور کون سے عرس میں قبر کی طرف مسجدیں بنائی جاتی ہیں۔ جو قبر کی طرف مسجد بنانا داخل عرس کہا ہے۔ رہا اولیاء اللہ کی قبروں پر گنبد بنانا اس کی نسبت فقہاء میں اختلاف ہوا ہے۔ متاخرین نے جائز فرمایا ہے۔ روالمختار ص ۶۲۶ میں ہے۔

اولاً: ولا یرفع علیہ بناء ای یحرم
لو لزینة ویکرة لولا احکام
بعد الدفن واما قبلہ فلیس
بقبر (امداد) و فی الاحکام عن
جامع الفتاوی و قیل لا یکرة
البناء اذا کان المیت من
المشائخ والعلماء والسادات
نہیں جب میت علماء و مشائخ اور سادات میں سے ہو۔

ثانیاً: من اتخذ فی المسجد جوار
صالح و قصد التبرک بالقرب
منہ لالتعظیم له والتوجه
نحوہ فلا یدخل فی ذالک الوعد
اگرچہ صاحب سیف یمانی نے اس کا ذکر نہیں کیا
ہے لیکن چونکہ عرس کا ذکر اچکا ہے اس لیے مناسب
ہے کہ چادر کے متعلق بھی فقہ کی ایک عبارت نقل کر دی جائے۔

قال في فتاوى الحجّة وتكره الاستور
 على القبور ولكن نحن نقول
 الآن اذا قصد به التعظيم في
 عيون العامة حتى لا يمتقروا
 صاحب القبر ولجلب الخشوع
 والادب للغافلين الزائرين
 فهو جائز لان الاعمال بالنيات
 فتاویٰ حجّتی میں کہا ہے مکروہ ہیں پردے
 قبروں پر لیکن ہم کہتے ہیں کہ آج کل جبکہ اس
 سے نظر عوام میں تعظیم مقصود ہو کہ وہ صاحب
 قبر کو حقیر نہ جانتیں۔
 اور حضور دل اور غافل زائرین کا ادب
 مطلوب ہو تو جائز ہے۔
 کیونکہ اعمال کا حکم نیت کے ساتھ ہے۔

قبروں کا طواف | اس سلسلہ میں صاحب سیف یمانی نے طواف
 کا بھی ذکر کیا ہے۔ درحقیقت طوافِ قبر یعنی اس
 کے گرد پھرنا نہ حقیقتِ عرس میں داخل ہے نہ ہمیں اس کی حمایت منظور لیکن ہم
 وہابیہ کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اسی سیف یمانی کے تصدیق کرنے والے جناب
 مولوی اشرف علی صاحب اس کے متعلق اپنا اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ
 اللہ علیہ کا کیا خیال ظاہر کرتے ہیں۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کا ارشاد سوا اس میں کچھ حجت نہیں کیونکہ یہ طواف
 اصطلاحی نہیں ہے جو تعظیم و تقرب کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور جس کی ممانعت نصوص
 شرعیہ سے ثابت ہے بلکہ یہ طواف لغوی ہے یعنی محض اس (قبر) کے گرد پھرنا واسطہ
 پیدا کرنے مناسبتِ روحی کے صاحبِ قبر کے ساتھ اور لینے فیوض کے بلا قصد
 تعظیم و تقرب کے اور وہ بھی عوام کے لئے نہیں جن کو فرق مراتب کی تمیز نہیں
 بلکہ اہل نسبت کے لئے جو جامع ہوں درمیان شریعت و طریقت کے۔

اس عبارت سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر خاص لوگ بہ نیت حصول فیض واخذ
مناسبت روحی قبر کے گرد پھریں تو جائز ہے اس میں اولیاء سے مدد حاصل کرنا
بھی لگیا ہے کیونکہ فیض لینا مدد حاصل کرنا ہی ہے۔

۱۲ بقیہ حاشیہ ۱۲ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی بیان ذکر کشف قبور میں فرماتے ہیں
دلچسپ ہفت کرنا طراق کہہ دو دیاں تکبیر بخواند و آغاز راست کہہ لے طرف پایاں رخسارہ نہد انتہی دار حفظ الایمان صل

رسالہ عقائد و ہابیب دیوبندیہ کی چوتھی عبارت

التصدیقات لدفع التلبیسات کے صفحہ ۲۹، ۲۶ میں مولود شریف کو جائز و مستحب ظاہر کیا ہے۔ اس کے جواب میں صاحب سیفِ یمانی نے لکھا کہ۔

”التصدیقات کوئی نایاب کتاب نہیں جو نہ مل سکے کوئی قلمی فتویٰ نہیں جس میں تغیر و تبدل اور جعل سازی ممکن ہو بلکہ ایک چھپی ہوئی کثیر الاشاعت کتاب ہے جس کے ہزار ہا نسخے ہندوستان میں پائے جاتے ہیں ہم اس کی عبارت ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ناظرین اس کو ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں نفس ذکر ولادت شریفہ کو منسوب و مستحسن لکھا گیا ہے یا عقد مجلس میلاد کو۔“

ہاں التصدیقات میں مجلس میلاد ہی کا ذکر ہے اس کے صفحہ ۲۸ میں مولوی احمد علی سہارنپوری کا فتوے درج کیا ہے اور سوال کو ان لفظوں سے ذکر کیا ہے۔

وہابیبہ کا تقیہ للمہند میں مجالس میلاد کو خیر و برکت کہنا۔

مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ مجلس شریف کس طریق سے جائز ہے اور کس طریق سے ناجائز۔“

۱۔ سیفِ یمانی صفحہ ۲۳۔ ۲۴۔ عربی عبارت اس سوال کی یہ ہے مسئلہ ہو رحمة الله تعالى عليه عن مجلس الميلا دباي طريق لا تجوز عربی عبارت میں مجلس میلاد کا لفظ تھا اردو کے ترجمہ میں اس کو اڑا دیا۔ یہ بھی ایک تقیہ ہے۔ ۲۔ التصدیقات صفحہ ۲۸

یہاں ساٹل مجلس کا سوال کر رہا ہے اس کے جواب میں مولوی صاحب کے یہ لفظ مقبول ہیں۔

ان مجالس میں جو منکرات بشرعیہ سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے بلکہ یہاں جواب میں بھی مجلس کا ذکر ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ عقد مجلس شریفہ ہی کا ذکر ہے اسی کو سبب خیر و برکت بتایا ہے اور صاحب رسالہ عقائد و بابیہ کا الزام صحیح ہے وہابیہ کا تقیہ کرنا ان کی کتاب التصدیقات سے ثابت ہو گیا۔ یہ صاحب سیف یمانی کا نیا تقیہ ہے کہ وہ ایسی کثیر الاشاعت کتاب کے چھپے ہوئے الفاظ کا انکار کرتا ہے اور بدترین خیانت اس کی یہ ہے کہ اس نے التصدیقات ص ۲۹ کی عبارت کا یہ ٹکڑا نقل کیا کہ۔

”حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ ناجائز و بدعت ہے“ ص ۲۹

اس ٹکڑے کے نقل کرنے سے اس کو یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ التصدیقات میں مجلس کا لفظ نہیں ہے مگر یہ اس کا فریب ہے یہیں اسی عبارت میں مجلس کا لفظ موجود ہے اور یہ کلمے جو اس نے نفی کے لئے مجلس مولودہی کے حق میں ہیں مگر وہ برائے تقیہ و خیانت عبارت کا وہ جزو چھوڑ گیا جس میں مجلس کا لفظ موجود تھا اور جس سے وہابیہ کا تقیہ ثابت ہوتا تھا پوری عبارت یہ ہے۔

پس اگر کوئی مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ ناجائز و بدعت ہے۔

اس عبارت کے صاف معنی یہ ہیں کہ جو مجلس مولود منکرات سے

۱۵ :- التصدیقات ص ۲۸ -

۱۶ :- سیف یمانی ص ۲۲ ۱۵ التصدیقات ص ۲۹

خالی ہو اس کو بدعت و ناجائز کہنا ذکر ولادت شریفہ کو بدعت و ناجائز کہنا ہے۔
صاحب سیفِ یمانی نے تقیہ کا انکار بھی تقیہ کر کے کیا۔

وہ ترکِ غارتِ ایماں کو لوٹ لیتا ہے۔

نہیں ممکن کہ فرق آئے ذرا عاداتِ رہن میں۔

رسالہ عقائد و ہابیب کی پانچویں عبارت

مولوی اشرف علی کا براہِ تقیہ محافل میلاد شریف میں شریک ہونا! ^{یعنی}

مولوی اشرف علی صاحب کانپور میں میلاد شریف پڑھتے تھے اور قیام بھی کرتے تھے لیکن ساتھ ساتھ تقیہ بھی کرتے تھے وہ (اشرف علی) لکھتے ہیں "تیسرے میں نے دیکھا کہ وہاں (کانپور میں) بدون شرکت ان مجالس کے کسی طرح قیام ممکن نہیں ذرا انکار کرنے سے وہابی کہہ دیا درپے تذلیل و توہین ہو گئے اور شرکت بھی اس نظر سے کہ ان لوگوں کو یہ ہدایت ہوگی اور یوں خیال ہوتا ہے کہ اگر خود ایک مکروہ کے ارتکاب سے دوسرے مسلمانوں کے فرائض و اجباب کی حفاظت ہو تو اللہ تعالیٰ سے امید تسامح ہے۔ بہر حال وہاں کانپور میں بدون شرکت قیام کرنا قریب بحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دینی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے" الخ دیکھا آپ نے یہ ہے ان لوگوں کی حالت یہ اس پر صاحبِ سیفِ ایمانی نے بہت پیچ و تاب کھایا صاحب رسالہ عقائد و ہابیب کو بہت بُرا بھلا کہا اس پر خیانت کا الزام بھی لگایا۔ مولوی اشرف علی کے خط کی بہت سی عبارتیں بھی بے فائدہ نقل کیں مگر وہ نہ اس الزام کو اٹھا سکا نہ

کوئی معقول جواب دے سکا نہ صاحب رسالہ عقائد و ہابیت کی کوئی خیانت ثابت کر سکا
 نہ اس کی نقل عبارت کے کسی عقائد کا انکار کر سکا۔ اور یقیناً صاحب رسالہ عقائد
 و ہابیت کا مدعی مولوی اشرف علی کی اس عبارت سے ثابت ہے جو اوپر نقل ہوئی۔ اس
 میں مولوی اشرف نے شرکتِ مجالس مولود شریف کا اقرار کیا ہے اور اس کی وجہ
 دینی نفع اور لوگوں میں اپنے خیالات کی ترویج اور اپنی وہابیت کا انخفا بتایا ہے اور
 اپنے خیال میں مولود شریف کا مکروہ ہونا بھی ظاہر کیا ہے اس سے بڑھ کر اور
 کیا تقیہ ہوگا۔

رسالہ عقائد و ہابیب کی چھٹی عبارت

دیکھئے ان (وہابیس) کا تفسیر کتاب التصدیقات کے صفحہ ۱۱۱ پر میلاد شریف کا اقرار کیا اور اس کے قیام کو جائز قرار دیا ہے۔

اس کے جواب میں صاحب سیفِ میانی نے کہا ہے کہ اصل رسالہ التصدیقات مصنفہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب ص ۴۲ پر ختم ہے۔

صاحب سیفِ میانی کی بدحواسی | یہ صاحب سیفِ میانی کی بدحواسی ہے

تہا خلیل احمد کا تصنیف کیا ہوا رسالہ التصدیقات کیسے ہو گیا۔ بد عقل کو اتنا شعور نہیں کہ یہاں تک تو ایک بھی تصدیق نہیں تصدیقات تو اُس کے بعد ہی شروع ہوں گی اور وہ خلیل احمد کی مصنفہ کیسے ہو جائیں گی کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ مولوی خلیل احمد نے سب تصدیقات خود ہی تصنیف کر لی ہوں۔

اب رہی یہ بات کہ وہ تمام تصدیقین مولوی خلیل احمد کو مسلم ہیں۔ ہمیں تو یقیناً مسلم ہیں اگر مسلم نہ ہوتی تو ان کی طلب کیوں کرتے اور طلب کے بعد شائع کیوں فرماتے اور انہیں اپنی سند کیوں بناتے اتنا ہی نہیں کہ ان تصدیقات کے مسلم ہونے پر صرف اتنے ہی قرینے ہوں بلکہ مولوی خلیل احمد نے اسی التصدیقات کے صفحہ ۴۲ پر جو صاحب سیفِ میانی

کے اقرار سے بھی مولوی خلیل احمد کی مصنفہ ہے خود تحریر کر دیا ہے کہ۔

» جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین و ایمان ہے۔
 سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں تو اس پر تصحیح لکھ کر مہر
 سے مزین کر دیجئے اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق
 ہو وہیں بتائیے ہم انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے۔ اگر ہمیں آپ کے ارشاد
 میں کوئی شبہ لائق ہو گا تو دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو
 جاوے اور خفا نہ رہے۔ لے

مُصدّقین کے نزدیک جو کچھ حق تھا۔ وہ انہوں نے لکھا مولوی خلیل احمد کو اگر
 اس میں کوئی شبہ ہوتا تو وہ اپنے حسب تحریر دوبارہ لکھ کر صاف کرتے مگر جب
 وہ اس کے بعد برسوں زندہ رہے اور انہوں نے تصدیقات کو چھپوایا اور کوئی
 شبہ مُصدّقین کی خدمت میں پیش نہیں کیا تو مولوی خلیل احمد کی تحریر و اقرار
 سے ثابت ہو گیا کہ وہ تمام تصدیقیں ان کو تسلیم ہیں۔ اور خود صاحب سیف یمانی نے
 تسلیم کر لیا کہ ۱۹۵۵ء پر جواز محفل میلاد اور جواز قیام کا بیان ہے تو اب مولود و قیام
 کا جائز ہونا مولانا احمد علی مالکی اور مولانا شیخ سلیم مسری کی تحریروں سے ثابت ہوا اور
 مولوی خلیل احمد اور تمام دیوبندی مُصدّقین تصدیقات کو تسلیم ہوا۔ اب اس کا انکار
 تقیہ نہیں تو اور کیا ہے۔

اس وقت صاحب سیف یمانی اپنا تحریر کردہ شعر

چہ خوش گفت است سعدی ز لہجہ

تین دفعہ پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کر لیں۔

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی ساتویں عبارت — یعنی —

وہابیہ کے نزدیک صحابہ کو کافر کہنے والا اہل سنت میں داخل ہے

وہابیوں دیوبندیوں کے نزدیک اگر صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کی جائے۔
تب بھی وہ کافر کہنے والا شخص خارج از اہلسنت نہیں ہوتا فتاویٰ رشیدیہ
جلد ۲ ص ۱۱۱ اور جو شخص صحابہ کرام سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے لے
شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت
جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ لے

صاحب سیف یمانی سے اس کا کوئی جواب نہ بنا بجز اس کے کہ کاتب غلطی
ہوگئی۔ (خارج ہوگا) کی جگہ (نہ ہوگا) لکھا گیا۔ باوجودیکہ فتاویٰ رشیدیہ کی مرتبہ چھپ
چکا ہے کتابت کی غلطی کی تصحیح ایک مرتبہ نہ ہوتی تو دوسری مرتبہ تیسری مرتبہ ہوتی
اور پھر اسی عبارت میں لفظ (کبیرہ) اس بات کو بتاتا ہے کہ مولوی رشید احمد کے نزدیک
صحابہ کرام کی تکفیر کرنے والا مرتکب کبیرہ و فاسق ہے۔ چنانچہ اسی صفحہ میں اس عبارت
سے صرف دو سطر اوپر وہ لکھ چکے ہیں کہ جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ
فاسق ہے۔ اور محض فسق کی بنا پر کسی شخص کو اہلسنت سے خارج نہیں کیا جاسکتا اس
لئے کتابت کی غلطی کا عذر غلط و بیجا ہے اور وہابی مولویوں کی تصانیف میں اس

قسم کے مسئلے بہت ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب کے فتاویٰ امدادیہ میں ایک سوال ہے جس میں مولوی اشرف علی نسلی مشرک کی نجات کے قائل ہیں جو بت پرستی کرتے کرتے مر گیا ہو۔

سوال :- ایک شخص مشرک ہے اور اس کے بزرگوں سے بت پرستی کا سلسلہ چلا آتا ہے نہ اس کو خدا کا ثبوت پہنچا نہ کسی نبی آنے کی خبر ہوئی نہ اس کو کسی سے ہدایت ہوئی کہ خدا ایک ہے کہ جس کو عبادت کرتا اور وہ اسی حالت میں مر گیا اس کا حکم شرع میں کیا ہے۔

اس کے جواب میں مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔

الجواب :- اس شخص کو اگر کبھی کسی اہل حق کے کہنے سے یا خود کسی خیال کے آنے سے اپنے طریقہ میں شبہ پڑا ہو اور پھر بھی تحقیق کی فکر نہ کی ہو تب تو اس پر مواخذہ ہوگا۔

(یعنی ابدالاباد کے لئے جہنمی تو کہا نہیں جاتا البتہ ترک تحقیق پر مواخذہ ہوگا۔)

اور اگر محض خالی الذہن رہا تو علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ غزالی رحمۃ

اللہ علیہ وغیرہ اس کی نجات کے قائل ہیں۔ لے

دیکھئے جو مشرک مشرک کرتے کرتے مر گیا ہو اس کے باپ دادا بھی مشرک و بت پرست ہوں خدا و رسول کی کچھ خبر نہ ہو اگر اسے کسی نے ہدایت نہ کی ہو خود اسے اپنی بت پرستی میں کوئی شبہ نہ پڑا ہو تو مولوی اشرف علی صاحب اس کی نجات کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ ط

جس گروہ کے عالم مشرک بت پرست تک کی نجات ممکن سمجھتے ہوں اور
اس کو ائمہ دین کا قول بتاتے ہوں وہ اگرچہ صحابہ کے کافر کہنے والے کو اہلسنت سے
خارج نہ جائیں تو کیا تعجب ہے۔

صاحب سیفِ میانی مولوی اشرف علی کی اس عبارت کو بھی کاتب کی غلطی
بتا دیں بلکہ اگر وہابیہ کے سارے ضلالات کو ہی کاتب کے سر تھوپ دیں تو
معاملہ ہی صاف ہے۔

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی آٹھویں عبارت

یعنی

وہابیہ کے نزدیک رحمۃ اللعالمین حضور کی صفتِ خاصہ نہیں

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک رحمۃ اللعالمین صفتِ خاصہ رسول اللہ -
صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۲ لفظ رحمۃ اللعالمین
صفتِ خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔^۱
صاحبِ سیفِ یمانی سے اس کا کچھ جواب نہ ہو سکا مولوی رشید احمد کا یہ کہنا
کہ رحمۃ اللعالمین صفتِ خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں اس کی وہابیہ کے
پاس کیا سند ہے۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے اپنے پیشوا کی عبارت پر یہ پوچھ لگایا کہ -
جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاص حیثیت سے سارے
عالم کے لئے باعثِ رحمت ہیں اسی طرح بعض دوسری حیثیات
سے دوسرے انبیاء و اولیاء و احواث و اقطاب بھی عالم کے حق
میں رحمت کا سبب ہیں۔^۲

آیت میں وارد ہوا تھا -

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔^۳ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے
جہان کے لئے۔

۱۔ سیفِ یمانی ص ۲۱۔ ۲۔ سیفِ یمانی ص ۲۴۔ ۳۔ الانبیاء آیت ۱۰۶۔ رد ۶۴۔ پار ۱۷

اس میں ایک خاص حیثیت کی قید کہاں سے بڑھائی اور دوسرے انبیاء و اولیاء کو اسی طرح رحمت عالم ماننے کا اگر یہ مطلب ہے کہ وہ دوسری حیثیت سے سارے عالم کے لئے رحمت ہیں تو وزن برابر ہو گیا یعنی انبیاء و اولیاء میں سے ہر ایک... رحمت عالم ہونے میں آپ کے مساوی ہے یہ خیال ہو تو اس کی سند میں کوئی آیت یا حدیث پیش کرو جس میں کسی دوسرے کے لئے بھی رحمۃ للعالمین آیا ہو اور اگر کوئی دوسرا سارے عالم کے لئے رحمت نہیں تو یہ حضور کی صفت خاصہ ہو گئی۔ اس کو صفت خاصہ کہتے ہیں۔ صفت خاصہ ہونے کا انکار کرنا جہل ہے مگر حقیقتہ الامریہ ہے کہ وہابی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کمالیہ سنے ہی نہیں جاتے اسی لیے مولود شریف کی مجلس کا منکر ہے جس میں حضور کے کمالات کا بیان ہوتا ہے۔ اس سیاہ دلی کی کوئی حد ہے کہ رحمۃ للعالمین کی صفت خاصہ خاتم الانبیاء ہونیکا انکار کر دیا باوجودیکہ وہ نص قطعی میں وارد ہے اور کسی دوسرے کے لیے کہیں بھی یہ صفت وارد نہیں ہوئی۔

درپردہ گنگوہی جی کا رحمت عالم ہونے کا دعویٰ اور صاحب سیفیمانی کی مکینہ حرکت

صاحب رسالہ عقائد و ہابیہ کو اپنی درپردہ دہنی سے کہہ دیا کہ اس نے شرمناک خیانت سے کام لیا مگر اس نے تو کوئی خیانت نہ کی تھی جس قدر عبارت قابل اعتراض تھی بہ نظر اختصار اسی قدر نقل کر دی۔ بے شرمی کی خیانت یہ ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کی پوری عبارت کہہ کر جو عبارت نقل کی اس میں قطع برید کر گیا۔ فتاویٰ رشیدیہ میں تھا۔ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء۔ بابین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ اس میں سے علماء ربانین کا لفظ اڑا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس پر اعتراض ہو گا کہ گنگوہی عالم ربانی بنکر اپنے آپ کو رحمت عالم قرار دے کر حضور کی ہمسری کرنا چاہتا ہے۔ اس کے عیب پر پردہ ڈالنے

کے لئے فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت میں (علماء ربانیین) کا لفظ نقل نہیں کیا۔ اور اسی کی تائید میں جو کلمہ اس نے آخر میں لکھا ہے کہ۔

”دوسرے پر اس لفظ (رحمۃ للعالمین) بتاویل بول دیوے تو جانتے ہی نہ
اس سے مشابہ ہے کہ اس کو اور وہابیوں کو رحمۃ للعالمین کہا جائے یہ عبارت
بھی صاحب سیف یمانی نے چھوڑ دی۔ اور دعویٰ یہ کیا کہ پوری عبارت نقل کرتا ہوں
اس سے زیادہ کمینہ پن کی کیا خیانت ہوگی۔ اس منہ سے ہی دوسروں پر خیانت کا
الزام لگایا جاتا ہے۔“

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ کلمہ کہ بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے
بالکل حق ہے یہ تو غوث ہیں مومنین کی شان سناؤں تو آنکھیں کھل جائیں۔
اگر سات مسلمان بھی باقی نہ رہیں تو زمین اور اسکی کائنات ہلاک ہو جائے

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے۔

عبد الرزاق نے المصنف میں اور ابن منذر	أخوذج عبد الرزاق فی المصنف
نے تفسیر میں ایسی سند صحیح کے ساتھ جو بخاری	دا بن المنذر فی التفسیر یسند
وسلم کی شرط پر ہے حضرت علی ابن ابی	صحیح علی شرط الثخین عن علی ابن
طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت	ابی طالب رضی اللہ عنہ قال سم
کی آپ نے فرمایا روسے زمین پر ہمیشہ	بیزل علی وجه الدهر فی الارض
سات مسلمان یا زیادہ رہے۔ اگر یہ	سبعة مسلمون فصاعد اولولا
نہ ہوں تو زمین اور اس کی ساری کائنات	ذالك هکت الارض ومن
ہلاک ہو جائے۔	علیہا

مگر کہاں زمین و آسمان اور کہاں عالمین۔ اعلیٰ حضرت کے اس مقولہ کو کیا سمجھ کر نقل کر دیا کہ ان جاہلوں کے نزدیک عالمین صرف زمین و آسمان میں منحصر ہیں لہذا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا قول اس بحث سے بے علاقہ ہے۔

صاحبِ رسالہ عقائدِ وہابیہ کی نویں عبارت

یعنی

وہابیہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔

وہابیہ دیوبندیہ منکر خاتمیت یعنی آخرت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہیں۔ لہ

صاحبِ سیفِ ایمانی نے رسالہ مذکورہ کا اتنا ہی قول نقل کیا چاہیے تھا کہ اس کا پورا کلام نقل کرتا تاکہ دیکھنے والے اس کے پیش کئے ہوئے حوالوں سے نتیجہ تک پہنچ سکتے اور اس کا اندازہ کر سکتے کہ اس کے پیش کردہ حوالوں کا صاحبِ سیفِ ایمانی کچھ جواب بھی دے سکیا، نہیں مگر صاحبِ سیفِ ایمانی کو اتنی جرأت نہ تھی اور وہ اس کے جواب نہ دے سکا۔ اس نے مولوی قاسم نانوتوی کی وہ عبارات پیش نہیں کیں جو انہوں نے تحذیر الناس میں لکھی ہیں اور جن پر علماء عرب و عجم نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ پھر جو کچھ لغویات لکھے ہیں وہ اس امر کی شہادت ہیں کہ تحذیر الناس کی کفری عبارات کے کوئی ایسے معنی بیان کرنا جو کفر سے بچاویں وہابیہ کے ارکان میں نہیں ہے قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ وعلی وآلہ وبارک وسلم کو خاتم النبیین فرمایا اس پر ہمارا ایمان ہے جو اس کا انکار کرے اس میں شک کرے کافر ہے لیکن خاتم النبیین ماننے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس لفظ کا تو اقرار کرے اور معنی

جو اس کا دل چاہے گڑھ لے بلکہ اس آیت کے معنی معین ہیں۔ تیرہ سو برس سے مسلم ہیں۔ یہ تو اتر ثابت ہیں آیات و احادیث کثیرہ ان معنی کو معین فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ نے وہ معنی بتائے ہیں تمام امت نے آیت کے وہی معنی مراد ہونے پر اجماع کیا اور وہ معنی یہ ہیں کہ حضور آخر الانبیاء ہیں۔ یہ بات مخالفین کو بھی تسلیم ہے۔

سیف یمانی کا جھوٹ ایک رسالہ کے چار بتا دیے

مولوی محمد شفیع دیوبندی جن کا ذکر سیف یمانی نے بھی کیا ہے اور بڑے فخر کے ساتھ لکھا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت میں ان کے چار رسالے ہیں اگرچہ اس کا یہ قول دہریہ صریح ہے دیوبندی جھوٹ بولنے کے بہت عادی ہیں درحقیقت ایک رسالہ ہے جس کا نام ہدیۃ المہدیین ہے۔ اور اس کے چار باب ہیں اس نے ایک رسالہ کے چار رسالے گنا دیے اور بابوں کے عنوانوں کو ایک ایک رسالہ ظاہر کر دیا ہے جھوٹوں کی کون سی بات قابل التفات ہو سکتی ہے۔

الحاصل سیف یمانی کے اس تسلیم کے ہوتے رسالہ میں لکھا ہے۔

دلعلک قد تبینت بهذا الجملة
ان اللغة العربية حاکمة بنا
معنی خاتم النبیین فی
الایة لا غیرہ
اور امید ہے کہ تم اس گفتگو سے یہ
سمجھ گئے ہو گے کہ لغت عربی اس پر
حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین ہے
اس کے معنی آخر النبیین ہیں نہ کچھ اور۔

نیز اسی میں ہے۔

فكان معنى الآية بحكم اللفظة وقواعد العربية انه عليه الصلوة والسلام من رسول الله و آخر النبيين كلهم اجمعين من دون تاويل وتخصيص به

پس آیت کے معنی بحکم لغت و بلحاظ قواعد عربیہ بغیر کسی تاویل و تخصیص کے یہ ہیں کہ حضور النور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور انبیاء میں سب سے آخر ہیں۔

لغت سے لفظ خاتم النبیین کے معنی بیان کرنے کے بعد احادیث سے اس جملہ مبارکہ کی تفسیر نقل کر کے لکھے ہیں۔

انظر كيف فسروا النبي الكريم صلي الله عليه وسلم لفظه خاتم النبيين بقوله لا نبي بعدك

دیکھو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں لفظ خاتم النبیین کی کیسی تفسیر فرمادے گی۔

اسی میں آثار صحابہ و تابعین سے آیت کی تفسیر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

فهذه ستون اسماء من اصحاب النبي الكريم صلي الله عليه وسلم منهم الخلفاء الراشدون واكثر العشرة المبشرة وكتاب الوحى وغيرهم وانا نعلم بيقين انه لو زينت الدنيا وما فيها باحد هم لرجح بها هؤلاء كلهم شهداء على ما ذكر من التفسير

یہ ساٹھ اسماء ہیں اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان میں خلفاء راشدین بھی ہیں اور عشرہ مبشرہ کے اکثر حضرات بھی اور وحی کے کاتب بھی اور دوسرے اصحاب بھی اور ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ اگر دنیا مع اپنی تمام کائنات کے ان میں سے ایک کے ساتھ بھی وزن کی جائے تو اس ایک صحابی ہی کا وزن زیادہ ہوگا۔ پس یہ تمام

وروی عن کلہم ما یفسر لآیہ

ولیعین مرادھا وحسبنا بہم

قدوۃ ووبعقادہم واعمالہم

اسوۃ - ۱۷

پھر شفا سے نقل کرتے ہیں۔

أجمعت الامة علی حمل هذا

الکلام علی ظاہرہ وان مفہومہ

المراد بہ دون تاویل وتخصیص

فلا شک فی کفرہ واداء الطوائف

کلہا قطعاً واجماعاً وسمعاً - ۱۸

قطعاً اجماعاً وسمعاً کافر ہیں۔

عبارت مذکورہ بالا سے یہ امور ثابت ہوئے۔

لغت وقواعد عربی اور احادیث کثیرہ اور آثار صحابہ و تابعین سب سے ثابت

ہے کہ آیت کریمہ میں لفظ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ حضور سب میں آخری نبی ہیں۔

حضور پر نبوت ختم ہو گئی۔ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور امت کا اس پر اجماع ہو

گیا ہے اور اس کے منکر کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

اب ثابت ہو گیا کہ آیت خاتم النبیین کے معنی متواتر و قطعی یہی ہیں کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے زمانہ کے بعد اور سب میں آخر نبی ہیں۔ اسی معنی پر

ایمان لانا فرض اور اس معنی کا انکار کفر ہے۔ مولوی محمد شفیع دیوبندی نے تفسیر

حضرات تفسیر مذکور پر شاہد ہیں اور ان تمام

حضرات سے آیت کی تفسیر اور اس کی

تعیین مراد مروی ہے اور ہمیں عقائد و اعمال

میں انہیں کو پیشوا بنانا کافی ہے۔

امت نے اجماع کیا ہے اس کلام پر یعنی

آیات و احادیث اپنے ظاہر معنی پر

محمول ہیں جو ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی

مراد ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ

تخصیص تو کچھ شک نہیں کہ یہ سب طلائف

روح المعانی سے نقل کیا ہے۔

اجمعت علیہ الامۃ فیکفر اُمت نے خاتم کے یہی معنی مراد

مدعی خلافہ ویقتل ان اصلاً ہونے پر اجماع کیا ہے اس کے خلاف

و دعویٰ کرتے والا کافر ہے اگر اصرار کرے قتل کیا جائے۔ یہ تمام عبارات مولوی محمد شفیع دیوبندی کے رسالہ سے نقل کی گئیں جو تمام دیوبندیوں کو اور صاحب سیف یمانی کو تسلیم ہے۔ اب مولوی محمد قاسم نانوتوی کی تجارت سامنے لائیے اور انصاف اور بغیر کسی طرف داری کے دیکھیے کہ یہ عبارات مذکورہ بالا اس پر کیا حکم کرتی ہیں۔ ملاحظہ کیجئے مولوی قاسم لکھتے ہیں۔

» بعد حمد و صلوة کے قبل عرض جواب گزارش یہ ہے کہ اول معنی خاتم النبیین

معلوم کرنے چاہیں تاکہ ہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء

سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں،

یہی معنی متواتر و قطعی آیات و احادیث و آثار صحابہ و اجماع اُمت سے

ثابت ہیں انہیں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ انہیں کو مولوی قاسم عوام کا خیال بتاتے

ہیں اور نا فہمی ٹھہراتے ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد لکھتے ہیں۔

» مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ

فضیلت نہیں،

یعنی اہل فہم اور دانش مند وہ ہیں جو آیات و احادیث و آثار صحابہ و تابعین

و اجماع اُمت کے معین کئے ہوتے معنی کو یہ کہیں کہ اس میں کچھ فضیلت نہیں وہ

عوام کا خیال ہے جو اہل فہم کے مقابل ہیں۔ یہاں عوام کس کو بنایا تمام اُمت کو جملہ صحابہ و تابعین کو اور معاذ اللہ اللہ و رسول کو خود خدا اور رسول نے بھی تو وہی معنی یہ فرماتے ہیں اس کے بعد مولوی قاسم لکھتے ہیں۔

”پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں جب کہ خدا اور رسول صحابہ و تابعین کے بتاتے اور تمام اُمت کے ماننے ہوتے معنی لئے جائیں۔

کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس صفت میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر (یعنی کم رتبہ ہونے) کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے لئے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے (جیسے آخر الانبیاء ہونا معاذ اللہ) احوال بیان کرتے ہیں۔

تخذیر الناس کی عبارت ناظرین کے سامنے ہے ہلالی خطوط کے اندر توضیح کے لئے چند جملے لکھ دیئے ہیں۔ انہیں آپ پڑھئے یا نہ پڑھیے۔ تخذیر الناس کی

عبارت کو دیکھئے اس میں کس شد و مد سے خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہونے کا انکار کیا گیا ہے۔ اس کو فہم عوام بتایا۔ اہل فہم کے خلاف ٹھہرایا۔ یہ کہا کہ اس میں کچھ فضیلت نہیں مقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہیں خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ نہ مانو کہ یہ مقام مدح کا مقام ہی نہیں ہے اور یہ وصف اولیٰ مدح میں سے نہیں ہے اور اگر حضور کو آخر الانبیاء مانو اور اس وصف کو مدح جانو تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے (معاذ اللہ) اور حضور کی طرف کم مرتبہ ہونے کا احتمال (خدا کی پناہ) اس قسم کے حالات ایسے ویسے لوگوں کے بیان کے جاتے ہیں۔ اس میں خدا کی بھی توہین ہے اور اس کے رسول کی بھی تحقیر ہے اللہ تعالیٰ کی نسبت زیادہ گوئی کا لفظ کہا ہے۔ زیادہ گوئی یہودہ کو اس کو کہتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق (ایسے ویسے) کا لفظ کہا ہے۔ یہ دریدہ دہنی اور بگستاخیاں العیاذ باللہ۔

عرض اتنی تاکیدوں سے ایسی شدت اور کرمیہ گفتگو سے خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہونے کا انکار ہے۔ اس عبارت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا پھر کیا انتفا ہے کیا رعایت ہے کیا طرف داری ہے اپنے ہی لکھے ہوئے احکام ان پر جاری کرنے میں کیا عذر ہے۔ اب تک تو وہاں یہ یہ روتے تھے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مولوی محمد قاسم کو کافر کہہ دیا۔ علمائے عرب و عجم نے ان پر کفر کا فتوے دیا۔ مگر آج تو میں آپ کے سامنے آپ کے مسلم عالم مولوی محمد شفیع کی تحریر پیش کر چکا ہوں۔ جس میں انہوں نے کفر و قتل کا حکم دیا ہے۔ اور اسپریشوایان و مفتیان دیوبند کی ضد لیتیں ہیں۔ مولوی قاسم نانوتوی دیوبندیوں کی تحریر سے کافر

لہذا مولوی قاسم نانوتوی تمام دیوبندیوں کے نزدیک بھی کافر۔ مرتد

واجب القتل ہوا۔

الحمد للہ مسئلہ واضح ہو گیا اب رہا صاحب سیف یمانی کا یہ عذر کہ موتی قائم نے خود لکھا ہے کہ حضور کے آخر الانبیا ہونے کا منکر کافر ہے یہ کہنا کفر سے نہیں بچا سکتا اقرار کفر کسی کافر کو مسلمان نہیں کرتا اور پھر ختم زمانی کے منکر کو کافر کہا لیکن آیت کے معنی ختم زمانی ہونیکا تو انکار پھر بھی باقی رہا۔ کفر کا حکم تو تمام دیوبندی اس پر کر چکے اور پھر یہ نمائشی تکفیر تو خذیر الناس کے صفحہ نمبر ۱ پر ہے۔ اس کے بعد پھر اسی کفر کا اعادہ ہی لکھتے ہیں۔

بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ ۱۷

اس کے بعد پھر اسی کفر کا اعادہ ہے لکھتے ہیں۔

”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کر لیا جائے“ ۱۷

اس عبارت کے بعد حضور کا آخر الانبیا ہونا کہاں باقی رہا۔ اگر حضور کے زمانہ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا تجویز کیا جائے تو خاتمیت بمعنی آخریت کہاں رہی اور خاتمیت زمانی کو کہا تھا کہ خاتمیت ذاتی کو لازم ہے جیسا کہ صاحب سیف یمانی نے لکھا ہے۔

کہ اس (خاتمیت ذاتی) کے لیے خاتمیت زمانی عقلاً لازم ہے۔ ۱۷

۱۷:۔ خذیر الناس ص ۱۲۔ ۱۸:۔ خذیر ص ۲۸۔ ۱۹:۔ سیف یمانی ص ۳۰

توجیب بعد زمانہ نبوی نیامی تجویز کرنے سے لازم باطل ہوا تو ملزوم کہاں رہا بطلان
 لازم دلیل ہے بطلان ملزوم کی۔ اب نہ خاتمیت ذاتی رہی نہ زمانی سب کا خاتمہ
 ہو گیا اور صاحب سیفِ یمانی کی کوئی ملمع کاری نہ چلی۔

المحمد للہ مسئلہ واضح ہو گیا اور صاحب سیفِ یمانی کا کوئی عذر و حیلہ باقی
 نہ رہا اور دیوبندیوں کی تحریر سے ان کے پیشوا کا کفر ثابت ہوا۔

صاحب سیفِ یمانی سے اس عبارت کی تردید میں بہت سی جہالتیں
 سرزد ہوتی ہیں۔ مگر وہ اس سے بعید بھی نہیں۔ میں انکا ذکر کے کتاب کی تطویل نہیں
 کرنا چاہتا۔

صاحب رسالہ عقائد و ہابیہ دیوبندیہ کی دسویں عبارت

یعنی

وہابی کا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ

صاحب سیف یمانی نے رسالہ مذکورہ کی پوری عبارت نقل نہیں کی نہ اس کے اعتراضات اس کے الفاظ میں نقل کئے اور بیکار اس شخص کے خط کی طویل عبارت نقل کر دی جس کے متعلق صاحب رسالہ عقائد و ہابیہ کا اعتراض ہے جس قدر عبارت اس مدعا سے علاقہ رکھتی ہے وہ سیف یمانی ہی سے نقل کی جاتی ہے۔

”کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بیخبرہ بجائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے (اشرف علی) نکل جاتا ہے۔ حالانکہ جھکو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوتی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں، اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت

طاری ہوگئی زمین پر گر گیا۔ اور نہایت زور کے ساتھ ایک چنچ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا۔ بدن میں بدستور بھی تھی اور وہ اثر نا طاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دُور کیا جاوے۔ اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بائیں خیال بندہ بیٹھ گیا۔ اور پھر دوسری کرٹ لیت کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا لیکن پھر یہ کہتا ہوں۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا اشْرَفِ عَلٰی حَالَانِكَ ابْ بِيَدَارِ ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بے داری میں رقت رہی خوب رو یا۔ اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعثِ محبت ہیں کہاں تک عرض کروں اتنی ہی بلفظ۔

جواب :- اس جواب میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ امتیع سنت ہے۔ لے

یہ خبیث مضمون سوائے وہابی کے دنیا میں کسی اور کافر کے ذہن میں بھی نہ آیا ہوگا۔ ایماندار کے دل میں سوتے جاگتے کبھی کلمہ شریف میں مہجول چوک نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ محمد رسول اللہ کی جگہ اشرف علی سول اللینہ زبان سے نکلے۔ حدیث شریفاً

میں آیا ہے۔ النوم اخ الموت نیند کو موت سے قوی مناسبت ہے سوتے میں جس کے منہ سے باوجود کوشش کے کلمہ شریف صحیح نہ نکلا موت کے وقت اس کا کیا حال ہوگا جس دل میں ایمان ہو اس میں کلمہ شریف کے اندر حضور کے نام اقدس کی جگہ دوسرے کے نام کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ بات ہر ایمان دار کو اس کا ذوق ایمانی بتاتا ہے لیکن جہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی سمجھنے کی تعلیم دی گئی ہو جن کے دلوں سے مرتبہ رسالت کی قدر جاتی رہی ہو۔ ان کو یہ کلمے گراں نہ ہوں تو تعجب نہیں۔ یہ حالت اور زیادہ اندیشہ ناک ہے کہ وہ شخص اس طرح غلط کلمے پڑھتے ہوئے غلطی کا خیال بھی دل میں لاتا ہے۔ صحیح پڑھنے کا ارادہ بھی کرتا ہے اور اس حالت میں شرف علی کو اپنے سامنے دیکھتا ہے۔ احادیث میں ہے کہ میت کے سامنے شیطان آتا ہے اور کلمہ میں اپنے نام لینے کا اشارہ کرتا ہے یہاں لوگوں کا شرف علی سامنے ہے اور معتقد کلمہ میں ان کا نام جب رہا ہے۔ اللہ کی پناہ! اللہ کی پناہ! یہ بات سن کر ایماندار کا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ قلب اس قدر تار یک ہو گیا تھا کہ اس شخص کو خواب سے بیدار ہو کر بھی وہی خیال رہا اور پھر غلطی کا خیال آیا۔ اور اس کے تدارک کی غرض سے دو شریف پڑھا تو اس میں بھی حضور کا نام زبان سے نہ نکلا۔ نَبِیْنَا کہہ کر بھی اشرف علی کا نام لیا۔ کیسا شیطانی اثر تھا باوجود قلب جس کی یہ حالت تھی کیسا سیاہ ہوگا۔ اس زیادہ سیاہ دل وہ پیر ہے جو مرید کو اس پر اور نچتہ کرتا ہے۔ مرید کو تو یہ خیال بھی آیا کہ وہ غلطی پر ہے مگر پیر صاحب نے اس ناشدنی حال کو بہتر قرار دیا اور مرید کو اس پر نچتہ اور مستقل کرنے کے لئے حالت خواب کو نہیں بلکہ بیداری کے واقع کو کہا۔

”اس واقع میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو (یعنی اشرف علی)

وہ تابع سنت ہے۔“

اس کے دل سے قلعی کا خطرہ بھی دور کیا اور اُسے خوب جما دیا کہ اشرف علی کے نام کا درود پڑھا کرے۔ اور اس کو سیدنا ونبینا بھی کہے۔ کیونکہ پیر کے تابع ہونے کی تسلی تو کچھ ایک دن کے ساتھ خاص نہیں ہے ہمیشہ ہی مرید کو یہ تسلی چاہیے۔ تو مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہے۔ اور ایک وہ ہی کیا بلکہ سارے مریدوں اور معتقدوں کو جو اشرف علی کے تابع سنت ہونے کی تسلی چاہتے ہوں یہ تلقین ہے کہ وہ کلمہ اور درود شریف میں اس کا نام لیا کریں۔ اس کو نبی اور رسول کہا کریں۔ اسی لیے اس کا یہ خط چھاپ کر شائع کر دیا۔ مگر اسی کے مراتب میں وہ بابیہ نے کیا کمال پیدا کیا اب اتنا اور رہ گیا ہے کہ لا الہ الا اللہ میں اللہ کے نام پاک کی جگہ (اشرف علی) کا نام لینے لگیں۔ اور خواب و بیداری میں اس کی مزاولت رکھیں۔ اور جب اشرف علی سے پوچھا جائے تو وہ کہہ دیں کہ اس واقعہ میں تسلی تھی تم جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ موجد کامل ہے جب تابع سنت ہونے کی تسلی رسول کہنے سے ہوتی ہے تو موجد ہونے کی تسلی خدا کہنے سے ہوگی۔ اور کچھ تعجب نہیں ہے جو اشرف علی صاحب کا کوئی مرید یہ مرتبہ بھی حاصل کر لے۔ اور بجائے لا الہ الا اللہ کے لا الہ الا اشرف علی کا ورد کرنے لگے۔ سیف یمانی کے فرضی مصنف مولوی منظور بھی بڑی محبت کرنے والے ہیں خدا نہ کرے کہ یہ قربت ان کے نصیب میں ہو۔ صراط مستقیم میں یہ راستہ بھی بتا دیا گیا ہے۔

از جملہ آن شدت تعلق قلب	جب عشق کے آثار ہیں
است بر شد خود استقلالاً	سے دل کا انتہائی تعلق اپنے
یعنی نہ باں ملاحظہ کہ این شخص	مرشد کے ساتھ ہے اور وہ
ناوداں فیص حضرت حق	بھی استقلالاً یعنی اس

لحاظ سے نہیں کہ یہ شخص
اللہ تعالیٰ کے فیض و ہدایت
کا واسطہ ہے بلکہ اس طرح
کہ عشق کا تعلق خاص اسی
سے ہو چنانچہ اس طریق کے اکابر
سے ایک نے فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ میرے
پیر کے سوا اور کسی شان میں ظاہر ہو

و واسطہ ہدایت دوست
بلکہ بحیثیتیکہ متعلق عشق ہماں
میگرو و چنانکہ یکے از
اکابر این طریق فرمودہ کہ اگر
حق جل و علا در غیر کسوف
مرشد من تجلی فرماید۔ ہر آئینہ
مرا بادالتفات در کار نیست

تو مجھے اس کی طرف التفات در کار نہیں۔

صاحب سیفِ یمانی کو کلمہ اور درود شریف میں حضور کے نام
پاک کی جگہ اشرف علی کا نام لیا جانا ناگوار نہ ہوا۔ اسکے دل کو ذرا بھی نہ کھٹکا۔ اس
نے نہ کہا کہ یہ کفری کلمے ہیں۔ اور ایسا حال نہایت خراب ہے جلد توبہ کرو استغفار
کرو مجھے ان کلموں سے بہت تکلیف ہوتی۔ خبردار پھر اس حال کا اعادہ نہ ہونے
پاتے بلکہ بجائے اس کے اس نے اس کی حمایت اور طرفداری کی اس سے اس
کے ایمان کا حال معلوم ہوتا ہے۔

دہابیہ کی پیر پرستی | درحقیقت دہابیہ کو اپنے پیروں کے ساتھ جو
تعلق ہے وہ خدا اور اس کے رسول کے

ساتھ نہیں۔ ان کی پیر پرستی انتہا کو پہنچ گئی۔

صاحب سیفِ یمانی نے اس بے دینی کی حمایت میں ورق کے ورق سیاہ
کر دیئے مگر لایعنی گفتگو کا طومار کیا نتیجہ رکھتا ہے۔ ایک پورے صفحہ میں تو اس

۱۲۴۔ صراط مستقیم مطبوعہ ضیائی میرٹھ ص ۱۲۔

نے اس کفری کلمات والے بیان کو نمبر دے دے کر دوسرا پایا ہے مگر اس میں یہ نہیں لکھا کہ اس نے خواب کے علاوہ بیداری میں اللہ صلی علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی کہا اور اشرف علی نے خواب کو نہیں بلکہ بیداری کے اس واقعہ کو تسلی بتایا۔

صاحب سیف یمانی نے یہ تو اقرار کیا کہ اس کی ضرورت تھی کہ مولوی اشرف علی اپنی ذات نبوت و رسالت کی نفی کرتے۔ لیکن بعد میں یہ کہہ دیا کہ مولوی اشرف علی نے تبع سنت کا لفظ لکھ کر یہ بتلا دیا کہ مجھ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف غلامی کی نسبت ہے۔ یہاں نبوت و رسالت کا احتمال بھی نہیں۔

صاحب سیف یمانی کا یہ حیلہ بیکار ہے یہ کہہ دینا کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ تم جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ تبع سنت ہے۔ یہ لفظ اس وقت کے مذموم اور بُرے ہونے پر تنبیہ نہیں کرتے۔ اور ان سے اس قائل کی جرات اور زیادہ ہوگی۔ یہ تو اس واقعہ کی مدح اور یہ کہہ دینا کہ اپنے آپ کو تبع سنت کہہ دینے میں انکار رسالت و نبوت ہو گیا غلط ہے کیونکہ تمام انبیاء حضور کے تبع ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

لوکلانے موسیٰ حیالما دسعہ کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بجایا
الاتباعی۔ ظاہر اس وقت ہوتے تو انہیں

میرے اتباع کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہ تھا۔

کسی نے کہا ہے کہ حضور کا اتباع منافی نبوت ہے اور کیا دوسرے انبیا بھی باہم ایک دوسرے کے تبع نہیں ہیں۔ مرزائی بھی یہی کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نو غلام احمد ہیں انہیں اسی غلامی پر فخر ہے تو کیا ان کا یہ قول مرزا کے ساتھ اعتقاد نبوت کا انکار ہو جاتا ہے۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے اس بحث میں بہت سرکھپایا ہے کہ حالت خواب قابل اعتبار نہیں ہوتی۔ اس نادان سے کہو کہ خواب کی بحث تو جب کرنی تھی جبکہ بیداری میں اس نے اپنے دل میں اشرف علی کی نبوت کے خیال کے جے ہونے کا بیان نہ کیا ہوتا۔ اور جاگتے ہوئے بحالت ہوش و تو اس اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَبَارِكْ وَسَلِّمْ نہ کہا ہوتا جب وہ جاگتے ہیں کہہ رہے بحالت ہوش کہہ رہا ہے یہ بھی سمجھ رہا ہے کہ یہ کلمے اس کی زبان سے ادا ہو رہے ہیں ان کلموں کی غلطی کا بھی اس کو خیال آجاتا ہے باوجود اس کے وہ یہی رٹے جاتا ہے۔ اسی پر جما ہوا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں مجبور تھا بے اختیار تھا تو کیا شریعت سے کوئی ایسی ضعیف سے ضعیف سند بھی صاحبِ سیفِ یمانی پیش نہ کر سکا ایسے تو ہر کافر کہہ سکتا ہے کہ کلام کفری کے لئے وہ بیقرار ہو رہا تھا اور بے اختیار اس کی زبان سے نکلتا تھا اس بے اختیار کے دعوے پر کون سی دلیل شرعی ہے کون تلوار لئے اس کے سر پر سوار تھا ہاں اشرف علی کی محبت نے اسے بے قرار کیا ہو تو ایسی محبت ہر بت پرست کو اپنے باطل معبودوں کے ساتھ ہوتی ہے کیا وہ ان کے لئے عذر ہو جائے گی۔ اس کو عذر قرار دینا صریح بے ایمانی ہے۔ صاحبِ سیفِ یمانی اس کفر کی حمایت میں راہ گم کر دہ۔ مسافر کی طرف چاروں طرف بھاگتا ہے اور کسی طرف اس کو راہ نہیں ملتی۔ اسی سراپمگی میں اس نے کوئی عذر چلتا نہ دیکھ کر لغزش زبان اور خطا کا بہانہ بنایا۔ آدمی سے کبھی لغزش بھی ہوتی ہے زبان کبھی خطا بھی کرتی ہے۔

سیفِ یمانی کے عذر لغزش و خطا کا جواب | مگر ایسا اچانک واقع ہوتا ہے۔

لمحہ لمحہ یہ کیفیت رہتی ہے اکثر تو ایسا بے شعوری میں ہوتا ہے اور اس کو خبر

نہیں ہوتی کہ اس کی زبان سے کیا کلمہ نکل گیا۔ اور اگر شعور ہوا تو دوسری تیسری دفعہ میں اس کو صحیح کر لیتا ہے ایسی لغزش زبان بھی کبھی نہیں سنی کہ مدتوں کوشش کرنے سے بھی صحیح کلمہ زبان پر نہیں آیا۔ اور شام تک اس کے ادا کرنے سے مجبور رہا۔ پھر کلمہ بھی کونسا کوئی غیر مانوس کلمہ نہیں کوئی غیر معروف لفظ نہیں وہ کلمہ جو مومن کا سر زبانی اور ورد زبان ہے یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک محمد یہ نام تقدس دن بھر زبان پر نہ آئے اور وہ بھی درود شریف میں یہ بات کس کی عقل قبول کر سکتی ہے ایسی خطا تو کسی نسلی کافر سے بھی واقع نہیں ہوتی علاوہ بریں زبان کی لغزش سے ایک کلمہ کی جگہ دوسرا ایسا کلمہ کبھی ادا ہو سکتا ہے جو لفظاً اس سے قریب ہو یا کسی طرح کی مشاکلت رکھتا ہو نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لفظ اشرف علی کونہ لفظی قرب ہے نہ کسی طرح کی مشاکلت۔ محمد کی جگہ زبان کی لغزش سے محبت نکل جاتا تو اس کو کچھ لفظی قرب بھی تھا نہ کہ اشرف علی نکل گیا۔ کوئی عاقل باور نہیں کر سکتا کہ ایسے موقع پر زبان کی لغزش یا خطا ہو سکتی ہے نہ کوئی اس بیان کو صادق سمجھ سکتا ہے کہ کسی مدعی ایمان کی زبان سے دن بھر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک ادا ہونا اختیار سے باہر ہو سکتا ہے۔ اور اشرف علی کا نام جو کبھی درود شریف میں نہیں آتا وہ زبان سے بے اختیار ادا ہوتا ہے۔ یہ زبان کی لغزش و خطا نہیں قلب کا فساد ہے کہ دن بھر کوشش کرنے سے بھی اللہ کے محبوب کا نام زبان پر نہ آئے یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے کہ اپنے محبوب کے نام سے کسی کو محروم کرے یہی حالت اگر وقت نزاع ہوتی یا قبر میں وقت سوال نکیر ہوتی تو سیف یمانی کی ایک جلد اس کے کفن میں رکھو دینا کہ ملائکہ کے سامنے خطا لسانی کا لایعنی جیلہ تو پیش کر دے۔

وہا بیو! بتاؤ کہ سیف یمانی والی حجت وہاں چل جائے گی اور یہ بہانے

کچھ کام آسکیں گے۔

صحابہ سیفِ یمانی کی حدیثِ مسلم شریف سے غلط استناد

اس حال پر ضلال کی تائید میں حدیثِ مسلم کی وہ تمثیل پیش کرنا محض تلبیس و تزویر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویرِ کمال فرحت کے لئے ذکر فرمائی۔

”کہ خدائے تعالیٰ اپنے گنہگار بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کہ کوئی مسافر کسی بے آب و گیاہ لوق و ق میدان میں جا رہا ہو۔ اور وہاں اس کی سواری کا اونٹ جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان بھی لدا ہوا ہو اس سے گم ہو جائے اور وہ ادھر ادھر تلاش کر کے اس سے ناامید ہو کر مرنے کے لیے کسی درخت کے سایہ میں آئیٹے پھر اسی حال میں اس کی آنکھ بھی لگ جائے پھر تھوڑی دیر کے بعد اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کا وہ اونٹ مع اپنے ساز و سامان کے اس کے پاس کھڑا ہوا ہو اور اس کی زبان سے انتہائی خوشی میں یہ لفظ نکل جائیں اللھم انت عبدی دانا ربک اے پروردگار تو ہی میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں (معاذ اللہ منہ)، اتنا فرمانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اخطاء من شدت الفرح یعنی زیادتی خوشی کی وجہ سے اس کی زبان بہک گئی اور اس سے خطا یہ کلمات کفریہ سرزد ہو گئے۔ حالانکہ وہ بیچارہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ اے اللہ تو میرا پروردگار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔“

پہلی بات یہ ہے کہ اس حدیث میں کسی واقعہ کا تو بیان نہیں۔ شدت فرحت کی یہ ایک تمثیل ہے اس تمثیل میں اَنْتَ وَاَنَا کے دو لفظ ہیں اور وہ ضمیر ہیں ایک یا تے متکلم دوسری کاف خطاب خطایہ ہوتی کہ کلمات کے محل بدل گئے۔ اَنَا کی جگہ اَنْتَ اور اَنْتَ کی جگہ اَنَا اور کاف خطاب کی جگہ یا تے متکلم اور یا تے متکلم کی جگہ کاف خطاب ادا ہوا کسی جملہ میں احیاناً ایسی خطا ہو سکتی ہے اس کلمہ کفر کو کوئی مناسبت نہیں اس میں کہیں اشرف علی نہیں تھا کہ محل بدلنے سے کلمہ کی یہ صورت پیدا ہوئی وہ موقع ہی خطا کا نہیں ہے علاوہ بریں حدیث شریف میں ہے اخطاء من شدّة الفرح جس سے ظاہر ہے کہ شدت فرحت میں بخودی کا یہ عالم ہوا کہ اس کو شعور نہ رہا کہ اس کی زبان سے کیا نکلتا ہے۔ اور اشرف کے کلمے پڑھنے والے کا بیان ہے کہ اس کو شعور ہے اور وہ غلطی بھی سمجھ رہا ہے جو کچھ کہتا ہے۔ جان بوجھ کر کہتا ہے اس کے حال کو تمثیل سے کیا مناسبت۔

دوسری بات یہ ہے کہ تمثیل میں جو خطا ہوتی وہ ایک لمحہ یا دو لمحہ رہی یہ ممکن ہے کہ ایک مرتبہ حالت بے شعوری میں آدمی کی زبان سے کچھ کا کچھ نکل جائے۔ مگر اشرف علی رسول اللہ کہنے والے کی زبان پر باوجود شعور کے دن بھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک نہ آیا اور وہ اسی کلمہ کفر کی تکرار کرتا رہا۔ خطا کی یہ شان نہیں ہوتی۔

تیسری بات یہ ہے کہ حدیث شریف میں یہ کہاں ہے کہ ایسا کہنا بحالت شعور بھی ہو اور دیر تک یہ کیفیت بھی رہے تو اس پر نہ کوئی مواخذہ نہ توبہ و استغفار لازم۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اگر یہ بھی ہوتا کہ خطا پر مواخذہ نہیں تو اس سے یہ کب ثابت ہوتا تھا کہ کلمات کفریہ کہنے والے کا دعویٰ خطا بہر حال مقبول ہے۔ شفا قاضی

عیاض میں ہے۔ لا یعذر احد فی الکفر
یعنی کفر میں نادانی اور زبان بہکنے
بالجهالة ولا بدعوى
کا دعویٰ کرنے سے کوئی شخص
نزل اللسان۔ لے
معذور نہیں سمجھا جاتا۔

جب زبان بہکنے کا دعویٰ مسموع نہیں اور شریعت محض دعوے سے کفر
بکنے والے کا خاطر ہونا نہیں مانتی تو خاطر کے متعلق جس قدر عبارات پیش کیں سب
بے محل اور بے کار ہوتیں۔ پہلے دلیل شرعی سے ثابت تو کر لے کہ وہ شخص خاطر
ہے جب یہ ثابت ہی نہیں تو وہ خطا و ذلت کی بحث بے فائدہ ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ سے کفریات میں عذر کرنے والوں کا حکم

خود وہابیہ کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں شفا شریف سے
نقل کرتے ہیں۔

الوجه الثانی یہ ہے کہ حضور اقدس	الوجه الثانی وہو ان یکون
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں	القائل لما قال فی جہتہ صلی
زبان کھولنے والے نے جبکہ	اللہ علیہ وسلم غیر قاصد
گالی اور گستاخی کا قصد نہ	للسب والازراء ولا معتقد
کیا ہو اور وہ نہ اس کا معتقد	لہ ولکنہ تکلم فی جہتہ
ہو لیکن شان اقدس میں۔	صلی اللہ علیہ وسلم
اُس نے کلمہ کفر کہا ہو لعنت	بکلمۃ الکفر من لعنہ
یا دشنام یا تکذیب یا ان کی	اوسبہ او تکذیبہ

او اضافة ملا یجوز علیہ
 اولیٰ ما یجب له ما هو
 فی حقه علیہ الصلوٰۃ والسلام
 نقیمۃ الی ان قال ادیاتی
 بسفه من القول او قلیح من
 الکلام ونوع من
 السب فی جہتہ وان
 ظہر بدلیل حالہ انه لم
 یتعمد دمہ ولم یقصد
 سبہ اما لجهالة حملته علی
 ما قاله او لضعف او سکر
 او قلة مراقبه وضبط
 لسانه وعجزمة وتهور
 فی کلامه فحکم هذا
 الوجه حکم وجه الاول
 القتل ددت تعلمه
 انتہی ملخصاً۔

(فتاویٰ رشیدیہ جلد نمبر ۳ ص ۳۱)

اس سے صادر ہوا اس وجہ کا

وہی حکم ہے جو وجہ اول کا ہے کہ بے توقف قتل کیا جائے۔

سیف یمانی کی دوسری مثال کا جواب | صاحب سیف یمانی نے دوسری
 مثال اس کی تائید میں

واعظ کی پیش کی کہ واعظ کہنا کچھ چاہتا ہے اور منہ سے کچھ نکلتا ہے اور غلطی کا احساس بھی ہوتا ہے۔ لیکن تصحیح کی قدرت نہیں ہوتی تو کس نے کہا ہے کہ ایسے واعظ کو وعظ کہنا حلال ہے۔ وہ تو خلق خدا کو گمراہ کرے گا اور غلطی کا احساس ہونے کے باوجود تصحیح نہ کرنے پر ماتوذ ہوگا اور قدرت نہ ہونے کا جھوٹا حیلہ اس کو بچانہ سکے گا۔ کہیں ساسے وہابی ایسے ہی تو نہیں ہیں کہ چاہتے کچھ ہیں اور زبان و قلم سے کچھ نکل جاتا ہے اس تقدیر پر تو آپ کی یہ تحریر بھی قابل اعتبار نہیں بلکہ آپ اس کو کافر کہنا چاہتے ہوں اور بقول آپ کے بے اختیار آپ کے قلم سے مجبوراً اس کی تائید نکلتی ہو۔

یہی نہ کہہ دیا کہ مولوی اشرف علی اے لکھنا تو چاہتے تھے کافر۔ مگر بے اختیار ان کے قلم سے اس کی تائید نکل گئی۔ تفسیر اس اندھی حمایت پر۔

سیف میمانی کی تیسری نظیر کا جواب | تیسری نظیر یہ دی ہے کہ کچھری میں سادہ مزاج

گواہ و کیلوں کی جرح میں کچھ سے کچھ کہہ جاتا ہے۔

کہیں یہ آپ بیٹی تو نہیں فرمائی کہ کبھی کسی کچھری میں جناب کی عقل کٹی ہو۔ مگر اس آدمی بات کے کہنے سے کیا حاصل۔ گواہ اگر بہک جائے تو کیا اس کا کلام لغو کر دیا جاتا ہے یہ نہ کہا کہ وکیل مخالف اس سے فائدہ اٹھا لیتا ہے اور وہ شخص کہ جس نے اسے گواہی میں پیش کیا ہے۔ اگر یہ عذر کرے کہ گواہ نے جو بیان کیا ہے یہ اس کی مرضی اور منشاء کے خلاف ہے۔ اس کی زبان بہک گئی تو یہ عذر کبھی نہ چلے گا بلکہ اس کے اسی بیان میں مقدمہ کا حکم لکھ دیا جائے گا۔

وہابیو! کیا ایسی لغو باتوں سے کفر کو اسلام بنانے کی کوشش کرتے ہو۔ ذرا تو شرمادو۔

دیکھو؟ نہ قانون میں نہ شریعت میں نہ دنیا کے کسی اہل ضرور کے سامنے کہیں بھی یہ عذر نہیں چلتا کہ زید بحالت ہوش و حواس یہ سمجھتے ہوئے کہ کیا کہہ رہا ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ اسے کیا کہنا چاہیے کلمہ کفر کی رٹ لگا رہا ہے۔ اگر یہ عذر چل جایا کرے تو عورت پر طلاق ہی واقع نہ ہو۔ آپ اپنے ہی مولویوں سے یہ مسئلہ پوچھتے۔

تمام بات سے اس طرح کے ایک خواب اور واقعہ طلاق کا سوال

ایک شخص سو کر اٹھا خواب میں اس نے دیکھا تھا کہ اپنی عورت کو طلاق دے رہا ہے۔ بیدار ہونے کے بعد یہ جانتے ہوئے کہ طلاق دینا برا ہے۔ اور یہ سمجھتے ہوئے کہ جو کلمے اس کی زبان پر جاری ہیں وہ طلاق کے ہیں۔ دیر تک اپنی عورت کو صد ہا طلاقیں دے ڈالیں اور وہ اپنے قاتل کی طرح یہ کہتا ہے کہ حالت بیداری میں جب طلاق کے کلمہ کی برائی کا خیال آیا تو ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے۔ پھر دوسری کر وٹ پر لیٹ کر اس بیوی سے محبت کی باتیں کہتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں میں نے تجھے طلاق دی۔ میں نے تجھے طلاق دی۔ میں نے تجھے طلاق دی۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں ایسے شخص کی طلاق واقعی ہوگی یا نہیں عجب بات ہے کہ طلاق تو واقع ہو جائے۔ اس میں تو یہ کوئی عذر نہ چلے مگر اشرف علی کونسی کہنا کفر نہ ہو اس میں مجبوری و بے اختیاری کا حیلہ کافی ہو جائے۔

وہابیہ سے مولوی اشرف علی کے گالی دینے کے ایسے عذر کا سوال

اگر اسی معتقد کی طرح کوئی شخص مولوی اشرف علی کو کافر کہے اور گالیاں دے اور یہ بیان کرے کہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں بے اختیار ہوں تو آپ کے نزدیک

اس کا بیان قابل قبول ہوگا اگر ایسا نہ ہو تو وجہ فرق بتاؤ۔

المحمد لہذا اس تحریر سے ہر منیر کی طرح روشن ہو گیا کہ اشرف علی کو نبی کہنا یقیناً کفر اور کفر کی حمایت بھی کفر۔ اگرچہ مولوی اشرف علی صاحب نے اس شخص کی حوصلہ افزائی کی جس نے ان پر درود بھیجا اور ان کو نبی کہا۔ اور اس کو کوئی تنبیہ نہ کی یہ نہ بتایا کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ اور کلمہ کفر کا ایسا عاشق بن جانا بہت بدتر حال ہے۔ مگر اہلسنت کے اعتراضات سے مجبور ہو کر صاحب سیف یمانی کو اقرار کرنا پڑا کہ وہ کلمہ کفر ہے اور ظاہر ہے کہ وہ کلمہ محتمل المعانی نہیں تو کلمات محتملہ المعانی کے متعلق جو عبارتیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتاب تمہید الایمان سے ص ۴۴ میں نقل کیں ہیں۔ ان کا مسئلہ زیر بحث سے کوئی علاقہ نہیں ان کو نقل کرنا صاحب سیف یمانی کی نا فہمی یا فریب کاری ہے۔

وہابیہ کی طرف سے تقیہ کی تعلیم اور کلمات کفریہ کی عام اجازت

مولوی اشرف علی کی نبوت کا وظیفہ پڑھنے والے کی تائید و حمایت میں صاحب سیف یمانی کو وہ جوش آیا کہ اس نے اپنا باطنی عقیدہ تقیہ بھی لکھ ڈالا جس کو وہابیہ ہمیشہ چھپاتے ہیں اور اسی۔

سیف یمانی میں صاحب رسالہ عقائد وہابیہ نے جہاں وہابیہ کا تقیہ ثابت کیا تھا وہاں صاحب سیف یمانی انکار کر چکا ہے۔ مگر اشرف علی کو نبی کہنے والے کی طرف داری کے جوش میں وہ اپنے اس راز کو مخفی نہ رکھ سکا اور اس نے لکھ دیا کہ ارتداد کے لئے قصد و ارادہ لازمی ہے۔“ لہ

لہ :- سیف یمانی ص ۴۴

اس کے بعد درمختار وغیرہ کی چند عبارتیں پیش کرنے کے بعد لکھتا ہے۔
 فقہاء کرام کی ان تمام عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ اگر بلا قصد کسی سے
 کلمات کفریہ سرزد ہو جائیں اور اعتقاد میں کوئی تبدیلی نہ ہو تو وہ صرف ان
 کلمات کفر کے تلفظ کی وجہ سے کافر نہ ہوگا۔ ۱

یہ تو کفر بکنے کی عام اجازت دے دی۔ وہابی دہریوں کے پاس بیٹھ کر خدا
 کے وجود کا انکار کرے۔ عیسائیوں سے ملے تو مسیح کو خدا کہے۔ ہندوؤں سے ملے
 تو بت پرستی کا قائل بنے اور ان کے تمام اعتقادات میں ہم نوائی کرے مرزائی کے
 پاس جائے تو مرزا کو نبی بتائے دنیا کے سارے کفریات زبان سے بکتا رہے فرعون
 کی طرح خدائی کا بھی دعویٰ کرے مگر دل میں اسلامی عقیدہ رکھتا ہو۔ اور معنی کفریہ کا
 قصد نہ کرے تو حسب تحریر سیفِ یمانی پکا مسلمان ہے۔ اور اس کی دلیل میں وہ
 کہتا ہے کہ درمختار میں ہے۔

وہابیہ کا تقیہ | جب کہ دل میں تذبذب نہ ہو تو صرف زبان کی وجہ

سے ارتداد متحقق نہ ہوگا۔ ۲

یہاں صاف کر دیا کہ دار و مدار دل پر ہے زبان سے چاہے کتنے ہی کفریات
 بکے کافر نہ ہوگا۔ یہاں بلا قصد کی بھی قید نہیں۔

ستم ہے کہ اشرف علی کو رسول کہلانے کے لئے کلمات کفریہ کا بکنا جائز
 کیا جا رہا ہے۔ دیکھتے کتنا زبردست تقیہ ہے۔ دل میں تو اعتقاد ہی اسلام کا اور
 ظاہر کرے کفریہ ہی تو تقیہ ہے۔ جو عبارتیں صاحب سیفِ یمانی نے نقل کیں وہ سب

۱ :- سیفِ یمانی ص ۴۴ . ۲ :- سیفِ یمانی ص ۴۴

بے محل نقل کیں۔ ان میں خیانت بھی کی درمختار کی عبارت مکرر چ کے حق میں تھی اسی کے لئے قرآن کریم میں وارد ہوا تھا۔

الا من اکره وقلبه

مطمئن بالایمانہ اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔

مگر صاحب سیف یمانی نے مکرہ کا نام تک نہ لیا اور عام حکم دے دیا کہ جب دل میں تذبذب نہ ہو تو صرف زبان کی وجہ سے ارتداد متحقق نہ ہوگا۔ یہ محض باطل ہے اور اس کی نسبت درمختار کی طرف خالص وجہ و فریب ہے۔ درمختار میں ہے۔

وفي الفتح من هزل بلفظ

جس شخص نے براہ ہزل و تمسخر کلمہ

کفر ارتداد وان لم يعتقد

کفر کہا مرتد ہو گیا اگرچہ اس کفری

مضمون کا معتقد نہ ہو۔

شامی کی عبارت کا حکم کفر!

والحاصل ان من تکلم
بکلمة الکفر هازلاً
اولاً عباً کفر عند الكل
ولا اعتبار باعتقاده
كما صرح به فی
الخانیة۔ ۱۷

خلاصہ یہ ہے کہ جس نے کلمہ کفر زبان
سے نکالا براہ ہزل و تمسخر یا بطریق لعب
وہ سب کے نزدیک کافر ہو گیا اور
اس کے اعتقاد کا کچھ اعتبار نہیں
ایسے ہی فتاویٰ قاضی خاں میں
تصریح کی ہے۔

ان عبارت کو وہابیہ کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم ص ۲ میں لکھا ہے۔ اور اسی فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۲ میں قاضی خاں سے یہ عبارت نقل کی۔

رجل کفر بلسانہ طائفاً	جس شخص نے بحالت اختیار
وقلبہ مطمئن علی	کلمہ کفر کہا اور اس کا دل ایمان
الا ییمان لیکن کافراً	پر مطمئن تھا کافر ہو جائے گا اور
ولا یكون عند الله	اللہ تعالیٰ کے نزدیک
مؤمناً	مؤمن نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ملفوظات کی عبارت کا جواب

صاحب سیف یمانی نے اخیر میں پھر یہ کہا ہے کہ اشرف علی کو نبی کہتے والے بے اختیار تھا اور اس کی تائید میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ملفوظات کے یہ لفظ نقل کئے ہیں کہ شریعت میں احکام اضطرار احکام اختیار سے جدا ہیں۔ باوجودیکہ اس نقل میں خیانت ہے فریب ہے یہ الفاظ مسئلہ کفر اور کلمات کفر کے متعلق ارشاد نہیں ہوئے ہیں اس کو اس پر حمل کرنا اور اعلیٰ حضرت کی یہ مراد ظاہر کرنا وحمل و فریب ہے پھر بھی اس سے صاحب سیف یمانی کو کیا فائدہ جبکہ اشرف علی کے نبی کہنے والے کو مجبور و بے اختیار قرار دے دینا محض باطل ہے کیونکہ اس کی گردن پر کسی نے تلوار نہیں رکھی تھی کوئی اکراہ نہیں کر رہا تھا۔ خطا و لغزش کا عذر بھی غلط ہے اس کا ہم مفصل بیان کر چکے تو مجبوری کیا تھی۔ وہی اشرف علی کا عشق تو ایسا عشق تو ہر بیت

پرست کو اپنے معبودانِ باطل کے ساتھ ہوتا ہے اس عشقِ باطل کے جذبات سے مغلوب ہو کر باوجود صحت و اس وثباتِ عقل و فہم معانی مجبوری کا دعویٰ کسی شخص کو کفر سے نہیں بچا سکتا البتہ اشرفِ علی کے ہی کہنے والے کو اگر کچھ تاہید پہنچ سکتی ہے تو سیفِ میانی کی اسی بات سے پہنچ سکتی ہے کہ دل میں تذبذب نہ ہو تو صرف زبان کی وجہ سے ارتداد ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر یہ عقیدہ صرف اسی کا ہے اسلام کا نہیں قرآنِ پاک کے خلاف ہے۔ اور خود گنگوہی کی تقریحات کے خلاف ہے۔

سیفِ میانی کے دسوسہ شیطانی کو محمود کہنے کا جواب

اعتراض :- اس کے بعد صاحبِ سیفِ میانی نے لکھا ہے۔

اب صرف تیسرا اعتراض رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ اس شیطانی دسوسہ کو حالتِ محمودہ کیوں سمجھا گیا۔ لے

جواب :- دسوسہ کیسا شیطانی حال ہے وہ شخص اشرفِ علی پر درود پڑھ

رہا ہے اس کو زبان سے نبی کہتا جاتا ہے اس کی رٹ لگاتے ہوئے ہے دن بھر اسی خیال میں غرق رہتا ہے اس کو دسوسہ کہنا غلط ہے اعتراض یہ ہے کہ اس شیطانی حال اور کفری قال کو مولوی اشرفِ علی نے محمود اور بہتر کیوں قرار دیا اس کا جواب صاحبِ سیفِ میانی سے کچھ نہ بنا تو اس نے یہ کہہ دیا کہ خواب کی تعبیر کچھ کی کچھ ہوا کرتی ہے۔ یہ خواب ہے یا فریبِ کاری خواب کیسا وہ شخص خود تصریح کر رہا ہے۔ کہ بیدار ہوں خواب نہیں۔ مولوی اشرفِ علی خود خواب پر حکم نہیں کرتے۔ یہ

نہیں لکھتے کہ اس خواب کی یہ تعبیر ہے بلکہ خواب کے بعد جو واقعہ ہے وہ جاگتے ہوئے بحالت ہوش و حواس سمجھتے بوجھتے مولوی اشرف علی کو نبی کہتا ہے مولوی اشرف علی اس واقعہ کو کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں تسلی تھی۔ یہ نہیں کہتے کہ شیطانی حال تھا وہ کفری قول تھا یہ اعتراض ہے۔ اس کا کیا جواب ہوا نہ اب ہوا نہ کبھی ہوا
 کا انشاء اللہ تعالیٰ۔

صاحب سیفِ یمانی کا خواب پیش کرنا بے محل ہے

صاحب سیفِ یمانی نے بیچارہ بہت سے خواب لکھ کر اوراق سیاہ کئے
 اعتراض تو واقعہ یعنی بیداری کے حال پر۔ اور جواب میں خواب کی تمثیلیں پیش
 کی جا رہی ہیں۔ اب پڑھو اپنے اوپر شعر

چرخِ خوش گفت است سعدی و زلیخا الایا ایہا الساقی اور کاسا و ناولہا

اسی سلسلہ میں صاحب سیفِ یمانی نے دو واقعے لکھے ہیں اور ان کا حوالہ
 فوائد الفواد اردو اور کسی رسالہ انوار خواجہ کی طرف کیا ہے جن کے مضامین قطعاً
 اصل ہیں۔ اور ان کی نسبت اولیاء کی طرف ہرگز صحیح نہیں۔ ہم صاحب سیف
 یمانی کی بہت خیانتوں کا تجربہ کر چکے ہیں۔ اس کو قرآن و حدیث و کتب فقہ بکا
 زو اپنے بزرگوں تک پر بہتان لگانے میں تامل نہیں ہے ناظرین کو گذشتہ او
 سے اس کا کافی ثبوت مل چکا ہے۔ لہذا ہم ان واقعات کی نسبت کو صاحب
 سیفِ یمانی کی چالاکی پر محمول کرتے ہیں۔ مولوی اشرف علی تو شاہ عبدالغفر
 صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کے نقول تک کو معتبر نہ مانیر
 یا ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم غیر معروف و نامعلوم اشخاص کے ترجمے اور تالیف
 پر اعتماد کر کے اہل اللہ کی نسبت سوؤ ظن کریں۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ۔

یقیناً ان نقول کی نسبت حضرت خواجہ صاحب اور محبوب الہی صاحب کی طرف غلط ہے اگر صاحب سیفِ یمانی کے نزدیک یہ نسبت صحیح نہ تھی تو اس کو چاہیے تھا کہ اس کا حکم بیان کرتا۔

بد نصیبو! حضرت خواجہ صاحب کا نام لیتے ہو۔ وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں کفار کا سر قلم فرماتے تھے ایسا کفری کلمہ بکنے والا جس نے اشرف علی کو نبی بتایا۔ جس کی تم حمایت کرتے ہو ان کے سامنے آتا تو سر سلامت نہ لے جاتا۔

صاحب رسالہ عقائد و ہابیہ کی گیارہویں عبارت

یعنی

مولوی محمود حسن دیوبندی کا پہلا شعر!

مولوی محمود حسن دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں لکھا ہے۔
زبان پر اہل ہوا کے ہے کیوں اعلیٰ بل شاید

اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی لے

اس پر صاحب عقائد و ہابیہ نے جو اعتراض کیا ہوگا اس کو صاحب سیف ثانی نے نقل نہیں کیا بلکہ شعر کی نسبت یہ عذر کیا کہ شعر میں لفظ ”ثانی“ واقع ہے وہ ”مماثل“ کے معنی میں نہیں بلکہ دوسرے کے معنی میں ہے۔ باوجودیکہ اردو عاویات کے جاننے والے خوب سمجھتے ہیں کہ ایسے موقع پر لفظ ”ثانی“ ”مثال“ کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ گنتی اور شمار کا موقع نہیں تھا اس لغو عذر کے لئے بعد دوسرا اس سے اور واہیات عذر یہ کیا ہے۔

کہ دنیا میں پہلی مرتبہ تو اس وقت اعلیٰ ہر بل کہا گیا تھا جب شیطان نے مسلمانوں کی ہمت توڑنے کے لئے الا ان معمدًا قد قتل

لے :- مرثیہ ص ۶۔

پکارا تھا اب دوسری مرتبہ جو اہل باطل کی زبان سے وہی کلمہ ملعونہ
سُنا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حامی سنت دنیا سے اٹھ
گیا۔ انتہی ملخصاً۔ لے

فرعن المطرد قام تحت المیزاب | **سیفِ یمانی کے جھوٹ** کہتے اب تو آپ ہی کے قول سے ثانی

بمعنی مثل ثابت ہو گیا۔ البتہ اس کے لئے یہ جھوٹ اور بولنا پڑا کہ گنگوہی کی موت
کے وقت اعلیٰ ہبل کا کلمہ سُنا گیا۔ یہ محض جھوٹ ہے۔ افترا ہے بہتان ہے۔ نہ
اب ہبل باقی ہے نہ ہبل کے پوجنے والے باقی ہیں مصطفائی ہدایت کے انوار
نے ہبل اور ہبل پرستی کو خاک میں ملا دیا۔ اب وہابیوں کے دماغوں میں ہی ہبل
کی یاد ہو تو ہو اور اس کے علو کے نقشے کھنچیں تو کھنچیں دنیا میں کوئی اس کا پکارنے
والا موجود نہیں۔ یہ جھوٹ بھی بولے اور محاورہ کے خلاف ثانی کے معنی بھی بدلے
اور پھر کام بھی نہ چلا۔

سیفِ یمانی کا ثانی اشین سے استناد اور اس کا جواب

اس کے بعد صاحب سیفِ یمانی نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے وصف ثانی اشین سے رشید احمد کے ثانی رسول ہونے پر محض بے جا اور
گستاخانہ، اور بے ادبانہ استدل لال کیا۔ اور پھر بھی کچھ کام نہ بنا کیونکہ وہابی عقیدہ
میں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہا ہی نہیں جا سکتا۔ دیکھو وہابیوں کے
امام مولوی اسمعیل دہلوی تقویت الایمان میں لکھتے ہیں۔

تقویت الایمانی حکم سے حضور کو بانی اسلام کہنا شرک

یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی اُمت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ لے
اس عبارت میں حضور کے بانی اسلام نہ ہونے کی صاف تصریح ہے کہ شرع ان کا حکم نہیں اور وہ اپنی مرضی سے جو کہیں اُمت کو لازم نہیں ہوتا بلکہ اس اعتقاد کو شرک بتایا ہے تو جو شخص حضور کو بانی اسلام قرار دے وہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک۔ اور پھر گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی کہہ کر دوسرے شرک میں گرفتار
تمام وہابیہ تقویت الایمانی حکم سے مشرک ہوئے

صاحب سیف یمانی نے اس شعر کی توجیہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بانی اسلام قرار دیا یا وہ اور سیف یمانی کے جملہ مصدقین تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو گئے اور نیز اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہنا وہابیوں کے عقیدہ میں شرک ہے تو اب بانی اسلام نہیں کہہ سکتے مگر اللہ تعالیٰ کو اور حقیقتہً دین اسی کا ہے۔ اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ تو اب بانی اسلام کا ثانی کہنے کے یہ معنی ہوئے کہ خدا کا ثانی تو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی فرمایا جانا رشید احمد کے ثانی خدا کے کہے جانے کی سند کیسے ہو سکتا ہے۔

وہابیہ کے نزدیک گنگوہی جی ثانی خدا ہیں

اگر مولوی محمود حسن کے شعر کا صحیح کرنا مقصود ہو تو صاف مولوی رشید احمد کو ثانی خدا کہنے کے جواز کا حکم کرو۔

اور تمہیں یہ بھی کیا مشکل ہے جب ایمان ہی نہیں تو سب کچھ کر سکتے ہو۔ ڈر تو ایماندار کو ہوتا ہے وہ ایسے لفظ نہ خود زبان پر لاتا ہے اور نہ کسی ایسے الفاظ بکنے والے کی حمایت کرتا ہے۔

صاۓ رسالہ عقائد و ہابیر کی بارہویں عبارت

یعنی

مولوی محمود حسن کا دوسرا شعر !

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(عبید سود کا صحیح اردو ترجمہ (کالے غلٹے) ہے۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ مولوی رشید احمد کی مقبولیت اس مرتبہ کی ہے کہ ان

کے یہاں چھوٹے سے چھوٹا کالا غلام بھی یوسف ثانی کا لقب رکھتا ہے۔

اگر یوسف سے صرف حسین مراد لیا جائے تو بھی اہل علم و ادب ایک

جلیل القدر نبی کا نام پاک ہونے کی وجہ سے اس کو ایسے موقع پر استعمال نہیں کر

جہاں مظنہ اہانت ہو۔ بلکہ آپ کے طریقہ پر شیطان کے معنی چالاک کے ہو سکتے

ہیں تو کیا آپ کو گوارا ہے کہ اس معنی سے آپ کا لقب شیطان ثانی قرار دیا جائے۔

اگر اپنے لئے یہ گوارا نہیں ہے تو کیا مراتب انبیاء علیہم السلام کا ادب اپنے برابر بھی ملحوظ

نہیں رکھتے ہو۔

پھر حسین کو یوسف ثانی اس لئے نہیں کہا جاتا کہ حسین کے معنی میں یہ لفظ

دوبارہ وضع کیا گیا ہے بلکہ ملحوظ وہی جمال پاک حضرت یوسف علیہ السلام ہوتا ہے۔

بے باک لوگ مبالغہ "حسینوں کو حضرت سے تشبیہ دے دیا کرتے ہیں۔ دیکھتے

کہا جاتا ہے کہ فلاں رستم وقت ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ لفظ رستم پہلوان کے معنی میں دوبارہ وضع کر لیا گیا ہے۔ بلکہ اس میں رستم پہلوان کی شجاعت ملحوظ ہوتی ہے۔ اس کو آپ نہ سمجھے۔ اس کا باعث یہی تھا کہ آپ نے اردو اسکول کے بچروں سے سیکھی ہے۔

سیف یمانی کی ایک نئی گستاخی | اسی لئے آپ ص ۵۵ میں یہ بھی لکھ چکے ہیں۔

مان لیا ہم نے کہ عیسے سے سوا ہو

اور یہ نہ سمجھا کہ اس کا کیا مفہوم ہے۔ اور اس کا مخاطب کون ہے۔ اگر آپ نے کسی زبان دان کی صحبت کا فیض اٹھایا ہوتا تو آپ سمجھ سکتے کہ ایسے موقع پر یوسف ثانی یا عیسے سے سوا کہنا طریقہ ادب سے دور ہے۔

سِکِلِ فِرْعَوْنَ مُوسَىٰ کی مثال کا جواب | سِکِلِ فِرْعَوْنَ مُوسَىٰ کی مثال جو پیش کی تو یہ قرآن

نہیں حدیث نہیں پھر بھی یہاں لفظ موسیٰ کسی بڑی تشبیہ کے ساتھ استعمال نہیں کیا گیا۔

مولوی محمود حسن کا تیسرا شعر

یعنی

صاحب عقائد وہابیہ کی تیرھویں عبارت

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

صاحب سیف یمانی نے اس شعر کی توجیہ میں یہ کہا ہے کہ مردوں سے گمراہ اور زندوں سے راہ یاب مراد ہیں۔ لیکن اس کو مان بھی لیا جائے تو شعر سے لازم کس طرح دفع ہوگا۔ یہاں تو حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ ہو رہا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح ذرا گنگوہی کی مسیحائی کو دیکھیں کہ گنگوہی کی مسیحائی ان کی مسیحائی سے بڑھ گئی ہے۔ ان کی مسیحائی تو اتنی ہی تھی کہ وہ مردوں کو زندہ فرما دیا کرتے تھے۔ لیکن گنگوہی کی مسیحائی ایسی ہے کہ مردوں کو زندہ بھی کرتے ہیں اور زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے۔ اب موت و حیات کے معنی ضلالت و ہدایت بھی لیجئے تو اس مقابلہ اور گنگوہی کی ترجیح کی گستاخی کا کیا جواب ہے۔

حافظ صاحب اور خسرو صاحب کے اشعار کا جواب

اس کے بعد صاحب سیف یمانی نے خواجہ حافظ شیرازی اور امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی طرف نسبت کر کے چند شعر لکھ دیے ہیں اور یہ کہا کہ جو

طریقہ دیوبندیوں کیساتھ اختیار کیا گیا۔ اگر ان کے ساتھ بھی اختیار کیا جائے تو ان لئے بھی فتاویٰ صادر کئے جائیں۔

پہلے تو میں یہ دکھا دوں کہ اولیاء اللہ کے کلام پر دیوبندیوں کے پیشوا مولانا رشید احمد کیا فتویٰ صادر کرتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ صاحب سیفِ میمانی کی تمام تاویلات گنگوہی صاحب کے قول سے بھی باطل ہیں۔ اس حقیقی معنی مراد نہ ہونے کا عذر بیکار اور نامسموع۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے کلیات میں ہے۔

روحی فداک اے صنم ابطلی لقب

آشوب ترک و شور عجم فتنہ عرب

اس پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ دیکھئے۔

گنگوہی جی کے نزدیک معنی حقیقی مراد نہ ہونے کا عذر بیکار ہے

سوال :- شاعر جو اپنے اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صنم یا بت یا آشوب ترک فتنہ عرب باندھتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے۔ بیوہ توجرو۔

الجواب :- یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معنی حقیقیہ بمعانی ظاہرہ خود مولانا نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی و اہانت و اذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں۔ لہ

گنگوہی کا مولانا جامی پر فتوے کفر صاحب سیفِ میمانی یاد رکھے کہ شان

انبیاء کرام میں گستاخانہ کلمات بول کر معنی مجازی مراد لینا بحکم گنگوہی کفر

لہ ۱۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ ص ۳۰۔

سے نہیں بچاتا۔ پھر گنگوہی صاحب اسی فتوے کے آخر میں لکھتے ہیں۔
 ”الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اور اذیت ظاہر ہے۔ پس ان
 الفاظ کا بلکہ کفر ہوگا۔“

گنگوہی جی کے نزدیک ایہا گستاخی اور گستاخی ایک ہی چیز ہیں

یہ تو وہابی جتھے رہیں گے کہ ایہا گستاخی اور گستاخی دونوں کو گنگوہی صاحب
 نے ایک کس طرح کر دیا۔ ایک ہی چیز کو پہلے ایہا گستاخی اور پھر اسی کو گستاخی و
 اذیت ظاہرہ کہا۔ مگر ہمیں تو صاحب سیفِ یمانی سے یہ پوچھنا ہے کہ یہ حکم کفرانہوں
 نے کس پر دیا؟ اور اس فتوے کے بعد آپ مولانا جامی علیہ الرحمۃ کو کیسا سمجھتے
 ہیں۔؟ کیا مولانا جامی علیہ الرحمۃ اولیاء میں سے نہیں ہیں۔؟

پھر کیا اب مولوی رشید احمد گنگوہی کو نا آشنائے حقیقت کہو گے یا مولانا
 جامی علیہ الرحمۃ کو کافر سمجھو گے؟ کچھ تو بولو؟

صاحب سیفِ یمانی نے جو شعر لکھے ہیں ان کا تو ترجمہ بھی اُس سے
 صحیح نہ ہوا۔ اس نے ٹیچر سے اردو ہی پڑھی تو فارسی کا ترجمہ کیسے صحیح کر
 سکتا ہے۔ میرے سامنے آکر شاگردی کا اقرار کرے تو میں حافظ و خسرو
 رحمہما اللہ تعالیٰ کے اشعار کا ترجمہ اسے پڑھا دوں اور مطلب بتا دوں پھر
 وہ سمجھ لے گا کہ ان اشعار کا پیش کرنا اس کی نادانی کا ایک کڑوا کرشمہ تھا۔
 ایک شعر اس نے خواجہ کی طرف نسبت کر کے یہ لکھا ہے۔

۱۔ مباش در پے آرزو ہر چہ تو اہی کن کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

اس شعر کے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مقرر
مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

نہ آنکہ ہر کہہ اس صفت دار و تنہا مسلمان کامل است اگرچہ
در باقی احکام دارکان دین تقصیر کند چنانکہ ملحدان گویند

مباشش در پئے آزار ہر چہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر ازین گناہے نیست
حضرت شیخ نے اس شعر کو ملحدوں کا مقولہ فرمایا۔

اب سیف یمانی کے مصنفین و مصدقین بتائیں کہ بقول ان کے حضرت
شیخ حقیقت سے نا آشنا ہیں۔ یا حافظ شیرازی معاذ اللہ تعالیٰ ملحد۔ ان
سے تو اس کا جواب کیا ہو سکتا ہے۔ مگر میں اس معنی کو حل کر دوں تاکہ مسلمان
پریشانی میں نہ پڑیں۔

بات یہ ہے کہ حضرت شیخ کا حکم صحیح ہے۔ مگر خواجہ حافظ پر حکم نہیں ہے کیونکہ
شعر ہی ان کا نہیں بلکہ الحاقی ہے۔ بزرگوں کے کلاموں میں ارباب نفس و ہوانے
بہت سے الحاق کئے ہیں۔ صاحب بصیرت کو اس کی تمیز چاہئے۔

صا. رسالہ عقائد وہابیہ کی چودھویں عبارت

یعنی

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک اگر اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب بالذات مانیں اور حضور کو بواسطہ عالم الغیب مانیں تو غلط ہے بخلاف نصوص شرعیہ ہے۔ الخ

اگر رسالہ عقائد وہابیہ میں یہ عبارت اسی طرح ہے اور صاحب سیف یمانی کی خیانت اور بہتان سے یہ محفوظ ہے تو غلط چھپی ہے۔ صحیح عبارت یہ ہونی چاہیے۔ اور حضور کو بواسطہ غیب پر مطلع فرمائیں کیونکہ ہمارا یہی مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب پر مطلع کہتے ہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کثرت سے علوم غیبی ثابت ہیں جن کی نسبت اکابر علمائے معتدین فرماتے ہیں کہ حضور پر غیب کے دروازے کھول دیے گئے لیکن پھر بھی لفظ عالم الغیب کے اطلاق میں احتیاط کی جاتی ہے۔ یہی ہمارا مسلک ہے اگرچہ بعض علماء رقیام مبداء کو علت حمل مشتق کی قرار دے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں اس قدر کا اطلاق کرتے ہیں۔ وللساس فی ما یعشقون مذاہب۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہ نے اس کی تصریحیں فرمائیں جن کو خود صاحب سیف یمانی نے نقل کیا۔

رسالہ عقائد و ہابیرہ دیوبندیہ کی پندرھویں عبارت

یعنی

وہابیرہ دیوبندیہ کے نزدیک حضور کا علم اتنا اور ایسا ہے
جتنا جانور اور چوپایوں کو ہے !

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر
بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب
سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ
مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو
زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی
حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا
ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو۔
عالم الغیب کہا جاتے۔ پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہا
میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات
نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی
بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔
اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان
کرنا ضروری ہے؟ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس

طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے“ ۱

ہر اردو سمجھنے والا اس عبارت سے بے تکلف اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مولوی اشرف علی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام علوم غیبیہ کا ثابت ہونا تو دلیل عقلی و نقلی سے باطل بنایا اب رہ گیا بعض اور وہی ان کے عقیدہ میں حضور کے لیے ثابت بھی ہے جیسا کہ انہوں نے ان لفظوں میں تصریح کی ہے۔

”بلکہ علوم و متغراق اصنافی مراد ہے یعنی باعتبار بعض علوم کے“ ۲

اب ثابت ہو گیا کہ مولوی اشرف علی کے اعتقاد میں حضور کے لئے بعض علوم ہی ثابت ہیں۔ اور اس بعض کی نسبت وہ یہ لکھتے ہیں کہ۔

”اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص

ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع۔

حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے“ ۳

تو اب قطعاً ثابت ہو گیا کہ مولوی اشرف نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو زید و عمر اور ہر صبی و مجنون اور تمام جانوروں اور چوپاؤں کے برابر کر دیا۔ اور یہ خاص ان کا اپنا عقیدہ ہے کیونکہ وہ حضور کے لئے بعض کے قائل ہیں اور بعض ہی میں تمام حیوانات وغیرہ کو حضور کا شریک کرتے ہیں تو اب صاحب سیفِ یمانی کا یہ قول کہ۔

”جو ملعون ایسا عقیدہ رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم

معاذ اللہ زید و عمر و پاگلوں اور چوپائیوں کی برابر ہے وہ ہمارے

۱: حفظ الایمان مطبوع بلالی پریس سادھورہ ص ۶۔ ۲: حفظ الایمان ص ۳۔ ۳: حفظ الایمان ص ۶

نزدیک کافر ہے، لے

مولوی اشرف علی تمام وہابیہ اور خود اپنے حکم سے کافر و ملعون

اس کا مصداق خاص مولوی اشرف علی ہیں اور اگر مولوی اشرف علی نے بھی ایسا لکھا ہے تو انہوں نے خود اپنی تکفیر کی ہے۔ اب تو حفظ الایمان کی اس عبارت کا کفر اور اس کے قائل کا کفر ہونا خود اشرف علی اور اس کے حمایتیوں کے کلام سے ثابت ہو گیا۔

سیفِ یمانی کا اہلسنت پر بہتان | صاحبِ سیفِ یمانی کا اہل سنت پر یہ اتہام رکھنا کہ ان کا یہ

اصول ہے۔

”کہ جس کو بعض مغیبات کا علم بھی حاصل ہو عام ازیں کہ ایک کا ہویا

ایک کروڑ کا اسی کو عالم الغیب کہا جاسکتا ہے؟“ لے

یہ خاص جھوٹ ہے علماء اہلسنت نے کہیں یہ نہ لکھا اور صاحبِ سیفِ یمانی

کوئی حوالہ پیش نہ کر سکا اور اس کو گریز کے لئے سوائے جھوٹ کے اور کوئی راہ نہ

رہی اور اہل باطل کو راہ ہی کہاں مل سکتی ہے اسی باطل قریب کاری اور جھوٹ پر اس

نے یہ تفریح کی ہے کہ اشرف علی نے تو اہل سنت کو مساکت سے بچانے کی کوشش کی ہے۔

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ط

صاحب رسالہ عقائد و ہائیت کی سولھویں عبارت

یعنی

عوام الناس کو جمع کر کے سورہ ملک وغیرہ سورتیں پڑھنا اور نقد و
طعام تقسیم کرنا اور تیجہ و دسواں مقرر کرنا سب امور
بدعت ضلالہ ہیں۔

صاحب سیف یمانی نے ان امور کے نادرست ہونے پر وہی نماز چاشت
اور دعوت ختمہ والے دو حوالے پیش کر دیے جن کا جواب مفصلاً گزر چکا کہ ان میں
خیانت ہے اور مسلم شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ حدیث
مروی ہی نہیں، علاوہ بریں ان حوالوں سے اسے قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور
ان کو سند بنانا اس کے جہل کی سند ہے اور اس کا یہ دعویٰ کہ مستحسن فعل
اہتمامات کی وجہ سے نادرست اور واجب الترمک ہو جاتا ہے۔ لہ
ان دونوں حوالوں سے ثابت نہیں ہوتا نہ اس کی اور کوئی دلیل صاحب۔
سیف یمانی پیش کر سکا اور پیش کہاں سے کرتا جب کہ یہ دعویٰ حدیث کے خلاف
ہے۔

اہتمام کا حدیث سے ثبوت | حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔

لہ :- مخصاً سیف یمانی ص ۶۶

احب الامور انی اللہ اذ وہما^۱ اللہ تعالیٰ کو وہ کام پسند ہیں جن پر خوب اچھی طرح مدد کی جاوے
یہی نواہتمام ہوا۔ وہ اہتمام اللہ کو تو پسند اور وہاں بیہ کونا پسند۔ اپنی رائے سے
حدیث کی مخالفت کرتے ہیں اور حلال خدا کو حرام بناتے ہیں۔ اس سے بدترین عفت
اور کیا ہوگی سیف یمانی میں ہے۔

» اگر کوئی فعل فی نفسہ اچھا بھی ہو لیکن لوگ اس میں وہ اہتمام کرنے
لگیں جن کی تعلیم ہم کو شریعت نے نہ دی ہو تو وہ فعل صرف ان اہتمامات
کی وجہ سے ممنوع اور قابل ترک ہو جاتا ہے؛ لے

وہاں بیہ خود اپنے قاعدے سے پکے بدعتی ہیں!

وہاں بیہ کا یہ ایک دعوے ہے جس سے انہوں نے بہت سے امور نیک
اور خیر کے کاموں کو روک دیا اور معصیت ٹھہرا دیا۔ مگر اس دعوے کی کوئی دلیل
ان کے پاس نہیں ہے۔ علاوہ بریں کیا اس قاعدہ کلیہ کے تحت دیوبندیوں
کے مدارس نہیں آتے ان میں تو اس قدر اہتمامات ہیں کہ تیجے۔ فاتحہ بعس گیا جو
مجالس ذکر شہادت و غیرہ کے مجموعہ میں بھی نہیں۔ اگر یہ اہتمام وہاں بیہ کے عقیدہ میں
اچھے فعل کو بھی ممنوع کرتے ہیں تو وہاں بیہ! پہلے ان مدارس کی بدعتوں کو مٹا
اور اس معصیت سے باز آؤ؟ جو بقول تمہارے معصیت و گناہ ہیں۔ مسجدوں میں
چارپائیاں رکھی ہیں اور یہ اہتمام ہے کہ مردوں ہی کے کام آئیں۔ مردہ انہیں پر
لیجایا جائے۔ یہ اہتمام کہیں نہ مانہ اقدس میں تھا۔ دستار بندی کے جلسے اور
ان کے اہتمام جس حدیث میں آئے ہوں وہ پیش کرو۔ ورنہ بقول خود اس

بدعت سے باز آؤ۔ تمہارے سر پر تو بدعت کی دستار بندھی ہے تمہارا تو ہر
ہر فعل بدعت ہے۔

وہابیہ کے خاتم المحققین نے وہابیہ کی جھوٹی پٹری پھونک دی

مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی جنہیں سیف یمانی میں۔
خاتم المحققین اور آیۃ من آیات اللہ لکھا ہے وہ سیف یمانی کے اس قاعدہ کو
خاک میں ملا رہے ہیں۔ دیکھو مجموعۃ الفتاویٰ جلد اول ص ۵۲۱۔

”کتب فقہ میں نظائر اس کے بہت موجود ہیں کہ ازمنہ سابقہ میں ان کا
وجود نہ تھا مگر بسبب اعراض صالحہ کے حکم اس کے جواز کا دیا گیا ہے“

صفحہ نمبر ۲۹۴ پر ہے

”الوداع یا الفراق کا خطبہ آخر رمضان میں پڑھنا اور کلمات حسرت و رخصت
کے ادا کرنا فی نفسہ امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت و توبہ سامعان
ہوتے تو امید ثواب ہے مگر اس کے طریقہ کا ثبوت قرونِ ثلاثہ میں نہیں“

آلخ۔ جلد دوم صفحہ نمبر ۴ پر ہے۔

”و کسی کہ میگوید کہ وجودیہ و شہودیہ از اہل بدعت اند قولش قابل اعتبار نیست و
نشاء قولش جہل و ناواقفیت است از احوال اولیاء و از معنی توحید و وجودی و
شہودی و شاعرے کہ ذم ہر دو فرقہ ساختہ قابل ملامت است“

صفحہ نمبر ۴۲۱ پر ہے۔

”شغل برزخ اس طور پر کہ حضرات صوفیہ صافیہ نے لکھا ہے نہ شرک نہ
ضلالت ہاں افراط و تفریط منجر ضلالت کی طرف ہے۔ تصریح اس کی مکتوبات
مجدد الف ثانی میں جا بجا موجود ہیں۔

جلد سوم صفحہ نمبر ۸۸ میں ہے۔

سوال :- وقت ختم قرآن در تراویح سہ بار سورۃ اخلاص میخوانند مستحسن

است یا نہ۔

جواب :- مستحسن است۔

ص ۱۲۶ پر ہے۔

”بسم اللہ نوشتن بر پیشانی میت از انگشت درست است یا نہ“

جواب

”درست است“

ص ۱۵۲ میں ہے۔

”در مجالس مولد شریف کہ از سورۃ والضحیٰ تا آخر میخوانند البتہ بعد ختم ہر سورت

تکبیر میگویند رقم شریک مجالس متبرکہ بودہ این امر را مشاہدہ کردہ ام ہم در مکہ معظمہ وہم۔

در مدینہ، سورہ وہم در جہدہ“

ص ۱۲۱ پر لکھتے ہیں۔

پارچہ جھنڈا سالار مسعود غازی در مصرف عود آرد یا تصدیق نماید۔

جواب :- ظاہر اور استعمال پارچہ مذکور بصرف خود وجہی موجب بڑھ کائی

باشند نیست و اولیٰ آنست کہ بسا کین و فقر اوہد۔

کچھ دیکھا کہاں گیا تمہارا من گھڑبت قاعدہ۔ تمہارے خاتم المحققین نے جن کو

تم آیت من آیات اللہ کہتے ہو تمہارے ہی پرزے اڑا دیے۔

شرح سفر السعادت کی عبارت کا جواب

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک عبارت صاحب

سیف یمانی نے پیش کی اس میں یتیموں کے مال کو بغیر وصیتِ مورت صرف کرنا منع فرمایا ہے۔ اور یہ منع حق ہے۔

اہل سنت تیجہ ایصالِ ثواب کو جائز و مستحب کہتے ہیں۔ نہ پرانے مال کا بے وصیت خرچ کرنا یہ تو ایسا ہوا کہ اگر کوئی عالم کہے کہ رشوت اور چوری کے مالوں میں سے زکوٰۃ دینا اور بے نیت ثواب راہِ خدا میں خرچ کرنا حرام ہے اس سے کوئی وہیڑا یہ نتیجہ نکالے کہ زکوٰۃ اور خیرات ہی حرام ہے۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ نیک کام صرف اہتمام سے ناجائز و ممنوع ہو جاتے ہیں۔ اور دلیل یہ لائے کہ پرانے مال کا بے وصیت صرف کرنا جائز ہے، وہی اپنا شعر ہے

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الایا ایہا الساقی بک کاسا ونا ولسما
پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لو۔

سوم کی بحث | پھر اس عبارت سے سند لاتے وقت یہ بھی ظاہر کرنا ضرور تھا کہ ارتکاب تکلفات جس کو اجتماعِ سوم میں شیخ نے منع فرمایا ہے وہ تکلفات کیا تھے تاکہ معلوم ہوتا کہ حکم ممانعت کس چیز پر ہے۔ شیخ کے زمانہ کو صدیاں گزر گئیں جب تک یہ واضح نہ کر دیا جائے کہ اُس وقت کے لوگ کس قسم کا اجتماع کرتے تھے اور کیا تکلفات عمل میں لائے تھے اُس وقت تک عبارتِ شیخ سے استدلال محض ہرزہ سرائی ہے اگر آپ یہ نماز کریں کہ اس عبارت کے اوّل میں قرآن خوانی بر سرِ قبر وغیرہ اور میت کے لئے غیر وقت نماز میں جمع ہونا بدعت و مکروہ کہا ہے۔

تو اس کی نسبت بھی گزارشس کر دیا جائے کہ یہ جناب کی خیانت ہے کہ مسئلہ لکھا مراد ظاہر نہ کی۔ لفظ برائے میت کس طرف مشیر ہے کچھ خبر ہے۔

اور قبر پر ختم قرآن پڑھنا مکروہ کس معنی سے ہے۔
 شرح سفر السعادت میں اس مسئلہ کے متعلق سیف یمانی کی نقل کردہ عبارت
 کے کچھ بعد فرماتے ہیں۔

شیخ ابن ہمام در شرح ہدایہ گفتہ کہ
 اختلاف کردہ اندوز نشانندان قاریا
 قرآن خوانی کے لئے قاریوں کو قبر
 کے پاس بٹھانے میں اختلاف ہے
 تاہم بخوانند زوق قبر و مختار عدم کراہت
 اور مختار عدم کراہت ہے۔
 است۔ لے

صاحب سیف یمانی کی شرح سفر السعادت کی عبارت میں قطع و برید

اب کہاں گئی وہ کراہت۔ ادھی عبارت لکھ دی اور ادھی چھوڑ دی اور چھوٹی
 بھی وہ جس میں مذہب صحیح و راجح کا بیان تھا۔ ایسی قطع و برید کرو تو جو چاہو کتابوں
 کی طرف نسبت کر کے جاہلوں کو دھوکہ دے سکتے ہو۔

نیز یہی شیخ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

و مختار آنت کہ خواندن قرآن بر
 مختار مذہب یہ ہے کہ قرآن کا پڑھنا
 سر قبر مکروہ نیست خلافاً لبعض کذا
 قبر پر مکروہ نہیں ہے بخلاف بعض
 قال الشيخ ابن الہمام۔ لے
 کے ایسے ہی ابن ہمام نے فرمایا۔

فتاویٰ بزازیہ کی عبارت کا جواب | اس کے بعد صاحب سیف
 یمانی نے فتاویٰ بزازیہ کی

عبارت اہل میت کے سوم کا کھانا تیار کرنے کے متعلق نقل کی ہے اور یہ نہیں

ظاہر کیا کہ اس میں برادری کی دعوت کو مکروہ کہا گیا ہے۔ اور نہ بزازیہ کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

وان اتخذوا طعاماً للفقراء
کان حسناً۔
اگر اہل میت فقراء کے لئے کھانا تیار
کریں تو بہتر ہے۔

سوم کے کھانے کی بحث | اتنا علم تو صاحب سیف یمانی کو کہاں ہو گا کہ
برادری کی دعوت کے متعلق بزازیہ کا قول فقہانے

دیکھا ہے اور اس کی کراہت کو خلاف حدیث بتایا ہے۔ اور حدیث حریر
بن عبداللہ جو بزازیہ کے حکم کراہت کا مدلل ہے اس کو طعام وقت موت پر حمل کیا
ہے اس کے علاوہ طعام بعد دفن کے جواز پر حضرت عاصم ابن کلیب کی حدیث
سے استناد کیا ہے۔ حلی میں ہے۔

ولا یخلوا عن نظر لانه لا دلیل
علی الکراهة الا حدیث جریر
ابن عبداللہ للتقدم وانما
یدل علی کراهة ذلك عند
الموت فقط علی انه قد عارض
ما رواه الامام احمد بسند
صحیح والبوداؤد عن عاصم بن
کلیب عن ابیہ عن رجل من
الانصار قال خرجنا مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فجئنا زرة فرأیت رسول اللہ صلی اللہ

بزازیہ کا کلام نظر و اعتراض سے خالی
نہیں کیونکہ اس میں حدیث جریر ابن
عبداللہ کے سوا کراہت کی کوئی دلیل
نہیں اور حدیث جریر فقط موت کے
وقت اہل میت کے کھانا تیار کرنے
کی کراہت پر دلالت کرتی ہے۔ علاوہ
برین یہ بات ہے کہ اس کے معارض
وہ حدیث ہے جسکو امام احمد نے بسند
صحیح والبوداؤد نے عاصم ابن
کلیب سے انہوں نے اپنے والد سے
انہوں نے ایک انصاری سے روایت

عليه وسلم وهو على القبر يومى
 الحاضر يقول اوسع من قبل جليبه
 اوسع من قبل رأسه فلما رجع
 استقبله داعى امراته فجاء و
 جى بالطعام فوضع يده وضع
 القوم فاكلوا ورسول الله صلى
 الله تعالى عليه وسلم يلوى
 لقمة في فيه ثم قال انى اجدتم
 بشاة اخذت بغير اذن اهلها
 فسئلت المرأة تقول يا رسول
 الله انى ارسلت الى البقيع استرى
 شاة فلم اجد فارسلت الى
 جارلى قد اشتري شاة انت
 يرسل الى بطنها فلم يجد فارسلت
 الى امراته فارسلت بها الى
 فقال (رسول الله) صلى الله عليه
 وسلم اطعميه الاسارى
 فهذا يدل على اباحة صنع اهل
 الميت الطعام والدعوة

کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ساتھ ایک جنازہ میں گئے ہیں نے
 حضور کو دیکھا قبر پر گورکن کو فرماتے
 تھے کہ قبر کو پانتی سے کٹا دہ کر۔
 سر ہانے سے کٹا دہ کر پھر جب دفن
 کر کے واپس ہوئے تو حضور کو میت
 کی بی بی کی طرف سے ایک دعوت
 کرنے والا بلا حضور وہاں تشریف
 لائے۔ اور کھانا حاضر کیا گیا حضور
 نے اس میں اپنا دست مبارک
 لکھا اور قوم نے ہاتھ ڈالے اور کھانا
 شروع کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
 دہن اقدس میں لقمہ چباتے تھے
 تو فرمایا میں ایسی بکری کا گوشت
 پاتا ہوں جو اپنے مالک کے بغیر اجازت
 ذبح کی گئی۔ عورت سے دریافت کیا
 گیا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ
 میں نے بقیع کی طرف بکری خریدنے
 بھیجا نہ ملی۔ تو میں نے اپنے پڑوسی

الید۔ لے کے پاس جس نے بکری خریدی تھی۔

پیام بھیجا کہ جس قیمت پر تم نے بکری خریدی ہے میرے پاس بھیجو وہ نہ ملا تو میں نے اس کی عورت کے پاس آدمی بھیجا اس نے مجھے بکری بھیجی حضور نے فرمایا کہ اسیروں کو کھلا۔ یہ حدیث اہل میت کے کھانا تیار کرنے کی اباحت اور اس کی دعوت دینے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

کیوں جناب کچھ کھلیں آنکھیں کہ بزازیہ کے حکم کو فقہانے مجروح کر دیا
ملا علی قادی کی عبارت کا جواب اور صاحب سیف یمانی کی قیادت

صاحب سیف یمانی نے بحوالہ ملاں علی قادی ایک عبارت علامہ طیبی کی نقل کی ہیں۔ آپ کی نقل تو ہمیشہ غلط ہی ہوا کرتی ہے مگر یہاں ایک کمال اور ہے کہ آپ سے اس عبارت کا ترجمہ بھی نہ ہو سکا۔ عجب باکمال ہیں کہ جس عبارت کا ترجمہ بھی نہ کر سکیں اسی کو سند میں پیش کر دیں۔ اس حیاداری پر آفریں۔ اس عبارت میں ہے۔

من امر علی امر مندوب وجعل عرفا ولم یعمل بالخصصۃ

اس میں ”جعل عرفا“ کا ترجمہ صاحب سیف یمانی سے نہ ہو سکا اس کے ترجمے میں آپ لکھتے ہیں اور اس کو عزیمت قرار دے لے۔ ہیں تولتے سادہ لوح اور بھولے کہ یہ بھی نہیں جانتے کہ عزیمت کسے کہتے ہیں اور استدلال کے لئے مستعد کسی لغت ہی میں دیکھ لیا ہوتا عربی کی فہم دشوار تھی تو منتہی الارب ہی میں تلاش کیا ہوتا جو اکثر فارسی کے ترجموں سے لغات کا حل کرتا ہے اس میں لکھا ہے۔

عزيمة بالفتح واجب وثابت وعزيمة من عزمات الله

الحق من حقوقه او واجب مما اوجبه -

اگر آپ یہ لغت دیکھ لیتے تو آپ کو عبارت کا ترجمہ معلوم ہو جاتا۔ اب میں ترجمہ کر کے بتا دیتا ہوں۔ ترجمہ یہ ہے کہ

جس شخص نے کسی امر مستحب پر اصرار کیا۔ اور اس کو واجب سمجھا اور رخصت پر عمل نہ کیا اس پر شیطان کا فریب کچھ نہ کچھ چل گیا۔

اگر یہ ترجمہ آپ جانتے تو عبارت کی سند ہی میں نہ لاتے کیونکہ غیر واجب کو واجب جاننا اس عبارت میں مذموم بتایا گیا ہے تو تیجہ فاتحہ چالیسویں وغیرہ کو کوئی بھی واجب نہیں جانتا لہذا یہ عبارت اس سے متعلق ہی نہیں ہوتی اگر کسی زمانہ کے لوگ ایسا سمجھنے لگے ہوں تو ان کا حکم آج کل کے مسلمانوں پر کیسے جاری ہو سکتا۔

لا تزداد ذرۃ ذرا آخری -

شرح منہاج کی عبارت کا جواب

سیف یمانی میں امام نووی کا قول نقل کیا ہے اور شرح منہاج کا حوالہ دیا ہے۔ کوئی حوالہ اس شخص کا قابل اعتبار نہیں باوجود اس کے ترجمہ غلط کیا ہے عبارت میں تو یہ ہے۔

”اطعام الطعام فی الايام المخصوصة“

اور ترجمہ یہ کیا ہے۔

اور خاص خاص دنوں میں (فقیروں) کو کھانا کھلانا ہے

۱۔ سیف یمانی ص ۶۸

فقیروں کا لفظ عربی عبارت میں کہیں نہیں تھا اس کو اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ پھر یہ بھی خلاف تصریحات فقہاء کے لکھا عالمگیری حلی اور انہیں کے پیش کردہ فتاویٰ بزازہ میں تصریح ہے کہ فقیروں کے لئے کھانا نیا کرنا حسن ہے۔

اس طرح کی ہونہار کاری کرو تو جس عبارت سے جو چاہو مطلب نکال لو ایک لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا اور کچھ کا کچھ بنا دیا۔ مگر وہاں بیت کی بدقسمتی کام پھر بھی نہ چلا کہ اس عبارت میں حکم یہ ہے ”بدعت“ جس زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ ایام مخصوصہ میں کھانا کھلانا بدعت ہے۔ پھر اس سے ناجائز ہونا کس طرح ثابت ہوگا۔ ایسے تو جماعت تراویح کے لئے بھی بدعت کا لفظ حدیث میں موجود ہے تو کیا اس سے کراہت ثابت ہوگئی۔ اس مسئلہ کی تحقیق ہم اوپر شرح سفر السعادة کی عبارت کے جواب میں لکھ چکے ہیں کہ صحیح یہ ہے کھانے کو کھانا کر وہ نہیں۔ اور اس پر حدیث بھی پیش کی جا چکی ہے اور حدیث کے موجود ہوتے ہوئے اگر کسی کا قول اس کے خلاف بھی ہوتا تو متروک ہو جاتا۔

صاحب سیف یمانی کا وصیت نامہ حضرت شاہ ولی اللہ عظیمی علیہ السلام

صاحب سیف یمانی نے شاہ ولی اللہ صاحب کے وصیت نامہ کی ایک عبارت نقل کی ہے اور وہ بالکل فضول نقل کی ہے اس میں کہیں نہیں ہے کہ تیجہ ناجائز ہے بلکہ تہیلم فاتحہ برسی میں اسراف کرنے کو بُرا بتایا ہے۔ اس سے تیجہ فاتحہ عرس کی ممانعت کہاں نکلی بلکہ اجازت نکلی کہ اسراف بُرا ہے یعنی بے اسراف درست ہے۔ اور ظاہر ہے کہ صدقہ و ایصال ثواب کو تو کوئی اسراف کہہ نہیں سکتا اس کے علاوہ اگر کوئی اور اسراف ہو تو وہ تیجہ اور چالیسویں میں داخل نہیں اس کے مذموم ہونے سے اسراف کا ترک لازم آتے گا نہ کہ تیجہ فاتحہ چالیسویں وغیرہ کا۔ شاہ صاحب

کا یہ لفظ کہ مصلحت آنت اس طرف مشیر ہے کہ اس کے زمانہ کی جس رسم کو روکنا چاہتے ہیں وہ ناجائز ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ بر بنائے مصلحت احتیاط ہے۔ پھر یہ شاہ صاحب کی وصیت میں بیان نہیں کہ رسم سے کیا مراد ہے۔

صاحب سیفِ یمانی نے اس سے ترجمہ مراد

سیفِ یمانی کا قریب

لیا اس پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں اور

وصیت میں جو لفظ نہیں ہیں اس کو اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ یہ شاہ صاحب کے لفظ تو نہ ہوتے خود اپنے ہی لفظ ہوتے۔ عجیب مدعی ہے کہ اپنے ہی کلام کو سند بنا کر پیش کرتا ہے کسی علم والے کی صحبت سے بہرہ ور ہوا ہوتا تو ایسی جاہلانہ باتیں تو نہ کرتا۔

سیفِ یمانی کا عبارت تفسیر فتح العزیز کو بے فائدہ پیش کرنا

صاحب سیفِ یمانی نے تفسیر فتح العزیز کے حوالہ سے ایک عبارت پیش کی ہے جو اس کو تفسیر مذکور میں تو دیکھنی نصیب نہیں ہوئی ہے۔ باوجود اس کے اس میں ضروری انگاشتن کا لفظ ہے اس سے صرف اتنا نتیجہ نکلتا کہ روز سوم کی تخصیص کو ضروری قرار دینا شرعییت میں ثابت نہیں ہے اور ضروری قرار دینا واجب سمجھنے کا ترجمہ ہے لہذا یہ عبارت بھی اس کو کچھ مفید نہیں ہے۔

تفسیر فتح العزیز سے فاتحہ چالیسویں وغیرہ کا ثبوت

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تو تفسیر فتح العزیز میں یہ فرماتے ہیں۔

وعدونہ نگاں ببردگاں دریں حالت اس حالت میں مردوں کو زندوں کی مدد

زود ترمی رسد و مردگان منتظر
 لحوق مدد ازیں طرف میباشند
 و چنان گمان می برند کہ هنوز زندہ ایم
 ولہذا در حدیث شریف در احوال قبر
 واکرست کہ مرد مسلمان در آنجا میگوید
 کہ دَعُوْنِيْ اَصْلِيْ یعنی بگذارید مرا ترا
 نماز خوانیم و نیز در دست کہ مردہ در
 آن حالت مانند غریق است کہ انتظار
 فریادری میبرد و صدقات و ادعیہ
 فاتحہ دریں وقت بسیار بکار آرد
 آید و ازیں جہت کہ طوائف بنی آدم
 تا یک سال و علی الخصوص تا یک چلہ
 بعد موت دریں نوع امداد کوشش
 تمام می نمایند و روح مردہ نیز در
 قرب موت در خواب و عالم مثل ملاقات
 زندگان می کند۔ و مافی الضمیر خود را
 اظہار می نماید۔ لہ

ملاقات کرتی ہے اور اپنا مافی الضمیر کہتی ہے۔

اب دیکھئے کہ برسی اور چالیسویں تک کی ہر ایک فاتحہ تیجہ۔ دسواں۔ بیسواں وغیرہ

بہت جلد پہنچتی ہے اور مرد اس طرف
 سے مدد پہنچنے کے منتظر ہوتے ہیں ان کو
 گمان ہوتا ہے کہ ہم زندہ ہیں۔ اسی
 لیے حدیث شریف میں احوال قبر میں
 وارد ہے کہ مسلمان آدمی وہاں (ذکرین
 سے) کہتا ہے مجھے چھوڑ دو میں نماز
 پڑھوں گا۔ اور یہ بھی وارد ہے کہ مرد
 اس حالت میں ڈوبتے کی مثل فریاد
 رسی کا منتظر ہوتا ہے اور صدقے
 دعائیں۔ فاتحہ اس وقت اس کے
 بہت کام آتی ہیں۔ یہی باعث ہے
 کہ بنی آدم کے گروہ ایک سال
 تک اور خاص کر چالیس روز تک
 موت کے بعد اس میں امداد اور
 پوری کوشش کرتے ہیں۔ اور مردہ
 کی روح بھی موت کے قریب خواب
 اور عالم مثال میں زندوں سے۔

۱۷۔ تفسیر فتح العزیز پارہ ۴ علم سورہ اذالسماء الشقت۔

سب کچھ اس میں آگیا اور شاہ صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ بہت کار آمد ہے اور مردہ ڈوبتے کی طرح اس کا انتظار کرتا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی تیجہ ہوا !

شاہ صاحب کے تمام خاندان میں تیجے کا رواج تھا۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تیجہ ہوا۔ شاہ صاحب نے اپنے بھائیوں کا بھی تیجہ کیا۔ شاہ صاحب کے ملفوظات میں ہے۔

روز سوم کثرت ہجوم مردم آں قد بود	تیجہ کے روز آدمیوں کا ہجوم اس کثرت
کہ بیروں از حساب است ہشتاد و	سے تھا کہ شمار میں نہیں آسکتا کیا سی
یک ختم کلام اللہ بہ شمار آمد و زیادہ	ختم کلام اللہ شریف شمار میں آئے۔ اور شاہ
ہم شدہ باشد و کلمہ را حفر نیست	اور زیاد بھی ہو گئے ہوں۔ اور
	کلمہ کی تو انتہا ہی نہیں۔

یہ ہیں صاحب سیف یمانی کے مانے ہوئے شاید۔ اور یہ ہیں ان کی شہادتیں۔
صاحب سیف یمانی کا وصیت نامہ قاضی ثناء اللہ صاحب سے جا استدل

اسی طرح قاضی ثناء اللہ صاحب کے وصیت نامہ کی عبارت جس کا مضمون
یہ ظاہر کیا ہے کہ

” مرنے کے بعد دنیوی رسمیں جیسے دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں چھ ماہی

اور برسی کچھ نہ کی جائے۔ لے

اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس میں یہ بتایا ہو کہ یہ امور ممنوع و ناجائز ہیں۔

نادان کو اتنی فہم نہیں کہ جس عبارت کو سند بنا کر پیش کرتا ہے۔ اس میں اس کے مدعا کی ہوا بھی نہیں بلکہ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ قاضی صاحب کے وصیت نامہ میں یہ مضمون ہے تو صاحب سیفِ یمانی کو تیجے۔ دسویں۔ بیسویں۔ چالیسویں۔ چھ ماہی برسی کے بدعت کہنے کی کوئی سبیل ہی باقی نہیں رہی۔ بلکہ اس کو ماننا پڑے گا کہ یہ امور ہرگز بدعت نہیں کیونکہ ان کو قاضی صاحب نے رسمِ دنیوی بتایا ہے اور صاحب سیفِ یمانی شاہ ولی اللہ صاحب کے وصیت نامہ کی عبارت کے ترجمے میں تیجے اور رسم دینا کہہ چکا ہے۔ تو جب یہ دنیوی رسمیں ہوتیں اور ان کے کرنے والوں نے انہیں داخل دین نہ سمجھا تو باقر صاحب سیفِ یمانی تیجے۔ دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں برسی۔ عرس کوئی چیز بدعت نہ ہوئی اور اس کو بدعت کہنا غلط اور جھوٹ ہے۔ چنانچہ سیفِ یمانی میں لکھا ہے۔

”چونکہ امور مندرجہ فی سوال کو داخل دین نہیں سمجھا جاتا لہذا یہ چیزیں

سرے سے بدعت ہی نہیں بلکہ مباح الاصل ہیں“ لے
 ۶۔ شہادت اس کو کہتے ہیں کہ خود ہوا دشمن

صاحب سیفِ یمانی کا قاضی ثناء اللہ صاحب پر افتراء

اب کس منہ سے بدعت کہو گے۔ شہادت اسے کہتے ہیں کہ دشمن کی زبان سے کہلوا یا۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی پر سیفِ یمانی نے طوفان باندھا۔ اور ان کی تصریحات کے خلاف یہ جعلی مضمون ان کی طرف نسبت کیا۔ قاضی صاحب تذکرۃ الموتیٰ میں فرماتے ہیں۔

۱۔ سیفِ یمانی ص ۱۰۱

حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد گفتہ
 از قدیم در ہر شہر مسلماناں جمع می شوند
 و برائے اموات قرآن می خوانند
 پس اجماع شدہ - و خللال از شعبی
 روایت کردہ بودند کہ انصار وقتیکہ کسی
 می مرد از آنها بسوئے قبر او میرفتند
 و برائے او قرآن میخواندند - لے
 حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد نے
 کہا کہ قدیم ہر شہر میں مسلمان
 جمع ہوتے ہیں اور اموات کے لئے
 قرآن شریف پڑھتے ہیں پس اس پر
 اجماع ہو گیا۔ اور خللال نے شعبی
 سے روایت کی کہ انصار میں سے
 جب کوئی مر جاتا تھا تو اس کی قبر

کی طرف جاتے تھے اور اس کے لئے قرآن شریف پڑھے تھے۔

یہ ہیں وہ قاضی صاحب جنہیں صاحب سیفِ یمانی نے بیہقی وقت کہا ہے۔ قدیم
 سے ہر شہر میں مسلمانوں کا جمع ہونا۔ اور اموات کے لئے قرآن پڑھنا یہ تیجہ ہی تو ہے
 تیجہ ہی کے لئے تو ہر شہر مسلمانوں کا معمول رہا ہے اس پر قاضی صاحب اجماع
 فرماتے ہیں تیجہ قاضی صاحب کے نزدیک اجماعی مسئلہ ہے اور اتنا ہی نہیں
 بلکہ قاضی صاحب کے نزدیک تیجہ قرودن ثلاثہ میں بھی راجح تھا اور اصحاب کرام
 بھی کرتے تھے جیسا کہ قاضی صاحب نے شعبی کی روایت سے نقل کیا۔

کہو اپنے تسلیم کئے ہوئے بیہقی وقت کی شہادت مانو گے یا اپنی ہوائے
 نفس پراڑے ہوتے رہو گے۔

ومن لم يجعل الله له نورا فما له من نور۔

صفحہ ۷۰ سے ۷۲ تک صاحب سیفِ یمانی نے تیجہ۔ دسویں۔ بیسویں
 وغیرہ کو روکنے کے لئے ایک کہانی سے کام لیا ہے۔ یہ آپ کی سندیں ہیں۔

ہیں قسم کے واقعات دیوبند اور دیوبندی سلسلہ کے مدارس کے سامنے لاتے
 ہیں تو صاحب سیفِ یمانی کو ان مدارس کی حرمت کا بھی حکم دینا پڑے گا۔
 ابھی قریب کے زمانہ میں مدرسہ دیوبند کی کیسی کیسی بدنامیاں ہو چکیں رہندستان
 نورمچے۔ جماعت میں تفرقہ پڑ گئے مگر آج تک وہابیوں نے مدرسہ کے ناجائز
 نے کافوتے صادر نہیں کیا۔ الحمد للہ کہ صاحب سیفِ یمانی کی وہ شہادتیں جن
 اس نے ناز کیا تھا بے پردہ ہوئیں ان کی تمام فریب کاریاں اور چالبازیاں
 ہو چکیں۔ خداوندِ عالم ہر مسلمان کو ایسی فریب کاری سے بچائے ایسی۔
 شہادتیں کو ایماندار پسند نہیں کرتا۔ یہ آپ ہی کو مبارک رہیں۔ حیا دار
 ہی شہادتوں کو شہادت کہتے ہوتے بھی شرماتے گا۔ مگر وہابیہ کے
 تو یہ معاملہ ہے۔ ع

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن :-

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی سترھویں عبارت
یعنی

سئلہ علم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک علم غیب عطائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ماننا بھی محض خرافات اور باطل ہے۔ ۱۷
اس کے جواب میں صاحب سیفِ میمانی نے فتاویٰ رشیدیہ کی یہ عبارت
لکھی ہے۔

” اور جو یہ کہتے ہیں کہ علم غیب جمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ
اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ سو محض باطل و خرافات میں سے ہے۔
کہیے اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے؟“ ۱۸
جی ہاں :- اسی کو کلام ہو سکتا ہے جو قرآن و حدیث پر ایمان
رکھتا ہے اور وہی یہ کہہ سکتا ہے کہ وہابی کا یہ کلام غلط و باطل۔ اور قرآن و حدیث
کے خلاف ہے۔

حضور علیہ السلام کے لئے جمیع اشیاء کا علم

قرآن پاک میں تو یہ ارشاد ہوا۔

۱۷۔ سیفِ میمانی ص ۲۰۔ ۱۸۔ سیفِ میمانی ص ۲۰

نزلنا عليك الكتاب تبیاناً ہم نے آپ پر کتاب (قرآن پاک
 لکل شیء۔ لہ کو نازل کیا جو ہر شے کا بیان واضح ہے۔
 جمیع اشیاء کے علم عطائی کو یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے لئے ثابت کر رہی ہے۔ ایسے ہی حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فتجلی لی کل شیء و پس میرے لئے ہر چیز روشن
 عرفت۔ لہ ہو گئی اور میں نے اسے پہچان لیا۔
 جمیع اشیاء کا علم عطائی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے قرآن و حدیث
 سے ثابت ہوا۔ مسلمان قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہیں وہ فتاویٰ رشیدیہ کی
 مخالف قرآن و حدیث عبارت کو ٹھکرا دیں گے اسی مسئلہ کے ضمن میں سیف یمانی
 نے یہ بھی لکھا ہے۔

۱۰ اگر کوئی احمق علم غیب عطائی کا یہ مطلب سمجھتا ہے کہ حق تعالیٰ
 شانہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی ایسی قوت
 مدد کہ عطا فرمائی تھی جس سے آپ باختیار خود بدون اعلام خداوندی
 مغیبات کا ادراک فرما لیتے تھے (جیسا کہ بعض جاہل رضا خانوں
 سے میں نے خود سنا ہے۔) تو ایسے شخص بلاشبہ تمام اہل سنت و
 جماعت کے نزدیک کافر و مشرک ہے۔ جس طرح کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخلوق و کونین احیاء و اموات کا ثابت
 کرنے والا اگرچہ عطائی اڑے لے مشرک ہے۔ ۱۱

۱۰: النحل آیت ۸۸، ۸۹، ۹۰، مشکوٰۃ شریف ص ۳۰، سیف یمانی ص ۳۰

جاہل اور احمق کے الفاظ علمائے دین کی شان میں لکھنا یہ تو صاحب سیفِ بیدار کے اخلاق کا معمولی نمونہ ہے۔ ساری کتاب بدزبانوں گستاخیوں سے بھری ہوئی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ یہ دشمن عقل و ایمان احمق و جاہل کس کو کہتا ہے اور اس کے یہ گستاخانہ کلمے کہاں تک پہنچتے ہیں مشکوٰۃ شریف میں حدیث عبدالرحمن بن عائش میں یہ کلمے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فوضع كفه بين كتفي	اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت
فوجدت بردها بين	میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔
ثديي فعلمت ماني	اس کے فیض کا اثر میں نے اپنے سینہ
السموات والارض له	میں پایا تو آسمان زمین کی تمام کائنات

کا مجھے علم ہو گیا۔

علامہ علی قاری مرقاة شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی شرح میں یہ لفظ لکھا ہے۔

فتح علی ابواب الغيوب

یعنی مجھ پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے گئے۔

ایسے ہی علامہ طیبی نے بھی لکھا ہے۔

یہ حال و مقام تو اس سے بھی اعلیٰ ہے جس کو صاحب سیفِ بیدار نے کفو قرار دیا کیونکہ قوتِ مدرکہ حاصل ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ جملہ مافی السموات والارض دفعتاً منکشف ہو جائیں۔ یہاں تو یہ ثابت ہے کہ غیبوں کے دروازے کھل گئے۔ غیب پیش نظر اقدس ہو گئے۔

۱۶: مشکوٰۃ شریف ص ۶۹۔

نور قافی نے شرح مواہب میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نقل کیا

تالشہا ان لہ صفة بہا بصر
سوم یہ کہ نبی کو ایک وصف ایسا حاصل
الملئکة ویشاہدہم کا
ہوتا ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتے
ان للبصیر صفة بہا یفارق
اور ان کا مشاہدہ کرتے ہیں جس طرح
الاغملی رابعہا ان لہ صفة
کہ بنیا کو ایک ایسا وصف حاصل ہے
بہا یدرک ما سیکون فی الغیب
جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز
ہے چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے آئندہ کے غیبی
امور کا ادراک کرتے ہیں۔

یہی وہ مضمون ہے جس کے قائل کو صاحب سیف یمانی نے احمق اور
اہل اور کافر و مشرک کہا۔

بے دینو! اہل اللہ کو، ائمہ دین کو، سلف صالحین کو، کافر و مشرک کہتے ہو
ان ائمہ دین کو بھی رضا خانی سمجھتے ہو بات یہ ہے کہ بفضل اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت مولانا
محمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کے اور اکابر اسلام کے عقیدے ایک
مگر مصیبت تو انہیں جب معلوم ہوگی جب ان کے گھر کے پیروں کے اقوال
سنتے جائیں گے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الطائف القدس میں
فرماتے ہیں۔

نفس کلیہ بجائے جسد عارف می شود
عارف کا نفس بالکل اس کے جسم
و ذات عارف بجائے روح اوہمہ
کا قائم مقام ہو جاتا ہے اور عارف
عالم را بعلم حضوری در خود بہ بیند
کی ذات بجائے اس کی روح تمام
عالم کو بعلم حضوری طبعاً اپنے اندر دیکھتا ہے۔

یہاں فقط انبیاء کے لیے ہی نہیں بلکہ عرفا کے لئے بھی شاہ صاحب تمام عالم کا علم حضوری ثابت کر رہے ہیں وہ بھی طبعاً۔ اب کہتے شاہ صاحب کے لئے کیا فتویٰ ہے سیفِ یمانی کے مصنفین و مصدقین جن میں مولوی اشرف علی مولوی مرتضیٰ حسن۔ مولوی عبدالشکور۔ مولوی شبیر احمد بھی ہیں۔ یہ سب شاہ صاحب پر کتنے ڈبل شرک اور کفر کا فتوے دیتے ہیں۔

وہابیو!

کرو تو کچھ ہمت جہاں اور بہت سے بزرگوں کی شان میں گستاخیاں کی ہیں ایک شاہ صاحب بھی سہی۔

اب میں آپ کو وہابیہ کے امام الطائفہ تقویت الایمان والے مولوی اسماعیل کی تحریر دکھا دوں جن کی تعریف میں وہابی دفتر کے دفتر سیاہ کرتے ہیں۔ اور جن کی بدولت صد ہا گمراہیوں کے ٹھیکیدار بنتے ہیں۔

**صاحب تقویت الایمان کے نزدیک ایک معمولی آدمی کیلئے آسمان
زمین اور جنت و دوزخ کے مقامات کی سیر کا اختیار**

پس باستعانت جہاں شغل بہر مقامیکہ	شغل دورہ کی مدد سے زمین و آسمان
از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہ	بہشت و دوزخ کے جس مقام کی چاہے
متوجہ شدہ سیر آن مقام نماید و احوال	سیر کرے اور اس جگہ کے حالات
آنجا دریافت کند و با اہل آن مقام	دریافت کرے۔ اور اس مقام والوں

ع۔ غیر خدا کی استعانت کا علم بردار ہو کر ایک شرک اور کیا ۲۱

ملاقات سازو۔ لے سے ملاقات کرے۔

ایک وہابی کو تو دورہ کا شغل کر کے ایسی قوت حاصل ہو جائے کہ آسمان زمین بہشت دوزخ کے جس مقام کے چاہے اپنے اختیار سے حالات معلوم کرے اور جہاں چاہے چلا جائے اور اس مقام کے جن اصحاب سے چاہے ملاقات کرے کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں۔

سیفِ یمانی والوں کے قول پر اسمعیل دہلوی مشرک کافر

اوسیفِ یمانی والے مسکینو! اپنے گرو کو تو دیکھو؟ تمہارے عقیدے کے بموجب خدائی کے دعوے کر رہا ہے اس کے لئے کفر و مشرک کا حکم جاری کرو اور پھر یہ بھی بتاؤ کہ ایسے مشرکوں کے متبع ہو کر تم کہاں کے مومن ہو گئے؟ جنہوں نے سیفِ یمانی کی تصدیق کی ہیں۔ ان سب کے نزدیک اسمعیل کافر و مشرک ہو گئے۔ اب ذرا سیفِ یمانی والے کے اس حکم کفر و مشرک کی نبض بھی دیکھتے چلیں۔ سارے وہابی ملجاؤ؟ کیٹیاں کرو؟ مشورے لو؟ اور ایک مجموعی قوت سے یہ ثابت تو کرو کہ کفر و مشرک کا حکم جو یہاں صاحب سیفِ یمانی نے کیا ہے کسی طرح بھی صحیح ہے؟ جاہل کتاب لکھنے تو بیٹھ گیا مگر لفظوں کا ترجمہ تک بھی معلوم نہیں شرک مشرک تو کرتا ہے مگر مشرک کے معنی نہیں جانتا۔ وہابیہ کے پیشوا مولوی اسمعیل دہلوی نے مشرک کے معنی یہ لکھے ہیں۔

» مشرک کے معنی یہ کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی کی ٹھہرائی ہیں وہ چیزیں اور

کسی کے واسطے کرنی۔ لے

اب کہیے کیا یہ معنی شرک کے صادق آتے ہیں کیا کسی کی عطا کی ہوئی قوت
مدرکہ باختیار خود غیب کا ادراک اللہ نے اپنے ساتھ خاص کیا ہے۔

وہا ہیو! کیا تم ایسا ہی خدا مانتے ہو جو عنبر کی عطا کی ہوئی قوت مدرکہ کھتا
ہو؟ خدا کی ایسی شان سمجھنے والا اور عطائی قوت ادراک کو خدا کے ساتھ خاص بنانا
والا خدا کا منکر اور کافر ہے یا نہیں؟

مکینو! دین کے فادادو! عطائی قوت مدرکہ کو شرک کہنے کے یہ
معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ علم غیب میں کسی اور کی عطا کا محتاج ہے۔

نادانو! کیا تم خدا کے لئے کوئی دوسرا خدا تجویز کرتے ہو؟ ہوش میں
آؤ؟ رضوی مومن صحیح العقیدہ کو احمق و جاہل کافر و مشرک کہنے کا یہ نتیجہ ہے۔
كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

اس حکم کفر و شرک کے ثبوت میں صاحب سیفِ بمانی نے شرح عقائد و
بحر و شرح فقہ اکبر کی تین عبارتیں پیش کی ہیں اس مسکین کی یہ محتاجی قابل دید ہے کہ
تینوں عبارتوں میں سے ایک بھی اس کے مفید مدعا نہیں کسی میں یہ نہیں کہ عطائی
قوت مدرکہ کا اثبات عنبر خدا کے لئے شرک ہے۔ بلکہ پہلی اور تیسری میں تو علم
عطائی کا صریح اثبات ہے مگر ایسے شخص کو کیا کہا جاتے جو اپنے خلاف مدعا
عبارت نقل کر ڈالی۔ مہربانی کر کے صاحب سیفِ بمانی اپنے کلمے جاہل و احمق
اپنا اوپر کہہ کر اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر لے۔ رہی بجز کی عبارت وہ خانیہ سے
نقل کی ہے۔ اور خانیہ میں لفظ قالوا کے ساتھ لکھا ہے اور لفظ قالوا
مرجوحیت و اختلافات پر دلالت کرتا ہے۔

لے۔ تقویت الایمان ص ۵

روا مختار میں ہے۔

لفظة قالوا تذکر فیما قیہ خلاف معدن الحقائق۔

وخراتہ الروایات میں ہے۔

وفی المضمرة والصحة انه لا یكفر لان الانبیاء علیہم
الصلوة والسلام یعلمون الغیب و یعرض علیہم الاشیاء
فلا یكون کفراً۔

صاحب سیفِ یمانی نے ایک عبارت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث
ملوئی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فتح العزیز سے نقل کی ہے وہ بھی مدعا سے علاقہ نہیں
کھتی۔ شاہ صاحب لوازم الوہیت ذکر فرماتے ہیں علم غیب عطائی کو کون لوازم الوہیت
سے کہتا ہے آخر میں شرح عقائد کی ایک عبارت لکھ دی ہے۔

اولاً :- تو وہ عبارت کاہن کے متعلق ہے۔

ثانیاً :- اس پر انہوں نے کوئی حکم نہیں دیا نہ کفر کا نہ شرک کا۔

ثالثاً :- اس کے بعد ہی علم غیب کا اثبات اس میں انبیاء و اولیاء کے

لئے بصراحت مذکور تھا۔ اس سے اگلی چہرا گیا اور یہ صاحب سیفِ یمانی اور اس
کے ہم مذہبوں کی عادت ہے کہ کتابوں کی عبارتوں میں قطع و برید کرتے ہیں اور
و مخالف مدعا ہو اس کو چھوڑ جاتے ہیں۔

شرح عقائد میں اس کو یہ نظر نہ آیا۔

ماصل کلام یہ ہے کہ علم غیب ایسا

امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ متفرد

ہے بندوں کو اس کی طرف راہ نہیں

مگر اسی کے علم دینے یا الہام کرنے

بالجملہ العلم بالغیب امر

تفرد بباللہ تعالیٰ لا سبیل

الیہ للعباد الا باعلام منہ

اولہام بطریقۃ المعجزۃ

ادالکرامۃ الخ لہ سے بطریقہ معجزہ یا کرامت کے۔
اس میں صاف تھا کہ غیب کا علم باعلام الہی ہوتا ہے۔ اس کو شرک و
کفر قرار دینا محض فریب و باطل ہے۔

رسالہ عقائد و ہابیب کی اٹھارہویں عبارت

یعنی

دیوبندیوں کے نزدیک امتیوں کا عمل میں انبیاء سے بڑھ جانا

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے عمل کم بھی
ہو جاتے ہیں اور امتی عمل میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔ الخ لہ
وہابیہ کے پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے۔
انبیاءؑ اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے
ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے
ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ لہ

وہابیہ کو انبیاء سے عمل میں فائق ہونے کا گھمنڈ

اس پر اہل سنت کا یہ اعتراض ہے کہ وہابیہ نے فضل و کمال کو علم و عمل میں
منحصر کیا اور عمل کی نسبت کہہ دیا کہ اس میں انبیاء کا ممتاز ہونا ضروری نہیں بلکہ بسا
اوقات بظاہر امتی ان کے مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ امتیوں
سے مقابلہ کرنا اور پھر ان کو ترجیح دے دینا شانِ انبیاء میں ترک ادب ہے۔

لہ: شرح عقائد ص ۱۰۱۔ سیفِ یمانی ص ۳۷۔ تحذیر الناس ص ۳۷

یہ دوسری بات ہے کہ کوئی گنوار ہو اور اسے ادب اور بے ادبی کی بات میں فرق معلوم نہ ہو۔ مگر جو کوئی ذرا سا سلیقہ رکھنے والا ہے تھذیر الناس کے ان کلموں سے اس کا دل دکھ جاتا ہے۔

رہا سیفِ یمانی کا یہ عذر کہ بظاہر کا لفظ کہنا اسے ترک ادب سے بچالینا ہے۔ یہ اس بے چارہ کا جہل ہے یا حق پوشی و باطل پوشی ہے۔ جب مولوی قاسم یہ کہہ رہے ہیں کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے تو علوم ہی میں ہوتے ہیں تو انہوں نے انبیاء کے لئے عملی تفوق تو باقی ہی نہیں رکھا اب صاحبِ سیفِ یمانی لفظ بظاہر سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔

مولوی جی بات تو پوری لکھ گئے جو انہیں کہتی تھی مگر ذرا پردہ میں کہی اتنا ہی کہہ کر رہ گئے کہ بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ اگر اہل سنت کا اندیشہ نہ ہوتا تو وہ یہ دل کی بات کھول کر بھی کہہ دیتے کہ جو امتی انبیاء سے عمل میں بڑھ جاتے ہیں وہ علماء دیوبند ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ انبیاء پر اپنی عملی فوقیت جتانی مد نظر ہے۔ چنانچہ وہابیوں نے اپنی نماز روزہ کی پابندیوں کی بہت شیخیاں ماری ہیں اور بہت اعلان کئے ہیں۔

الحمد للہ مؤمنین مخلصین جو اللہ کے لئے عبادت کرتے ہیں اپنے اعمال کو چھپاتے ہیں اس پر اترتے نہیں۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کا تو تصور بھی کسی ایماندار کے دل میں نہیں گزرتا۔ چہ جائیکہ تزجیح۔ اور پھر خطا پر شرمندگی نہیں نفعال نہیں۔ اور بقول صاحبِ سیفِ یمانی کے اگر بظاہر کا لفظ اس قسم کے مقابلہ و تزجیح کو جائز کر دیتا ہے تو یہی کلمہ جو اس کے پیشوا نے سارے انبیاء کی شان میں کہا فقط اپنے والد ہی کی شان میں لکھ کر چھاپ دے کہ۔

باقی رہا نافع اور کارآمد ہونا تو بسا اوقات بظاہر گنتے (دہابی کے بابا کی ہریر ہو جاتی ہیں بلکہ بڑھ جاتی ہیں یا ہمت کر کے مولوی قاسم صاحب کی شان میں یہ کلمے لکھ دیکھے کہ۔

مولوی محمد قاسم کو گمراہی تیار ہے تو وعظ گوئی میں۔ باقی رہا تصنیف کرنا اس میں بسا اوقات ناول نویس اور ناولٹ کے لکھنے والے بظاہر ان کے مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

یہ کہے اور لکھے اور چھاپے۔ اور یہ سمجھتا رہے کہ لفظ بظاہر موجود ہے تو بقول اس کے ان کی کچھ توہین نہیں ہوتی۔ اگر واقعی اس میں ان کی توہین نہ سمجھتا ہو تو سادہ دیوبندی مولویوں کی نسبت علیحدہ علیحدہ لکھ کر چھاپ دے۔ اور اگر یہ ہمت نہ کر سکے تو ہزار ترف اس ایمان کے جھوٹے دعوے پر کہ جو انداز سخن اپنے مولویوں کے لئے گوارا نہیں وہ شان انبیاء میں اختیار کیا جاتا ہے۔

دہابیہ کے نزدیک انبیاء کو نہ عملی فوقیت حاصل ہے نہ علمی (معاذ اللہ)

یہاں تو مولوی محمد قاسم نے عملی امتیاز کو اڑا کر انبیاء کی فضیلت فقط ایک ہی امتیاز علمی میں منحصر کی۔ اور براہین قاطعہ میں ان کے جوڑیدار نے ملک الموت کے اور شیطان کے علم کو حضور کے علم پر بڑھا کر کمال علمی کا بھی انکار کر دیا۔ اب دہابیہ کے نزدیک انبیاء کو نہ علمی فضیلت میں فوقیت رہی نہ عملی میں۔ یہ کیسی سخت تر توہین ہے۔ سیفِ یمانی لکھنے والی کمیٹی سے اس کا کچھ بھی جواب نہ بنا اور وہ اپنے نجد تک کے مہنواؤں کو بلالیں تب بھی جواب نہ دے سکیں گے۔

رسالہ عقائد و ہابیرہ دیوبندیہ کی انیسویں عبارت

یعنی

فاتحہ امین کا شربت و ہابیرہ کے نزدیک حرام ہے

وہابیرہ دیوبندیہ کے نزدیک امام حسین علیہ السلام کی نیاز کا شربت حرام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے۔

محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ روایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا دودھ پلانا چندہ سبیل شربت میں دینا نا درست اور تشبہ و افتض کی وجہ سے حرام ہے بلخصوصاً اسے اقوال بیشک بالتخصیص ایام محرم میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور واقعات کربلا کا ذکر کرنا اور سبیلیں وغیرہ لگانا اہلسنت کے نزدیک ممنوع اور ناجائز ہے کیونکہ اس میں روافض (خذلہم اللہ تعالیٰ) کے ساتھ ظاہر باہر مشابہت ہے۔ ۷

اس عبارت میں وہابیرہ نے محرم میں ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اگرچہ روایات صحیحہ کے ساتھ ہونا جائز و ممنوع و حرام بتایا۔ سبیل لگانا۔

۷۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ ص ۲۲۰۔ ۲۱۔ سیف یلانی ص ۶

دودھ پلانا۔ شربت پلانا۔ چندہ سبیل شربت میں دینا۔ سب کو ممنوع و حرام کہا۔ اور تشبہ بر و افض بتایا۔ اور حدیث مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ سے استدلال کیا۔ حدیث تو مسلم ہے مگر اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جلنا اور ان کے لئے ایصالِ ثواب کو روکنا شعا خوارج ہے اور پانی کی سبیلوں اور دودھ شربت پلانے کو منع کرنا یزید یوں کا اتباع ہے کہ انہوں نے اہل بیت سے پانی کو روکا۔ اور بند کیا۔ تو صاحب سیف یمانی کی پیش کی ہوئی حدیث مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ سے ثابت ہوا کہ مجلس شہادت اور سبیل کو منع کرنا حرام اور ناجائز اور مشابہت خوارج ہے اور یہ دعویٰ و ہابیہ کا کہ مجلس شہادت کرنا سبیلیں لگانا۔ مشابہت روافض و ناجائز ہے غلط ہے شاہ عبدالغفر صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنکے فتاویٰ کی عبارتوں کو صاحب سیف یمانی سنداً پیش کرتا ہے۔ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔

ع۔ ۱۔ سیف یمانی کی فرضی مُصنّف مولوی منظور صاحب کو حضرت امام عالی مقام سے ایسی سخت عداوت و دشمنی ہے کہ ان کا نام ان کے والد نے منظور حسین رکھا تھا مگر ان کو حضرت امام کی جانب اتنی نسبت بھی گوارا نہ ہوئی۔ لہذا اپنا نام بجائے منظور حسین کے محمد منظور بنا لیا۔ پھر اس سے بڑھ کر بیٹے کہ ان کے والد کا نام احمد حسین تھا مگر اس لائق فرزند نے ان کا نام بجائے احمد حسین کے صرف احمد رکھا۔ چنانچہ صافقہ آسمانی صدقہ پر لکھتے ہیں۔ احقر العباد ابو الطیب محمد منظور بن احمد دیکھتے اسے کہتے ہیں دشمنی کہ حضرت امام کی طرف اتنی نسبت بھی ناگوار گزری کہ لفظ حسین کی وجہ سے اپنے نام میں ہی نہیں بلکہ والد کے نام میں بھی تغیر کر ڈالا واہ سے لائق فرزند۔ کہ والد کا نام بھی آدھا کر دیا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے یہاں مجلس شہادا ایا اور نے نے سخنرانی

سال بھر میں دو مجلسیں فقیر کے یہاں ہوتی ہیں۔

ایک مجلس ذکر وفات شریف دوسری مجلس شہادت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اول کہ دسویں محرم کو یا اس سے ایک دو روز پہلے اس میں چار پانچ سو آدمی کے قریب بلکہ ہزار جمع ہوتے ہیں۔ بعد ازاں فقیر آکر بیٹھتا ہے اور حضرت حسنین رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کے فضائل جو حدیث شریف میں وارد ہوئے ہیں بیان میں آتے ہیں۔ اور ان بزرگوں کی شہادت کی خبر میں جو حدیث میں وارد ہوتی ہیں اور بعض حالات کی تفصیل اور قاتلوں کا خراب انجام مذکور ہوتا ہے اس تقریب میں بعض سختیاں جو ان کی جناب میں گزریں احادیث معتبرہ سے بیان کی جاتی ہیں۔ اسی درمیان میں بعض مرثیے جو حضرت

وہ تمام سال دو مجلس درخانہ فقیر منعقد میثوند۔

مجلس ذکر وفات شریف و مجلس شہادت حسینؑ اول کہ مردم روز عاشورا یا ایک دو روز پیش ازین قریب چہار صد کس یا پچصد بلکہ ہزار فراہم می آیند و دو میخوانند۔

بعد ازاں کہ فقیر می آید می نشیند ذکر فضائل حسنینؑ کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید آنچه در احادیث اخبار شہادت میں بزرگان و تفصیل بعض حالات و بدامالی قاتلان ایشان وارد شدہ نیز مذکور می شود بایں تقریب بعض شہادت کہ در جناب ایشان گزشتہ از روتے احادیث معتبرہ بیان کردہ می شود۔

دریں ضمن بعض مرثیہ ہا کہ از مردم غیر یعنی جن و پری حضرت ام سلمہؓ دیگر صحابہ شنیدہ اند نیز مذکور می شود

خواہاے متوحش کہ حضرت ابن عباسؓ
 دو دیگر صحابہ دیدہ اند و دلالت بر فرط
 حزن و اندوہ روح مبارک جتا رسالتاً
 صلی اللہ علیہ وسلم میکنند مذکور میگردد و
 بعد از آن ختم قرآن مجید و پنج آیت
 خواندہ بر ما حضر فاتحہ نمودہ می آید
 و دریں بین اگر شخصی خوش الحان سلام
 میخواند یا مرثیہ مشروع این اتفاق می شود
 ظاہر است کہ دریں بین اکثر حضار
 مجلس را و این فقیر را ہم وقت
 و بقعہ لاحق می شود این است
 قدریکہ بعمل می آید پس اگر این
 چیز با نزد فقیر بہیں وضع کہ مذکور
 شدہ جائز نمی بود اقدام بر آن
 اصلاً نمیکرد۔ لے
 کے ساتھ فقیر کے نزدیک جائز نہ ہو میں تو ان پر ہرگز اقدام نہ کرتا۔

وہابیہ دیوبندی کے قول سے شاہ صاحب اہلسنت سے خارج ہیں

شاہ صاحب نے محرم میں ذکر شہادت کی محفل کو جائز بھی بتایا اور اپنا

لے:- فتاویٰ عزیزی ص ۱۱۱ مجتہبائی۔

معمول بھی بیان فرمایا تو اب صاحب سیفِ میانی اور اس کے مُصدّقین مولوی اثر علی مولوی عبد الشکور مرتضیٰ حسن مولوی شبیر احمد اور مولوی رشید احمد گنگوہی سب کے نزدیک شاہ صاحب بدعتی مرتکبِ حرام امر ممنوع کے فاعل۔ ناجائز کام کرنے والے و افض کے ساتھ تشبہ کرنے والے۔ اہلسنت سے خارج۔ روافض میں داخل و تے۔ اب بتاؤ شاہ صاحب کے لئے یہ احکام لگاتے ہو یا اپنے آپ کو مخالفِ بسنت۔ دشمنِ حق و اہل حق۔ خارجی تسلیم کرتے ہو۔ ان دونوں میں سے کون سی بات سند ہے۔ اعلان فرمائیے۔

شاہ صاحب کی محفل شریف میں ایامِ محرم کا تعین ہے اور اجتماع بھی ہوتا ہے وہ صاحب اور اہل مجلس روتے بھی ہیں برسی بھی منائی جاتی ہے یعنی عرس بھی۔ ہڈائے کربلا کا کیا جاتا ہے اس میں ختم قرآن بھی ہوتا ہے۔ پنج آیت بھی پڑھی جاتی ہے۔ کھانے پر فاتحہ بھی دی جاتی ہے۔ شاہ صاحب نے تو وہاں بیت کو آگ لگا دی۔ یہ تو نوسے رضا خانی ہی نیکلے۔ انہیں شاہ صاحب کا حوالہ ذکرِ شہادت اور میل کے شربت کو حرام ٹھہرانے کے لئے دیا ہے باوجودیکہ وہ اس کو قولِ عملوں سے جائز فرما رہے ہیں۔

صاحبِ سیفِ میانی کی بدحواسی! ---

صاحبِ سیفِ میانی کی بدحواسی بھی قابلِ دید ہے۔ حدیث میں تو ذکرِ شہادتِ محضیں سبیلیں۔ دودھ شربت پلانا سب کو حرام و ممنوع ناجائز لکھا اور اس کا دلیل یہ لکھی کہ اس میں روافض کے ساتھ ظاہر باہر مشابہت ہے۔ اور حدیث میں لکھتا ہے۔

اگر سبیلوں سے صرف ایصالِ ثواب مقصود ہو اور

حضرت امام حسین علیہ السلام کی نذر کی نیت نہ ہو تو سبیلوں

کا شربت حرام نہ ہوگا۔ ۱۷

۱۸ میں حرام ہوگا اور ص ۱۹ میں حرام نہ ہوگا۔ اتنی دیر میں حکم بدل گیا۔
دوغ گورا حافظ بنا شد۔

اب کیا روافض کی ظاہر باہر مشابہت حلال ہوگئی۔ ایسی بدحواسی تھی تو
کتاب لکھنے کا کیا شوق تھا۔ اپنے کلام کو خود ہی کاٹ دیا۔ اپنی بات کا خود ہی رد
کر دیا۔ کسی جھوٹے کے کذب کی اس سے زیادہ کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ خود ہی اپنے
کلام کو جھٹلا دے۔ جو شخص اپنی بات کو جھٹلاتے ہوئے نہ شرمائے اس کا دوسروں کے
عبارتیں نقل کرنے میں کیا اعتبار۔

صاحب سیف یمانی مجلس ذکر شہادت اور سبیل اور شربت وغیرہ کے متعلق

لکھتا ہے۔

» اگر یہ چیزیں نذر و منت کے طور پر کی جائیں جیسا کہ بہت

سے عوام کالا نعام کی نسبت سنا گیا ہے تو پھر شربت وغیرہ

کے حرام ہونے میں بھی شبہ نہیں؛

فتاویٰ عزیز یہ جلد اول میں ہے۔

سوال - طعام منت بزرگاں یعنی بزرگوں کی منت

خوردن ان جائز است یا نہ کا کھانا درست ہے یا نہیں۔

جواب - خوردن ان قریباً ملخصاً یعنی اس کا کھانا قریباً

بحرام است بشرطیکہ نیت نذر

غیر اللہ باشد۔ ملخصاً نیت سے ہو۔ ۱۷

۱۷۔ سیف یمانی ص ۱۹۔ ۱۸۔ از فتاویٰ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب جلد اول ص ۹ بحوالہ سیف یمانی

فتاویٰ عزیز یہ کے ص ۹ میں یہ عبارت نہیں اسکا حوالہ بھی بد تو اسی میں غلط بتا دیا۔ یہ سوال ص ۹ پر ہے اور شاہ صاحب نے جو اس کا جواب تحریر فرمایا ہے اس میں صاحب سیفِ یمانی نے حسب عادت قطع برید سے کام لیا ہے۔ پھر بھی یہ عبارت اس کے مفید مدعا نہیں۔ کیونکہ یہاں نذر بمعنی عبادت ہے اور عرف عام میں نذر بمعنی پیشکش اور ہدیہ ہے۔ ایصالِ ثواب کے طعام کو اسی عرفی معنی میں نذر کہا جاتا ہے۔ وہ ناجائز نہیں۔ اس نذر کی نسبت شاہ صاحب فتاویٰ عزیز یہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

اس نذر کی حقیقت یہ ہے
کہ کھانے اور مال کے
خرچ کا ثواب میت کی
روح کو پہنچانا جو مسنون امر
ہے اور صحیح احادیث
سے ثابت ہے جیسا کہ
صحیحین میں سعد و غیرہ کا حال
اس کو یہ نذر مستلزم ہوتی
ہے۔ پس حاصل اس نذر کا
یہ ہے کہ وہ نسبت مثلاً
اس مقدار کا ثواب فلاں
ولی کی روح کو پہنچانا اور
ذکر ولی کا عمل مندور
کی تعیین کے لئے ہے نہ

حقیقت این نذر آنست
کہ اهداء ثواب طعام و انفاق
و بذل مال بروح میت کہ
امر لیت مسنون و از روئے
احادیث صحیحہ ثابت است
مثل ما درونی الصحیحین میں
حال ام سعد و غیرہ این نذر
مستلزم می شود پس حاصل
این نذر آنست کہ آن نسبت
مثلاً اهداء ثواب بذالقدر
روح فلاں و ذکر ولی برائے
تعیین عمل و مندورست نہ
برائے مصرف و صرف
این نذر نزد ایشان متوسلان

آن ولی میباشند۔ از اقداب
 و خدمہ و مہتر یقاں و امثال
 ذلک و ہمیں است مقصود
 نذر کنندگان بلا شبہ
 و حکمہ انہ صحیح یحب الوفاء
 لانہ قربتہ معتبرہ فی الشرع
 کرنے والوں کا یہی مقصود ہے اور حکم اس کا یہ ہے کہ یہ نذر صحیح
 ہے اور اس کی وفا واجب ہے کیونکہ وہ قربت معتبرہ فی الشرع ہے۔

سیفِ یمانی والے شاہ صاحب اور گنگوہی صاحب کا
 حکم بتائیں جنہوں نے نذر غیر اللہ کو جائز کیا

شاہ صاحب نے نذر منت کی پوری تفصیل کر دی اس کو صحیح بتایا اور اس کی
 وفا واجب کہی۔ صاحبِ سیفِ یمانی شاہ صاحب پر افسر کرتا ہے اور بغیر افسر
 کے اس کا کام ہی نہیں چلتا۔

آخر میں اپنے مولوی رشید احمد صاحب کے بھی چند لفظ دیکھ لیجئے۔
 ”جو اموت اولیاء کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں
 کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے درست ہے؟“
 صاحبِ سیفِ یمانی کے نزدیک نذر حرام ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب

رحمتہ اللہ علیہ نے اور مولوی رشید احمد نے نذر کو جائز کیا تو اس کے نزدیک
 انہوں نے حرام کو حلال کہا ان کا کیا حکم ہے۔ سیفِ میانی کے سارے مُصدقین بھی
 شاہ صاحب اور اپنے گنگوہی جی کے متعلق فتوے صادر کریں کہ وہ مسلمان ہیں
 یا کافر۔

صاحب رسالہ عقائد و ہابیبہ کی بلیسویں عبارت یعنی

وہابیبہ کے نزدیک محرم کا شربت ناجائز اور ہولی !
دیوالی کی پوری کچوری جائز

وہابیبہ دیوبندیبہ کے نزدیک ہولی دیوالی کی پوری کچوری جائز
ہے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۰۱ میں ہے ہندو تہوار ہولی
ہو یا دیوالی میں اپنے اُستاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلین یا پوری
یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں اور ان چیزوں کا لینا اور
کھانا اوستاد حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔

الجواب۔ درست ہے۔ ملخصاً۔ لے

یہ بات درحقیقت قابل دید ہے کہ محرم کی بلیسویں اور امام حسین رضی اللہ عنہ
کے ایصالِ ثواب کا شربت تو ناجائز و ممنوع و حرام بتایا جاتے۔ اور ہولی دیوالی
کی پوجا اور مشرکانہ بُت پرستی کی پوری اور کھیلین تک درست ہوں۔ اس سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ عداوت اہل اللہ سے ہے اس کا صاحبِ سیفِ یمانی
کچھ جواب نہ دے سکا اور اس نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، قدس سرہ کے

لے :- سیفِ یمانی ص ۷۹۔

ملفوظات کا حوالہ دیا۔ مگر ذرا شرماتے ہوئے عبارت نقل نہیں کی۔ اگر عبارت موافق تھی تو نقل کرنے میں جھینپ کیا تھی اس میں یہ کہاں ہے کہ محرم کا شربت ناجائز اور ہولی دیوالی کی پوری کھیلیں جائز۔ یہ بھی نہ سہی تو ہولی، دیوالی کی پوری کھیلوں کے مطلق جواز کا حکم ہی دکھا دوں۔ بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے وہ جواب تحریر فرمایا جو ایک عالم اسلام کی شان کے لائق ہے اس کے سامنے مولوی رشید احمد کا فتویٰ ذلیل ہوا جاتا تھا۔ اس لئے نقل نہیں کیا۔ اب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے الفاظ سناؤں۔

عرض ۱۔ کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے۔ یا نہیں۔

البتہ ۱۔ اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثاء کی تہوار کی مٹھائی ہے۔ بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھ لے۔
دیکھا! کچھ آنکھیں کھلیں! ہولی دیوالی کے دن تو لینے ہی کو منع فرما دیا اور تہوار کے دن کے علاوہ اور کس دن میں بھی ہولی دیوالی کا سمجھ کر لینے کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھ کر سبحان اللہ کیا جواب ہے مولوی رشید احمد کی طرح نہیں کہ وہ ہولی دیوالی کی پوری کھیلیں مطلقاً جائز کر رہے ہیں۔ اور محرم کا شربت حرام۔
صاحب سیفِ یمانی نے اس موقع پر ایک شعر بھی لکھا ہے۔ فنِ عروض کے بھی آپ ماہر ہیں وزن شعر سمجھنے میں بڑا کمال رکھتے ہیں۔ شاعر اس نظم کی داد دیں وہ شعر یہ ہے۔

۵۔ سمجھتے تھے جس کو طبیب اپنا دل اس کا کسی پرزار ہے

مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہیں!

۱۔ ملفوظات شریف جلد ۱ ص ۹۲۔

پہلے مصدقہ کی پیمائش کر کے فرمائیے تو کتنے جریب کا ہے اور تقطیع کر کے وزن بھی لکھ دینے تو میں عنایت ہوگی۔ اس سلیقہ پر مصنف بننا تو بہت ہی سجتا ہے یہ مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی کی نزاکت طبع ہے یا شیخ صاحب تھانوی کی نازک خیالی۔

مسئلہ امرکان کذب | صاحب سیف یمانی نے اس مسئلہ میں بھی حسب عادت بڑی تدلیس و تلبیس سے کام لیا ہے پہلی

بات تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اس مسئلہ کا نام امرکان کذب اہل بدعت نے رکھا ہے اب وہ اہل بدعت کون ہیں ان کے تلاش کرنے میں زیادہ دقت نہیں ہے کیونکہ اسی سیف یمانی میں بحوالہ صاحب رسالہ عقائد و ہابیراہین قاطعہ ص ۱۷۷ کے یہ عبارت نقل کی ہے کہ۔

” امرکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا “ لے

اب معلوم ہو گیا کہ امرکان کذب نام والے اہل بدعت صاحب سیف یمانی کے مقتدا و پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد وغیرہ و ہابیراہین اس نام کی اگر کچھ شکایت ہو تو انہیں سے نہ بٹ لے۔

پہلے و ہابیراہین کے چند اقوال اسی مسئلہ کے متعلق لکھے جاتے ہیں ان کو ملاحظہ کیجئے تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب میں کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔

وہابیراہین کی اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوششیں

امام الوہابیراہین مولوی اسمعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

ع ۱۔ یہ قول اس معنی میں صحیح ہے کہ مصنف براہین سے پہلے امام الطائفہ مولوی اسمعیل دہلوی امرکان کذب کا بہت شور مچا چکے ہیں۔ لے:۔ سیف یمانی ص ۱۷۷۔

اولاً۔ لاسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد۔
 ثانیاً۔ بعد اخبار ممکن است کہ ایشان را فراموش
 گردانند شود پس قول با محال وجود
 مثل اصلاً منجر بہ تکذیب نصی از نصوح
 گردو۔ ۲۔
 ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہو۔
 ممکن ہے کہ بعد اخبار یہ آیت لوگوں کو بھلا
 دی جائے گی اب اگر حضور کی مثل دوسرا ہو سکا
 تو بندوں کا کسی آیت کو جھوٹا کہنا لازم نہ
 آتے گا۔

معاذ اللہ یہ خدا کی شان ہے کہ جھوٹ بولنے میں اس کو بندوں کا ڈر ہے۔
 بندوں کو خبر نہ ہو تو پھر جھوٹ میں روک ٹوک ہی نہیں۔ یہ ہیں وہابیہ کے ناپاک گندے
 گھٹاؤ نے عقیدے پھر اسی میں لکھا ہے۔

ثالثاً۔ عدم کذب را از کمالاً حضرت حق سبحانہ
 می شمارند و اور اجلسانہ بآن مدح میکنند
 خلاف افرس و جماد کہ ایشانرا کسی بعد کذب
 مدح نمی کند و بظاہر است کہ صفت کمال
 ہمیں است کہ شخصے قدرت تکلم بکلام کا ذاب
 می دارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضائے
 حکمت تبرہ از شوب کذب تکلم بکلام کا ذاب
 نمی نماید۔ ہماں شخص مدوح میگردد و خلاف
 کسیکہ لسان او مادف شدہ یا ہر گاہ ارادہ
 تکلم بکلام کا ذب می نماید آواز او بند میگردد
 بلکہ دیگر دین اور ابندی نماید این اشخاص
 نزد عقلا قابل مدح نیستند۔ بلخصاً ۳۔
 جھوٹ نہ بولنے کو اللہ کے کمالات سے
 گنتے ہیں۔ اس سے اس کی مدح کرتے ہیں
 بخلاف گونگے اور پتھر کے ان کو کوئی عدم
 کذب کے ساتھ مدح نہیں کرتا ظاہر ہے
 ۔۔ کہ اور پر صفت کمال یہی ہے کہ
 کذب پر قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ معلومت
 اس کی آلائش سے بچنے کے لئے جھوٹ بات
 نہ بولے وہی شخص قابل تعریف ہوتا ہے بخلاف
 اس کے جس کی زبان ماؤف ہو گئی ہو۔ یا
 جب کبھی جھوٹ بات بولنے کا ارادہ کرے اسکی آواز
 بند ہو جائے۔ یا کوئی اس کا منہ بند کر دے۔
 یہ لوگ عقلمندوں کے نزدیک قابل تعریف نہیں ہیں۔

اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کے لئے جھوٹ جیسے قبیح اور گندے عیب کی نسبت کرنے اور اس کا امکان ثابت کرنے پر ہی اکتفا نہیں بلکہ تمام صفات کمالیہ کے خلاف کا ممکن اور تحت قدرت ہونا وصف کمال ہونے کے لئے ضروری کر دیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الْحَيُّ وَهُوَ زَئِدٌ هُوَ تَوَابٌ اس بد نصیب کے نزدیک حیات الہی جب کمال ہوگی۔ جبکہ معاذ اللہ اس کی موت ممکن ہو۔

وہ عَدِيْمٌ هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ۔

تو ان گمراہوں کے نزدیک اس کا عالم ہونا جب ہی صفت کمال ہوگا جب وہ جاہل ہو سکے اور اس کا جاہل ممکن ہو۔

اس کی صفت ہے لَا تَأْخُذُ كَاسِنَّةٍ وَلَا نَوْمٍ۔

تو ان بد عقیدوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے لئے اونگ اور نیند دونوں ممکن ہیں۔

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔

آسمان و زمین اور ان کے تمام کائنات کا مالک ہے۔ تو یہ وصف وہابیہ کے نزدیک جب ہی قابل مدح ہو سکتا ہے جب اس کا مالک نہ ہونا بھی ممکن ہو۔ اس کی شان ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

تو اس کا ہر شے پر قدرت رکھنا وہابیہ کے نزدیک جب ہی قابل تعریف ہوگا جبکہ وہ عاجز بھی ہو سکے۔

(معاذ اللہ) عبارت ہے کہ کفریات کا کلیہ ہے۔

بد نصیب نے یہ تو کہا کہ زبان ماؤف ہو گئی ہو یا جھوٹ کا ارادہ کرنے

کے وقت کوئی اس کا منہ بند کرے تو وہ قابل تعریف نہ ہوگا۔ مگر اسے یہ نہ سوچنا کہ قابل تعریف تو اسی لیے ہوگا کہ جھوٹ بولنے کے قبیح عیب کا ارادہ کر چکا۔ اب دوسرے کے منہ بند کرنے یا آواز نہ نکلنے سے وہ ارادہ فاسد کیسے ٹیٹاگا۔ یہ نہ کہا گیا کہ جو کبھی جھوٹ بولنے کا ارادہ ہی نہ کرے اور اس کے ارادہ کا جھوٹ سے متعلق ہونا ممکن ہی نہ ہو وہ کس قدر قابل تعریف ہوگا۔

یہ گمراہی کا عقیدہ پیشوائے وہابیہ نے پرانے گمراہ فرقہ معتزلہ سے لیا اور لفظ بلفظ جو انہوں نے بکا تھا وہی یہ کہہ گزرا۔ ائمہ اہل سنت نے ان گمراہوں کا رد فرمایا تھا۔ اس کو امام ابوہبیر چھوڑ گیا۔ اور ان کے کلام حق سے منہ موڑ گیا۔

وہابیہ نے امکان کذب کا عقیدہ معتزلہ سے اڑایا۔

اب میں معتزلہ کا وہ قول دکھاؤں جس سے امام ابوہبیر نے اپنا یہ عقیدہ بنایا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

قالت المعتزلة لا یتبدل علی	معتزلہ نے کہا آیت اسپر دلالت کرتی ہے
انہ قادر علی الظلم لانہ تمسح	کہ اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے اس لئے کہ ترک
بترکہ لا من تمسح بترکہ فعل	ظلم پر اس کی مدح کیجاتی ہے اور کسی قبیح !
قیح لہم یصح منہ ذالک القبح	کام کے ترک پر اس وقت تک مدح کرنا دست
الا اذا کان هو قادر علی الامری	نہیں ہوتا جب تک کہ اس پر قادر نہ ہو دیکھو
ان الزمن لا یصح منہ ان یصح	اپنا ججکی یہ مدح کرنا صحیح نہیں ہے کہ وہ راتوں
بأنہ لا یندھب فی الیالی الی السرۃ	میں چوری کے لئے نہیں جاتا۔

بعینہ یہی عقیدہ امام الوہابیہ کا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ بیدین معتزلہ نے ظلم کو تحت قدرت بتایا ہے۔ اور وہابیہ نے کذب کو دونوں حضرت قدوس قدیم کے لئے عیب قبیح ثابت کر رہے ہیں۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معتزلہ کے اس قول فاسد کا وہی رد فرمایا جو ہم نے امام الوہابیہ پر کیا۔ فرماتے ہیں۔

والجواب انه تعالى تمدح بانه
لا تاخذ سنة دلائل ولم يلزم
ان يصح ذلك عليه وتمدح بانه
لا تدركه الابصار ولم يدل
ذلك عند العترة على انه يصح
ان تدركه الابصار۔ لہ

جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے
کہ وہ اونگھ اور نیند سے پاک ہے۔ اس سے
یہ لازم نہیں آتا کہ اونگھ اور نیند اس کے لئے
ممکن ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یہ بھی مدح
کی جاتی ہے کہ ابصار اس کا ادراک نہیں کرتیں
اور معتزلہ کے نزدیک بھی یہ اس پر دلالت

نہیں کرتا کہ اس کے لئے اور اک ابصار ممکن ہے۔

اس کے بعد حضرت امام اللہ تعالیٰ پر ظلم کے محال اور عجز مقدور ہونے کی تصریح فرماتے ہیں۔

والذي يدل على ان الظلم محال
من الله ان اظلم مستلزم للجهل۔
والحاجة عندكم وهما محالان
على الله ومستلزم المحال محال والمحال
غير مقدور وايضاً الظلم عبارة

وہ دلیل جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
اللہ تعالیٰ کا ظلم کرنا محال ہے یہ ہے کہ ظلم جہل
احتیاج کا مستلزم ہے اور وہ دونوں اللہ پر
محال ہیں۔ اور جو محال کو مستلزم ہو وہ بھی محال
ہے اور محال عجز مقدور ہے نیز ظلم بلکہ عجز نہیں

عن التصرف في ملك الغير والحق سبحانه لا يتصرف الا في ملك نفسه فيمتنع كونه طالما وايضا الظالم لا يكون الها والشي لا يصح الا اذا كان لوازمه صحیحته فلو صح منه ان ظلم لكان زوال الہیتہ صحیحاً ولو كان كذلك لكانت الہیتہ جائزۃ الزوال وحينئذ يحتاج في حصول صفة الالہیۃ الی مخصص وفاعل ذلك على الله محال - لہ
گی۔ اور یہ اللہ پر محال ہے۔

امام الوہاب نے یہ بھی لکھا ہے۔

رابعاً۔ والا لازم آید کہ قدرت انسانی اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو آدمی کی ازیدانہ قدرت ربانی باشد۔ لہ قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔
اب تو جتنے عیب آدمی کر سکتا ہے سب خدا کے لئے روا کر دیتے۔ یہ یں وہاب نے کے عقیدے۔

یہی مضمون مولوی محمود حسن دیوبندی نے بھی لکھا ہے۔ لکھتے ہیں۔
”چوری، شراب خواری، جہل، ظلم سے معارضتہ، کم نہیں

۱۔ :- تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۲۵

۲۔ :- یک روزی

معلوم ہوتا ہے۔ غلام دستگیر کے نزاع خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے کہ جو مقدر العبد ہے مقدر اللہ ہے، لے

اب کچھ کذب ہی تک صبر نہیں ہے۔ وہابیہ کے پیشواؤں نے پاک پروردگار کی شان میں یہ منہ زوری اختیار کی کہ جہل ظلم چوری شراب خوری سب کچھ روا کر دے ان بیدنیوں کے نزدیک ان کا خدا جاہل و ظالم بھی ہو سکتا ہے اور چور و شرابی بھی۔ چوری کہتے ہیں پرانی ملک بے اجازت چھپا کر لینے کو۔ تو خدا کا چوری کر سکتا جب ہی ہو سکتا ہے جب اس کے سوا اوروں کی ملک بھی ہو جس پر اس کی ملک ثابت نہ ہو اور جو دوسرا مستقل ملک رکھنے والا ہو گا وہ ضرور خدا ہو گا۔ کیونکہ بندہ خدا کے مقابل کسی چیز کا مستقل مالک نہیں ہو سکتا۔

وہابیہ کے اس قول سے تو بے شمار خدا ماننا نظر آتا ہے۔ کیسے بُرے۔

عقیدے ہیں۔

یہ کلیہ کہ جو مقدر العبد ہے مقدر اللہ ہے اس کے معنی تو یہ تھے کہ بندہ کے افعال اللہ کے قدرت دینے سے ہیں۔ مگر بے دنیوں نے یہ معنی لئے کہ بندہ جو کچھ

۱۔ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شخصیت ہیں جنہوں نے مولوی خلیل انصاری اور وہابیہ کے دوسرے گروہوں کو ریاست بہاولپور میں شکست فاش دی اور ان ظالموں کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ وہاں سے یہ لوگ رات کے اندھیرے میں بھاگ گئے تاکہ مسلمان کہیں مرتد خیال کرتے ہوئے انہیں جہنم داخل نہ کر دیں۔ بعد میں مولانا مرحوم نے اس مناظرہ کو تحریر کر کے علماء عرب سے تصدیق کروائی اور اس تحریر کے مصدقین میں دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم اور استاد مولانا رحمت اللہ کیرانوی مرحوم بھی شامل ہیں۔ لے ۱۔ ضمیمہ اخبار نظام الملک ۲۵۔ اگست ۱۸۸۹ء۔

پنہ لے کر سکتا ہے خدا بھی اپنے لیے کر سکتا ہے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)
 وہابیو! ان گندے عقیدوں پر مسلمان اور اہلسنت ہونے کا دعویٰ کرتے ہو!
 وہابیہ کی اتنی عبارات سے ان کے گندے عقیدہ کا پتہ چلتا ہے۔ اور صاحب
 سیفِ یمانی نے اس گندے عقائد پر پردہ ڈالنے کی جو سعی بے فائدہ کی ہے وہ بھی
 کام ہوتی جاتی ہے۔ مذکورہ بالا حوالوں سے ان کے عقیدے ظاہر ہیں۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے خود اپنی اور اپنے کبرائے طائفہ کی تکفیر کر دی

صاحبِ سیفِ یمانی کا یہ قول ہے کہ۔
 جو شخص اس کے کلام میں شائبہ کذب کو بھی جائز رکھے وہ کافر ہے۔
 ملعون ہے۔ لے

یہ خود اس کی زبان سے اس کی اور اس کے کبرائے طائفہ کی تکفیر ہے کیونکہ وہ
 خود اس کے بعد لکھتا ہے۔

”با اینہم حضرات اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ جو خبر اس نے
 اپنے کلام ازلی میں دی ہو اس کے خلاف کرنے سے وہ
 عاجز نہیں کر سکتا ہے“ لے

اس کے یہی تو معنی ہوتے کہ وہ کلام بھوٹا ہو سکتا ہے۔ اس کی خبریں غلط ہو
 سکتی ہیں۔ یہ شائبہ کذب ہوا یا نہیں ہوا۔ ضرور ہوا۔ تو صاحبِ سیفِ یمانی اپنے
 قول سے کافر و ملعون ہوا۔ اور اس کے تمام وہ اکابر جن سے یہ عقیدہ لیا ہے وہ بھی
 اسی حکم میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد صاحبِ سیفِ یمانی کہتا ہے۔

لے :- سیفِ یمانی منہ ۔ لے :- سیفِ یمانی منہ

”لیکن کریگا ہرگز نہیں“

یہ کیوں اور اس کی دلیل کیا۔ اس پر کیا حجت و سند ہے جس کا کلام تم نے محتمل الکذب ٹھہرا دیا۔ وہ اگر یہ بھی کہے کہ میں کبھی بھوٹ نہیں بولوں گا۔ ہرگز وعدہ خلافی نہ کروں گا۔ تو اس کا یہ کہنا بھی تو محتمل الکذب ہی ہوگا۔ اس کے صدق کا یقین کہاں سے آئے گا۔ اور کبرائے و ہابیبہ کی یہ دلیل کہ اس کے خلاف کرنے پر قاعدہ ہے۔ یہاں بھی جاری ہوگی۔ تو نہ اب خدا کا اعتبار رہا نہ اس کے کلام کا۔ نہ اس کی قسم کا نہ حلف کا معاذ اللہ۔ یہ ہے تمہارا دین اب چلے کتنا ہی روغن قازلو۔ یہ تمہارا طوفان ہے کہ حضرت اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمہیں حضرات اہل سنت کے عقیدہ کی کیا خبر حضرت اہلسنت تو اس عقیدہ پر لعنت کرتے ہیں۔

صاحب سیف یمانی کی پہلی دلیل

قرآن عزیز میں ارشاد ہے ان اللہ لا یغفران یشرک بہ الایہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ مشرک کو نہ بخشے گا۔ پس یہ تو سب کے نزدیک مسلم ہے کہ کوئی مشرک ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں بخشا جائے گا۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ یہ نہ بخشنا اختیاری ہو گا یا اضطراری پس اہل سنت تو یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو نہ بخشے میں مجبور نہیں بلکہ اس کو قدرت ہے کہ وہ بخندے لیکن وہ اپنے اختیار سے نہیں بخشے گا۔ کیونکہ وہ فرما چکا ہے کہ میں مشرک کو نہ بخشوں گا اور وہ اصدق القائلین ہے اور بعض معتزلہ اور ہمارے زمانہ کے نادان بدعتی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرک کے اس نہ بخشنے میں مجبور محض ہے۔ اس

کو یہ قدرت ہی نہ رہی کہ اس کو بخش سکے وہ اس معاملہ میں
بالکل عاجز ہے۔ ۱

صاحب سیف یمانی کا یہ دعویٰ کہ اس زمانہ کے نادان بدعتی یہ کہتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ مشرک کے نہ بخشنے میں مجبور و عاجز ہے۔ محتاج نقل ہے۔ بدعتی تو وہ
صیب اہل سنت کو کہتا ہے۔ بتائے کہ اہل سنت میں سے یہ کلمے کس نے کہاں
ہے ہیں اس کی نقل کیوں نہیں پیش کی۔ اپنی طرف سے ایک بات کہنا اور اہلسنت
طرف نسبت کر دینا۔ اہلسنت کا یہ لب و لہجہ ہی نہیں وہ بات طریقہ ادب سے
ہتے ہیں۔ امام ابن ہمام نے فرمایا۔

صاحب العمدۃ لہما اختاران العفو صاحب عمدہ نے اس کو مختار قرار دیا کہ کفر
عن الکفر لا یجوز عقلاً۔ ۲ کو لہما اختاد معاف کرنا عقلاً جائز نہیں۔

اور رد المختار میں یہی قول اختیار کیا اور اسی کو معتد صحیح قرار دیا۔ فرماتے ہیں۔

لکنہ مبنی علی جواز العفو عن لیکن یہ شرک کا عفو عقلاً جائز ہونے پر مبنی

الشرك عقلاً وعلیہ یلتنی القول ہے اور اسی پر جواز خلف وعید کا قول بنا

بجواز الخلف فی الوعد وقد علمت کیا جاتا ہے اور تم جان چکے کہ صحیح اس کے

ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ خلاف ہے تو اس کی دعا کفر ہے بہ سبب

کفر لعدم جوازہ عقلاً ولا شرعاً۔ ۳ اس کے عقلاً وشرعاً جائز نہ ہونے کے۔

وہا بیو! کیا انہیں کو بدعتی کہتے ہو؟ ہوش کرو!

صاحب سیف یمانی اپنے کبرائے طائفہ سے دریافت کر کے کہے کہ وہ کفار

شرکین کی مغفرت کو محال شرعی بھی جانتا ہے یا نہیں؟ نہ جانے تو مسلمان رہا یا

کافر ہوا؟

اور اگر محال شرعی جانتا ہے تو مغفرتِ مشرک ممتنع بالغیر ہوتی یا نہیں اور ممتنع بالغیر کا وقوع ممتنع بالذات کو مستلزم ہے یا نہیں! اب اسے تحت قدرت بتانے کے کیا معنی؟ یہ بھی بتائیے کہ اس کے نزدیک مغفرتِ مشرک میں مقدریت بالنظر الی ذاتہا مع قطع النظر عن مخالفتہ قول اللہ ہے یا بالنظر الی مخالفتہ قول اللہ ہے؟
تقدیر ثانی پر کیا دلیل اور قطعیت صدق کلام الہی کی کیا سبیل؟
تقدیر اول پر اس کے مدعا کو کیا مفید پھر یہ بھی بتائیے کہ جو تقدیر اس نے کی وہ ظلم میں بھی جاری ہوتی ہے یا نہیں؟ قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ شَيْئًا لِّذِي ذَرَّةٍ بے شک اللہ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا۔

اس میں صاحبِ سیفِ میانی کی تقریر یوں جاری ہوتی کہ یہ تو سب کے نزدیک مسلم کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک لمحہ کے لئے ظلم نہ فرمائے گا۔ لیکن یہ دیکھنا ہے کہ یہ ظلم نہ فرمانا اختیاری ہے یا اضطراری؟ پس وہاں یہ تو یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ظلم نہ کرنے میں مجبور نہیں۔ بلکہ اس کو قدرت ہے کہ وہ ظلم کرے لیکن وہ اپنے اختیار سے ظلم نہیں کرے گا کیونکہ وہ فرما چکا ہے کہ ان اللہ لا یظلم شیئاً ذرۃً۔

بتاؤ؟ کہ ایسا کہنا کیسا ہے؟ اور تفسیر کبیر کی عبارت گزر چکی جس میں اس کو مذہب معتزلہ بتایا ہے اور اہل سنت نے تو ظلم کرنا مقدور و منافی الوہیت قرار دیا ہے۔

صاحبِ سیفِ میانی نے جو آیت لکھی اس سے اس کا مدعا باطل ثابت نہیں اب اسے قرآن پاک کی آیت سناؤں جس سے یہ مسئلہ صاف معلوم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا سچا ہونا قرآن اور تفاسیر سے ثابت ہے۔

اللہ رب العزت عز و علا فرماتا ہے۔

ومن اصدق من اللہ حدیثاً۔ اللہ سے زیادہ بات کا کون سچا ہے۔

تفسیر لباب التاویل میں امام ناصر الشریعہ محی السننہ علاؤ الدین علی ابن محمد ابن ابراہیم بغدادی فرماتے ہیں۔

یعنی لا احد اصدق من اللہ فانہ

لا ینخلف الیعاد ولا یجوز علیہ

الکذب۔ ۱۵

تفسیر مدارک التنزیل میں اسی آیت کے تحت فرمایا۔

ای لا احد اصدق منہ فی اخباراً

و وعدہ و وعیدہ لا مستحالیہ الذنب

علیہ لقبہ لکونہ اخباراً من

الشیء بخلاف ما هو علیہ۔ ۱۶

خلاف خبر دیتا ہے جیسی وہ ہو۔

تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت فرمایا۔

لا یتطرق الکذب الی غیرہ بوجہ

لانہ نقص وهو علی اللہ تعالیٰ

محال۔ ۱۷

تفسیر البوا السعوی میں ہے۔

والکذب معالٰی علیہ سبحانہ اور کذب اللہ تبارک و تعالیٰ ہی پر
دون غیرہ۔ لے
محال ہے۔

یہ ہے قرآن کریم کا ارشاد اور مفسرین معتبرین کی تفاسیر کا بیان جس میں کذب
کو نقص و محال و ناممکن بتایا جا رہا ہے تو اب اس کذب کا امکان کہاں سے آئے
گا اور اس کو اہلسنت کا مذہب کس طرح کہا۔
بحمد اللہ وہابیہ کی تمام تارپو و باطل ہو گئی۔ اور ساری بخیہ ادھر گئی۔

صاحب سیفِ یمانی کی دوسری دلیل۔

قرآن عزیز میں ارشاد ہے ماکان اللہ ليعذبہم وانت
فیہم۔ یعنی اے محبوب جب کہ تم انہیں میں ہو ہم ان پر
عذاب نہ بھیجیں گے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ
نے خبر دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوتے
کوئی عذاب اہل زمین پر نازل نہیں کیا جلتے گا اور دوسری
آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ اس پر قادر ہیں کہ تم لوگوں پر عذاب
بھیج دیں۔ (عاجز نہیں ہیں) چنانچہ ارشاد ہے۔ قل هو لقا
علی ان یبعث علیکم عذاباً الایۃ۔ یعنی اے محمد (صلعم)
ان سے فرما دیجئے کہ اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیج
دے۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف ظاہر ہے
کہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کوئی وعدہ فرمائیں تو اس کے خلاف

پر بھی قادر رہتے ہیں عاجز اور مجبور نہیں ہو جاتے۔ ۲

دوسری دلیل کا جواب۔

یہ صاحب سیف یمانی کی دوسری دلیل ہے اور درحقیقت نہایت ذلیل ہے کہ اس میں ایک آیت کو دوسری سے لڑایا ہے یہی عادت یہود و نصاریٰ کی تھی ابن ماجہ کی حدیث میں ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انما هلك من كان قبلكم بهذا ضربوا كتاب الله بعضه ببعض وانما نزل كتاب الله ليصدق بعضه بعضاً فلا تكذبوا بعضه ببعض فما علمتم منه فقولوا وما جهلتم فكلوه الى عالمه۔ ۳

پچھلی قومیں بھی اس سے ہلاک ہوئیں کہ انہوں نے کتاب کے ایک جزو کو دوسرے سے لڑایا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کتاب اللہ اس شان سے نازل ہوئی ہے کہ اس کا بعض بعض کی تصدیق کرتا ہے تو نہ بھٹلاؤ اس کے بعض کو بعض سے جو جانو وہ کہو اور جو نہ جانو اسکو جاننے والے پر چھوڑ دو۔

صاحب سیف یمانی نے نا فہمی اور نادانی سے ایک آیت کو دوسری آیت کے خلاف قرار دے کر یہود کی تقلید کی اور اسی پر پس نہیں بلکہ اپنے مدعا باطل کے لئے اس نے آیت کے معنی میں تحریف اور آیت کا وہ مطلب لکھا جس سے کلام الہی کا کذب لازم آئے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

”کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے خبر دی ہے“

۱۔ یعنی اس کلام جھوٹا ہو سکتا ہے معاذ اللہ خاک در دہن گستاخ ۱۲

۲۔ سیف یمانی ص ۸۔ ۳۔ مشکوٰۃ شریف ص ۳۵

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوتے کوئی عذاب اہل زمین پر نازل نہیں کیا جائے گا؛ لہ

اگر وہاں بیہ کے نزدیک اس آیت کا یہ مضمون ہے تو یقیناً انہوں نے قرآن پاک کی ان صد ہا آیات کو جھٹلا دیا جن میں اہل زمین پر زمانہ اقدس میں عذاب آنے کا بیان ہے اور بے دینیوں نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار کر دیا کہ اللہ تعالیٰ سے بالفعل بہت سے جھوٹ واقع ہو چکے۔ (معاذ اللہ)

اب قرآن کریم کی آیات دیکھتے۔

تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ
کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو۔
تو اب عذاب چھو بدلہ اپنے
کفر کا۔

تو جب دونوں شکر آئے سامنے ہوئے الٹے
پاؤں بھاگا اور بولا میں تم سے الگ ہوں۔
وہ میں دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہ آتا۔ میں
اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔
تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دے
گا تمہارے ہاتھوں اور رسوا کریگا

أولاً۔ فما جزاء من يفعل ذلك
منكم الا خزي في الحياة الدنيا۔
ثانياً۔ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ
تَكْفُرُونَ ۝ ۳۱
ثالثاً۔ فلما نزلت الفيتن تكص على
عقبه وقال اني برئ منكم
اني ارى مالا ترون اني اخاف
الله والله شديد العقاب ۳۱
رابعاً۔ قاتلوهم يعذبهم الله بايد يكلم
ديخزهم وينصرهم عليهم ۳۲
اور تمہیں ان پر مدد دے گا۔

۱۔۔ سیف یانی ص ۲۱۰۔ پارہ ۸۴ آیت ۸۴۔ پارہ ۸۴ و علموا سورۃ انفال۔

۲۔۔ پارہ ۸۴ و علموا سورۃ توبہ

پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول
پر اور مسلمانوں پر اور وہ شکر ادا کرے جو تم
نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا۔
اور منکروں کی یہی منزل ہے۔

اللہ یہی چاہتا ہے کہ اس دنیا میں ان پر
وبال کرے اور کفر ہی پر ان کا دم نکل
جائے۔

تو اللہ انہیں سخت عذاب کریگا دنیا و
آخرت میں۔

خامساً. ثم انزل الله سكينته على

رسوله وعلى المؤمنين وانزل

جنود الم تر وها و عذاب الذين

كفروا واذ ذلك جزاء الكافرين

سأوساً. انما يريد الله ان يعذبهم

بها في الحياة الدنيا و تزحق انفسهم

وهم كفرون۔

سابعاً. يعذبهم الله عذابا اليماني الدنيا

والاخرة۔

اور خاص اسی آیت "ما كان الله ليعذبهم" کے بعد یہ آیت ہے۔

اور انہیں کیا ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ

کرے وہ تو مسجد حرام سے رُک رہے ہیں۔

ثامناً. وما لهم الا يعذبهم الله وهم

يصدون عن المسجد الحرام۔

یہ آٹھ آیتیں ہیں جنہیں اہل زمین پر حضور کے وقت میں عذاب ہونے کا بیان ہے

اور اس مضمون کی اور بھی صدہا آیات قرآن کریم میں موجود ہیں۔ سیف یمانی والے

وہابی ان سب آیات کو یہ کہہ کر جھوٹا کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوتے کوئی عذاب اہل زمین پر نازل نہیں

کیا جاتے گا اب ان کے نزدیک یا تو خیر غلط اور جھوٹ ہے یا ان مذکورہ بالا

تمام آیات کو ایسا سمجھتے ہیں۔ غضب کر دیا بے دینوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ

کو اور اس کے کلام پاک کو جھوٹا مانا۔ اس پر دعویٰ اہلسنت ہونے کا لعنت اس

۱۰: توبہ آیت ۲۵ رکوع ۹۔ ۱۱: توبہ آیت ۲۴ رکوع ۱۲۔ ۱۲: توبہ آیت ۲۳ رکوع ۱۳۔

۱۳: انفال آیت ۳۲ رکوع ۱۴۔ ۱۴: انفال آیت ۳۳ رکوع ۱۵۔ ۱۵: انفال آیت ۳۴ رکوع ۱۶۔

ناپاک عقیدہ پر۔

اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس لئے پہلے مولوی رشید احمد گنگوہی خداوند
عالم کے جھوٹا کہنے والے کو مومن بتا چکے ہیں۔ دیکھو ان کا فتویٰ۔

گنگوہی جی کا فتویٰ کہ وقوع کذب کا قاتل کافر نہیں

سوال: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ما قولکم بحکم اللہ۔ دو شخص کذب باری میں
گفتگو کرتے تھے ایک طرفداری کے واسطے تیسرے شخص نے
کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرك
بہ ویغفر ما دون ذلک الخ لفظ ما عام ہے شامل ہے۔
معصیت قتل مومن کو۔ پس آیہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار
مغفرت مومن قاتل بالعمد کی بھی فرمادے گا۔ اور دوسری آیت
میں ہے من قتل مومنا متعمداً فجزاؤ جہنم خالد
الخ لفظ من عام ہے شامل ہے مومن قاتل بالعمد کو اس سے معلوم ہوا
کہ مومن قاتل مومن بالعمد کی مغفرت نہ ہوگی اس قاتل کے خصم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے
وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آیت میں ویغفر ہے
نہ ویمن ان لیغفر۔ یہ سن کر اس قاتل نے جواب دیا۔ میں
نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کا قاتل نہیں ہوں اور دوسرا قول
اسی قاتل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح ملعنی للطبع نہیں ہے۔
اللہ تعالیٰ نے بعضی مواضع میں جائز رکھا ہے اور تو یہ وعین
کذب بعض مواضع میں دونوں اولیٰ ہیں۔ نہ فقط تو یہ آیا یہ
قاتل مسلمان ہے یا کافر۔ اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہل سنت

وجامحت باوجود قبول کرنے کے وقوع کذب ہاری تعالیٰ کے۔ بینوا توجروا۔
 الجواب۔ اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی۔ مگر تا
 ہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی کہنا نہیں چاہتے
 کیونکہ وقوع خلف و عید کو جماعت کثیرہ علماء
 سلف کی قبول کرتی ہے چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب
 رسالہ تشریح الرحمن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں بقولہ علاوہ
 اس کے مجوزین خلف و عید وقوع خلف کے بھی قائل ہیں چنانچہ
 ان کے دلائل سے ظاہر ہے حیت قالوا لاندہ لیس بنقص
 بل ہو کمال آنح۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علماء وقوع خلق
 و عید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف و عید خاص
 ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف
 واقع کو سودہ گاہ و عید ہوتا ہے، گاہ وعدہ، گاہ خبر، اور سب
 کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم
 ہے انسان اگر ہو گا تو حیوان بالضرور موجود ہو ویگا۔ لہذا وقوع
 کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ بعض من کسی فرد کے ہو
 پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے
 کہ اس میں تکفیر علماء سلف کی لازم آتی ہے۔ ہر چند یہ قول
 ضعیف ہی ہے مگر تاہم متقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل
 قوی کو تفضیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں دیکھو
 کہ حنفی شافعی پر اور لعکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن تفضیل
 نہیں کر سکتا۔ انا مومن انشاء اللہ کا مسئلہ کتب عقائد میں خود

لکھتے ہیں۔ لہذا اس ثالث کو تفضیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے
 البتہ بزمی اگر فہمائش ہو تو بہتر ہے اگر قدرتہ علی الذنب مع امتناع
 الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں اگرچہ
 اس زمانہ میں لوگوں کو انکار بے جا ہو گیا۔ قال اللہ تعالیٰ
 ولو شئنا لا تینا کل نفس ہدایا ہا و لکن حق القول منی
 الاملن جہنم من الجنة والناس اجمعین ؕ الآیہ
 فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
 ۱۳۰۱ھ۔

یقیناً اللہ تعالیٰ کو اور اس کے کلام کو جھوٹا بنانے والے
 کافر ہیں۔
 چنانچہ خود انہیں گنگوہی صاحب کے فتاویٰ حصہ اول میں وقوع کذب کے
 قائل کو کافر لکھا۔

اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے	ومن یعتقد یتفوه بانہ
نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے۔	تعالیٰ یکذب فہو کافر ملعون
وہ کافر و قطعی ملعون اور کتاب سنت	قطعاً و مخالف الكتاب والسنة
واجماع امت کا مخالف ہے۔ برتر	واجماع الاممۃ تعالیٰ اللہ عما
ہے اللہ تعالیٰ اس سے جو ظالموں نے	یقول الظالمون علوا کبیرا
	کہا بہت برتر۔

جبکہ وہاں بیہ وقوع کذب الہی کے قائل ہو گئے اور اس (اللہ تعالیٰ) کو
 جھوٹا مانتے لگے معاذ اللہ تو امرکان کے متعلق ان کی ہرزہ سمرانی کب قابل التفات
 رہی۔ لیکن اس لئے کہ کوئی سادہ لوح دھوکا نہ کھاتے۔ صاحب سیف یمانی کی پیش کردہ

عبارات کا حال ظاہر کر دیا جاتا ہے۔

تفسیر بیضاوی کی عبارت

والاخبار بوقوع الشئ او عدمه اور اللہ تعالیٰ کا خبر دے دینا کسی

لا ینفی القدرۃ علیہ چیز کے وقوع یا عدم وقوع کی اس

کو اس کی قدرت سے خارج نہیں کر دیتا۔

صاحب سیف میانی نے بیضاوی شریف کی عبارت تو لکھ دی مگر بے سمجھے

اور ترجمہ بھی غلط کیا۔ اتنا بھی سلیقہ نہیں جو یہ سمجھ سکے کہ کیا موقع ہے کیا کلام ہو رہا ہے۔

اس عبارت میں یہ کہاں ہے کہ اس کی قدرت سے خارج نہیں کر دیتا۔ لفظ

(اس کی) اپنی طرف سے کیوں بڑھایا۔ بغیر تحریف تبدیل تراش جراثش کے

کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ ظالموں کو دیانت سے کچھ بھی واسطہ نہیں۔ عبارت بیضاوی

کا مطلب تو صاحب سیف میانی کو سمجھنا نصیب نہیں ہوا۔ ورنہ بتائے کہ اس

کے ترجمہ سے مجوزین تکلیف مالا یطاق کا جواب کس طرح ہوتا ہے۔ پھر یہ جواب

کس کی طرف سے ہے۔ اور اس کے اصل مجیب کون ہیں اہل سنت یا کوئی اور۔

کچھ ہے خبر بیضاوی کو ہاتھ لگانے کے لئے کچھ علم چاہیے۔

حلو اخوردن راروتے باید۔

لطف یہ کہ اس کے حاشیہ سیال کوٹی کی عبارت اس کے بعد لکھی اس میں

بعینہ یہ لفظ موجود ہے لا ینفی القدرۃ علیہ۔ وہاں صاحب سیف میانی

نے ترجمہ کیا۔ اس کو مقدوریت اور ممکن بالذات ہونے سے نہیں نکال دیتا۔

۱۰۔ سیف میانی ص ۱۰۔

یہاں یہ ترجمہ نہ کیا اس کی قدرت سے خارج نہیں کر دیتا۔ ع۔ دروغ گویا
حافظہ بنا شد۔ شعر سے

ایک بات اور سیکڑوں اس کے جواب ہم سے کچھ غیروں سے کچھ دبان سچکے
اسی عبارت بیضاوی کے حاشیہ کی ایک دوسری عبارت پھر نقل کی اور اس
کے ترجمہ میں بھی خیانت کی۔ کہ لا یغربہ عن الامکان الی الامتناع الذاتی
کا ترجمہ کیا اور اس کو دائرہ امکان سے نکال کر حدود امتناع میں داخل نہیں کر دیتا
اصل عبارت میں امتناع ذاتی تھا۔ ترجمہ میں ذاتی اڑا دیا۔

صاحب سیف یمانی کی ایک اور نا فہمی یہ ہے کہ اس کی ان پیش کردہ عبارت
میں مسئلہ زیر بحث یعنی اللہ تعالیٰ کے امکان کذب کا بیان ہی نہیں۔ سند کس چیز میں
لاتا ہے جس شے کی خبر دی جائے اس کے خلاف کا ممکن بالذات ہونا امکان کذب
کو کب مستلزم ہے کیا ممتنع بالغیر کا امکان بالذات اس غیر کو بھی ممکن کر دیتا ہے شعر سے
ہنوز طفلی وازنوش و نیش بے خبری ز علم غیر چہ از جہل خویش بے خبری

صاحب سیف یمانی کی ایک اور فریب کاری !

صاحب سیف یمانی نے اپنے مدعائے باطل کی تائید میں شرح مواقف
کی ایک عبارت پیش کی اس عبارت کے جس حصہ کو اس نے اپنے مفید مدعا ظاہر
کیا ہے اس پر افتخاراً خط کھینچ دیا ہے۔ اس کی خط کشیدہ عبارت یہ ہے۔

”کیونکہ ہم اہلسنت و جماعت کو اس کا محال ہونا تسلیم نہیں اور

بجلا کیسے محال ہو سکتا ہے جبکہ خلف اور کذب ان ممکنات میں

سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت میں داخل ہیں“ لے

لے:- سیف یمانی ص ۸۲

مصنف سیفِ یمانی کو صدق و دیانت سے تو عداوت ہے۔ اور جب وہ
 معاذ اللہ کذب الہی کو ممکن کہتا ہے تو اپنا کذب فرض بھی سمجھے تو کچھ تعجب نہیں۔
 شرح مواقف پر یہ بہتان باندھ دیا کہ ہم اہلسنت و جماعت کو اس کا محال ہونا تسلیم
 نہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ شرح مواقف میں یہ مضمون کہاں ہے کہ اہل سنت کو
 تسلیم نہیں۔ شرح مواقف میں تو کذب الہی کو باتفاق ممتنع فرمایا۔ فرماتے ہیں۔
 یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً ۱ اللہ تعالیٰ پر کذب بالاتفاق ممتنع ہے
 پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

قد صرفی مسئلۃ الکلام من موقف الہیات کے مسئلہ کلام میں
 موقف الالہیات امتناعاً للذنب اللہ تعالیٰ پر کذب کا محال ہونا
 علیہ سبحانہ و تعالیٰ ۲ بیان ہو چکا۔

اور اس کے علاوہ بھی اس کتاب میں جا بجا اللہ تعالیٰ کے لئے کذب کے
 محال اور ممتنع ہونے کی تصریحیں موجود ہیں۔ تو اس عبارت سے صاحبِ سیفِ یمانی
 کا یہ نتیجہ نکالنا کہ۔

«اہل سنت کو استحالہ کذب باری تسلیم نہیں»

علاوہ افتراء بہتان اور جہل و ناتوانی کے خود صاحب کتاب کی تصریحات
 کے بھی خلاف ہے اور ہماری پیش کردہ عبارات کو سارے کھنکے کے بعد صاحبِ سیفِ
 یمانی کا جہل و فریب بے نقاب ہو جاتا ہے۔

سیفِ یمانی کے مصنفین کو عبارات کا ترجمہ کرنا بھی نہ آیا۔ شرح مواقف
 کا سمجھنا اہل علم کا کام ہے ہر کس و ناکس کو اس کا کب سلیقہ ہے۔ بات یہ ہے
 کہ معتزلہ اور خوارج گناہ کبیرہ کے مرتکب کو جو بغیر توبہ مر جائے واجب التعذیب
 جانتے ہیں اور اللہ کا معاف کرنا جائز نہیں سمجھتے اس کی دلیل وہ یہ لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

نے کبیرہ پر عذاب سے ڈرایا اگر عذاب نکرے تو وعید کا جملہ لازم آتے اور اس کو وہ کذب سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں جو کلمہ کذب بار کا محال ہے اسلئے صاحب کبیرہ کی معافی کی کوئی صورت نہیں۔
شرح مواقف میں اس کا رد فرمایا گیا ہے اور انہیں الزام دیا گیا ہے کہ تمہارا خلف و کذب کو محال کہنا ممنوع ہے کیونکہ وہ دونوں ممکنات مقدورات میں ہیں یعنی ایک جماعت معتزلہ کے نزدیک چنانچہ آخر کتاب میں فرمایا۔

المزداریۃ ہوا ابو موسیٰ عیسیٰ
بن مسیح المزدار ہذا لقبہ من
باب الافتعال من الزیادۃ و هو
تلمیذ بشیر اخذ العلم منہ
وتزہد حتی سقی راہب المعتر
قال اللہ تعالیٰ قادر علی ان
یکذب ویظلم ولو فعل لکان
الہا کاذباً ظالمًا تعالیٰ اللہ
عما قالہ علواً کبیراً لے
فرقہ مزداریہ مزدار ابو موسیٰ عیسیٰ ابن صبیح
کا لقب ہے یہ لفظ زیارت کو باب
افتعال میں لا کر بنایا گیا ہے۔ یہ شخص
بشیر کا شاگرد ہے۔ استاد سے
علم حاصل کر کے زاہد بنا یہاں تک
کہ راہب معتزلہ کے نام سے موسوم
ہوا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ
بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے اور
اگر کرے تو وہ خدائے کاذب و ظالم
ہوگا۔ برتر ہے اللہ تعالیٰ اس سے جو اس مردود نے کہا بہت برتر۔

کچھ کھلی آنکھیں کذب کا تحت قدرت ہونا جسے صاحب سیف یمانی نے
اہل سنت کا مذہب کہا تھا وہ معتزلہ مزداریہ کا مذہب نکلا۔ اور شارح مواقف
نے اس سے اللہ تعالیٰ کی برتری بیان کی۔ جاہل کو اتنی تمیز نہ ہوتی کہ کلام کو سمجھتا محل
کو پہچانتا۔ الزام کو مذہب قرار دے بیٹھا۔ اور اس جاہل میں سیف یمانی کے تمام
مقرنین مصنف کے شریک حال ہیں۔

۱۰ :- شرح مواقف ص ۲۹،

ایک اور لطیفہ | اول بحث میں تو صاحبِ سیفِ میانی لفظ امکان کذب سے بہت گھبراتے تھے اور آپ نے لکھا تھا کہ ڈراؤنا سا نام اہل بدعت نے امکان کذب رکھا۔

اور یہاں کذب کا ممکنات میں سے ہونا اہل سنت کا مذہب ہے بتا رہے ہیں۔ ع۔ دروغ گورا حافظ بنا شد۔

عبارت مشرح مواقف میں بہت بار لکیاں ہیں یہاں بنظر اختصار اسی قدر پرکتفا کیا گیا اور انشاء اللہ تعالیٰ صاحبِ فہم و انصاف کیلئے یہی کافی و وافی ہے۔

صاحبِ سیفِ میانی کی ایک اور نا فہمی

اسی مسئلہ امکان کذب کی تائید مسامرہ شرح مسائرہ کی عبارت نقل کی عبارت کو سمجھنا اور اس سے نتیجہ نکالنا تو کاسے دار و صاحبِ سیفِ میانی کو اتنی بھی تمیز نہیں ہے کہ متن و مشرح میں امتیاز کر سکے۔ مسامرہ کو متن اور مسائرہ کو مشرح بنا دیا اور اتنی تمیز نہ ہوئی کہ یہ سمجھ سکتا کہ مسامرہ شرح ہے اور مسائرہ متن جس کو آنا بھی سلیقہ نہ ہو وہ فہم عبارت میں کیا کمال کرے گا۔ پھر مسائرہ امام ابن ہمام کی تصنیف ہے، اس کو شاگرد کی طرف نسبت کر دیا۔ اس فہم پر مسئلہ لکھنے کا شوق۔ ایسوں ہی کے حق میں کسی نے کہا ہے۔

ایں چہ شور لیت کہ در دور قمری بنیم ! ہمہ آفاق پر از قنہ و نثری بنیم

ابہان را ہمہ شربت ز گلاب و قند طوق زریں ہمہ برگردن خرمی بنیم !

مسامرہ اور مسائرہ کی عبارتوں سے سیفِ میانی کا ڈیڑھ صفحہ نو لبریز کر

دیا مگر اس ساری عبارت میں یہ کہاں ہے کہ امکان کذب اہل سنت کا مذہب

ہے (معاذ اللہ) اور جب یہ نہیں تو نقل عبارت سے کیا فائدہ اس میں تو اشعار

کا مذہب بھی نہیں بتایا یہ فرمایا ہے۔

فہو ب مذهب الاشاعرة الیق منہ ب مذهب المعتزله

جس کا ترجمہ خود صاحب سیفِ یمانی نے یہ کیا ہے۔

”پس یہ قول اشاعرہ یعنی اہل سنت کے مذہب کے زیادہ مناسب

اور اسی پر زیادہ چسپاں ہے“ اے

اس عبارت سے خود ہی ظاہر ہے کہ یہ قول اشاعرہ کا مذہب نہیں! اس پر

چسپاں کیا جاتا ہے اس لئے علامہ نے فہو مذهب الاشاعرة نہیں فرمایا

جس کے یہ معنی ہوتے کہ یہ اشاعرہ کا مذہب ہے جس طرح کہ کذب و سفہ و ظلم کی

مقدوریت کو صاف مذہب معتزلہ فرمایا تھا باوجودیکہ وہ سارے معتزلہ کا مذہب

نہیں جیسا کہ ہم شرح مواقف وغیرہ سے نقل کر چکے ہیں تو اگر ان چیزوں پر ثبوت

قدرت بھی اشاعرہ کا مذہب ہوتا تو فہو مذهب الاشاعرة کہنے سے

کون مانع تھا درحقیقت صاحب سیفِ یمانی کا اس عبارت سے استدلال

جہن پوشی و فریب کاری ہے کیونکہ شارح نے اس سے ایک صفحہ پہلے خود تصریح

فرمادی۔

قلنا لا خلاف بین الاشعریۃ و

غیرہم فی ان کل ما کان وصف

نقص فی حق العباد فالبارک تعالیٰ

منزہ عنہ دھو محال علیہ

تعالیٰ والکذب وصف نقص فی

حق العباد۔ اے

کے حق میں وصف نقص ہے۔

اے :- سیفِ یمانی ص ۸۳ . اے . مسامرہ ص ۸۴ ۔

اس میں مذہبِ اشاعرہ کا صاف بیان تھا کہ وہ کذب کو محال جانتے ہیں اس کو ذکر نہ کرنا اور ایک الزام سے سند پکڑنا وہ بھی ایسا جو چسپاں کیا گیا ہو کس قدر ناحق کوشی ہے۔

لفظ ”اہلسنت کے مذہب“ اصل کتاب میں تھا ترجمہ میں صاحبِ سیفِ یمانی نے اپنی طرف سے داخل کر دیا۔ مگر اس بے چارہ کو خبر نہیں ہے کہ کتاب کے آخر میں امام ابن ہمام اور اس کی شرح میں ان کے شاگردِ رشید عقائد اہل سنت کا ایضاح فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں۔

(لنختم) هذا الكتاب بايضاح
چاہیے کہ ہم اپنی یہ کتاب عقیدہ اہلسنت
عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ
وجماعت کے ایضاح پر ختم کریں۔

اب ان عقائد کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

(یتحیل علیہ) سبحانہ (سماۃ
اللہ سبحانہ پر سماۃ نقص مثل جہل کذب
النقص کالجہل والکذب) بل یتحیل
کے محال ہیں بلکہ اس پر ہر ایسی صفت
بھی محال ہے جس میں نہ کمال ہو نہ نقص
علیہ کل صفتہ لا کمال فیہا ولا
نقص لان کلا من صفات الالہ
اس لیے صفات الہی میں سے ہر ایک
صفت کمال ہے۔

کچھ دیکھا وہی مسائرہ و مسامرہ ہیں جن کی سیفِ یمانی نے بڑی تعریف کی ہے ان میں کذب الہی کا محال ہونا عقیدۃ اہل سنت بتایا گیا ہے۔ ان عقیدوں پر پردہ ڈال دینا اور ایک الزام جو اشاعرہ پر چسپاں کیا گیا ہے اس کو اشاعرہ کا مذہب بتا دینا کتنی بڑی جہالت و خیانت و تبیس و فریب کاری ہے۔ یہ ہے وہابیہ کے۔

استدلالوں کی حقیقت ان کو ان تلبیسوں اور نافیہوں پر ناز ہے۔

وہا بیو! اپنی جانوں پر رحم کرو۔ کتب دنیویہ کی عبارتوں سے غلط نتیجے نکال کر
 دُنیا کو مغالطہ میں مت ڈالو۔ حضرت رب العزت جل وعلیٰ تبارک و تعالیٰ کی ذات پاک
 پر کذب جیسے قبیح و شنیع قابل نفرت و موجب لعنت عیب کی تہمت نہ لگاؤ۔
 مکہ معظمہ میں چار مُصلے | صاحب سیفِ یمانی نے صاحب رسالہ عقائد
 وہا بیہ کا یہ قول نقل کیا۔

وہا بیہ دیوبندیہ کے نزدیک جو چار مُصلے مکہ معظمہ میں

ہیں وہ برے ہیں۔ لے

اس پر صاحب سیفِ یمانی نے صاحب رسالہ عقائد وہا بیہ پر بہت طعن
 و شنیع کی اور ان کے مبلغ علم کے مذاق اڑاتے اور منحتہ الخالق کے حوالہ سے ایک
 عبارت نقل کی جس کے الفاظ منحتہ الخالق سے نہیں ملتے۔ یہ تو وہا بیہ کی عادت ہی ہے
 کہ ان کے نقول منقول عنہ کے مطابق نہیں ہوا کرتے کچھ نہ کچھ تراش کر پیش کرتے ہیں
 پھر ترجمہ اپنی نقل کی ہوتی عبارات کے مطابق نہیں۔ عبارت میں ”عن بعض
 مشائخنا“ اس کے ترجمے میں حنفیہ کا ایک لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ لفظ
 ”انکار“ کا ترجمہ کیا ”ندامت کی“ اور اس سے بڑھ کر آپ کی عربی دانی کا پورا
 اظہار اس سے ہوتا ہے کہ سنة خمسین و خمس مائتہ کا ترجمہ ۵۵۵
 لکھا جس شخص کی قابلیت کا یہ حال ہو کہ وہ عدو کا ترجمہ بھی نہ کر سکے وہ مصنف
 بنے مسائل دین میں قلم اٹھائے۔ سبحان اللہ۔ ماشاء اللہ۔ پھر جو عبارت بجر کی نقل
 کی اس میں چار مُصلوں کا کہاں ذکر ہے۔ اور اہل مذاہب مختلفہ کا بیان کہاں

لے :- سبیل الرشاد مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص ۲۷ سیفِ یمانی ص ۸۶

ہے محض مغالطہ کے لئے عبارت لکھ دی یا نادان کو خود اس کی تمیز نہ ہوتی کہ وہاں وہ مسئلہ ہی نہیں ہے تکرار جماعت کا مسئلہ ہے وہ بھی محلہ کے متعلق۔
چنانچہ خود صاحب منحة الخالق رد المحتار میں علامہ سندھی کی اس عبارت پر یہ اشکال وارد کرتے ہیں۔

لکن یشکل علیہ انہ نحو المسجد
المنیٰ والمدنی لیس لہ جماعۃ
مغلومون فلا یصدق علیہ
انہ مسجد محلۃ بل ہو کمسجد تشارع
وقدمرانہ لا کراہۃ فی تکرار
الجماعۃ فیہ اجماعاً فلیتامل ہذا
لیکن اس پر یہ اشکال وارد کیا جاتا ہے کہ
مسجد مکہ و مدینہ اور ان کی طرح جو مسجدیں
ہوں ان کے لئے نمازی معین نہیں ہیں۔
پس ان پر مسجد محلہ کی تعریف صادق ہی
نہیں آئے گی بلکہ وہ شارع عام کی
مسجد کی طرح ہیں اور یہ گزر چکا کہ
شارع عام کی مسجد میں تکرار جماعت بالاجماع مکروہ نہیں۔

اب یہاں مُصنّف سیفِ یمانی کے جہالات دیکھئے۔
ایک تو یہ کہ عبارت وہ لکھی جس کو مسئلہ مبعوثہ سے تعلق نہیں اس میں ایک
دوسرے مسئلہ تکرار جماعت کا بیان ہے۔

دوسرے یہ کہ اس مسئلہ میں بھی اس عبارت پر اشکال وارد کیا گیا۔ کمال بے
بصری ہے عبارت نقل کر دی اور اشکال نظر نہ آیا۔

تیسرے یہ کہ عبارت بعینہا نقل نہیں کی۔ نقل اصل سے مخالف ہے۔
چوتھے یہ کہ اپنی ہی نقل کی ہوئی عبارت کا ترجمہ صحیح نہ ہو سکا۔

یہ مسئلہ علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں لکھا تھا مگر مغرور بے علم کو نہ

ملا اب میں وہ عبارت نقل کرتا ہوں۔

ولو كان لكل مذهب امام كما

اگر ہر ایک مذہب کے لئے امام ہو

في زماننا فلا فصل الاقدياء

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہے تو افضل

بالموافق سواء تقدم او تاخر على

اپنے موافق کے ساتھ عمل کرنا ہے۔

ما استحسنه عامة المسلمين

خواہ وہ پہلے پڑھے یا پیچھے جیسا کہ اس

وعمل به جمهور المؤمنين

کو تمام مسلمانوں نے مستحسن جانا اور

اهل الحرمين والقدس ومصر

سارے مومنین نے اس کے

والشام ولا عبرة بمن شذ منهم

ساتھ عمل کیا ان میں اہل حرمین بھی ہیں۔

اور اہل بیت المقدس ومصر و شام بھی اور جو کوئی ان سے جدا ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

دیکھتے یہ عبارت ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اگر ہر مذہب کے جدا جدا امام

ہوں جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہے یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی ہر مذہب کے امام

حرم شریف میں متعین ہیں ان کے مصلے مقرر ہیں۔ اس صورت میں موافق کی

اقتدا یعنی حنفی کو حنفی کی شافعی کو شافعی کی افضل ہے اور تمام عالم اسلام نے

اس کو مستحسن جانا اور اس پر عمل کیا یہ مسئلہ کتاب میں موجود تھا مگر وہابی کو نظر نہ آیا

اور اس نے صاحب رسالہ عقائد وہابیہ پر اپنے جہل سے اعتراض کیے۔

اسماعیل دہلوی کا کفر اور عدم کفر !

صاحب سیف یمانی نے کفریات اسماعیل کی کوئی بھی توجیہ بیان نہیں کی

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہابیہ ان عبارات کی توجیہات سے قاصر ہیں اور کفر

مولوی اسماعیل کا جواب انہیں اپنے مقدور سے باہر نظر آتا ہے اور حقیقت ہے

بھی یہی بات کہ ایسا کوئی وہابی نہیں ہے جو اسماعیل دہلوی کو مسلمان ثابت کر سکے

کیونکہ اکابر دیوبندیت اس کو دھڑلے سے کافر کہہ چکے ہیں اور ان کے فتوے ایک رسالہ میں شائع ہو چکے ہیں جس کا نام ”دیوبندی مولویوں کا ایمان“ ہے۔
مولوی اسماعیل دہلوی پر دیوبندیوں کے تکفیر کی فتویٰ

رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ | یہ شخص عقائد اہل سنت والجماعت سے جاہل

اور بے بہرہ ہے۔

اشرف علی تھانوی کا فتویٰ | تھانوی صاحب نے بھی گنگوہی جی کے اس فتوے کی ان الفاظ میں تصحیح کی۔

الجواب صحیح اشرف علی عفی عنہ۔

لہذا تھانوی صاحب کے نزدیک بھی اسماعیل دہلوی عقائد اہل سنت سے

جاہل اور بے بصیرت ہوا۔

عزیز الرحمن مفتی مدرسہ دیوبند کا فتویٰ | الغرض حق تعالیٰ کو زمان اور مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا

عقیدہ اہل حق اور اہل ایمان کا ہے اس کا انکار العباد اور زندقہ ہے۔ اور دیدار حق تعالیٰ جو آخرت میں ہوگا مومنین کو بے کیف اور بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدہ کا بددین و ملحد ہے۔

اس فتوے پر اکابر علمائے دیوبند کی تصحیحات

۱۔ الجواب صحیح بندہ محمود مدرس اول مدرسہ دیوبند۔

۲۔ الجواب صحیح محمود حسن عفی عنہ۔

۳ - الجواب صحیح غلام رسول عقی عنہ۔

۴ - محمد عبدالحق عقی عنہ۔

۵ - الجواب صحیح محمود حسن مدرس دوم و مدرس شاہی مراد آباد۔

۶ - ابو الوفا ثناء اللہ کفاح اللہ۔

اسمعیل دہلوی کی یہ وہ تکفیر ہے جس پر سارا جمہور دیوبند فتویٰ دے چکا اب کسی دیوبندی سلسلہ کے شخص کی کیا مجال ہے کہ دیوبندی عقیدے رکھتے ہوئے اسمعیل کو مؤمن کہہ سکے صاحب سیف میانی نے مولوی اسمعیل دہلوی کو شہید مرحوم لکھا ہے کیا اس کے نزدیک شہید مرحوم ایسا ہی شخص ہوتا ہے جس کو تمام دیوبندی علماء (جن میں سیف میانی کے تصدیق یا تصنیف کرنے والے مولوی امشرف علی بھی شامل ہیں) کافر جاہل عقائد اہلسنت سے بے بہرہ ملحد زندیقے بددینے کہتے ہوں۔

بتاؤ مولوی اسمعیل پر یہ حکم لگانے والے حق پر ہیں یا باطل پر ہے کسی میں دم ہے کسی دیوبندی کی مجال کہ اسمعیل دہلوی کو اب بھی مسلمان کہے تو ان اکابر کا حکم بیان کرے جنہوں نے اس کی بے دھڑک تکفیر کی ہے۔

صاحب سیف میانی نے جب دیکھا کہ دیوبندیوں نے تو اسمعیل دہلوی کے ایمان کا تسمہ لگانے چھوڑا تو بجز اس کے کوئی صورت نظر نہ آئی کہ وہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی نعلین کے سایہ میں پناہ لے لے جو گھر والوں نے پھٹکارا تو یاں روتے ہوتے آئے۔

خوشامد کرتے اپنے غمزہ بیجا پر شرماتے

مگر غیرت نہ تھی ان کو اگر کچھ بھی جیا ہوتی تو یہاں آکر نہ جھکتے اور وہیں غیرت سے مر جاتے۔

اب صاحبِ سیفِ یمانی کے پاس بجز اس کے کوئی تدبیر نہیں ہے کہ وہ یہ نہیں کہے اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے علماء محتاطین اسے کافر نہ کہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اگر اسمعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہونے کی بنا پر احتیاط فرمائی اور یہ نظر احتیاط اس کو کافر کہنے سے منع کیا تو یہ کہاں فرمایا کہ اس کے کلمات کفر نہیں۔ اعلیٰ حضرت کی احتیاط ان کا اپنا تقویٰ ہے۔ اور اسمعیل دہلوی سے کلمات کفریہ سرزد ہوتے اس کے وہ کلمات لکھ کر کفر بتا کر اس کی توبہ مشہور ہونے کا لحاظ فرمایا اور اس شخص کو کافر کہنے سے احتیاط کی۔ مگر دیوبندیوں کے نزدیک تو احتیاط کا بھی کوئی محل باقی نہیں ہے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے فتاویٰ میں توبہ کی شہرت خلاف واقع اور غلط ہونے کی تصریح کی ہے۔

» توبہ کرنا ان کا (یعنی مولوی اسمعیل کا) بعض مسائل سے

محض اہل بدعت کا ہے « لے

اب دیوبندی اعلیٰ حضرت کی احتیاط سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی یہ بھی تصریح کر چکے ہیں کہ اسمعیل کے کافر کہنے والوں کو کافر نہ کہا جائے۔

» مولانا محمد اسمعیل صاحب کو جو لوگ کافر کہتے ہیں بتاویل کہتے ہیں اگرچہ وہ تاویل ان کی غلط ہے لہذا ان لوگوں کو کافر کہنا اور معاطہ کفار کا سا کرنا نہ چاہیے « لے

صاحبِ سیفِ یمانی کا دعویٰ سنیت

عقائد اہل سنت ہمارے عقائد اور فقہ حنفی ہمارا معمول

لے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۲ ج ۱ لے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۸ جلد ۱۔

ہے یہی ہمارے سنی حنفی ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ اے

عجب دلیل ہے جس سے قابلیت ٹیکسی پڑتی ہے۔ یہ نہ بتایا کہ آپ اہلسنت
کہتے کسے ہیں جن کے عقائد کو آپ اپنے عقائد بتاتے ہیں کیا وہی اتباع ابن
عبدالوہاب نجدی جن کو آپ کے مستند اور تسلیم کئے ہوئے بزرگ علامہ ابن عابدین
شامی نے اپنی کتاب روالمختار جلد ۲ ص ۴۰۰ میں بایں الفاظ خارجی کہا ہے۔

ویکفرون اصحاب نبینا صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم علمت ان هذا

غیر شرط فی مسی الخوارج بل هو

بیان لمن خرجوا علی سببنا علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ والذو فیکفی

فیہم اعتقاد ہم کفر من خوارجوا

علیہ کما وقع فی زماننا فی اتباع

عبدالوہاب الذی خرجوا من نجد

وتغلبوا علی العربین وكانوا ینتحلون

مذہب الحنابلہ لکنہم اعتقدوا

انہم ہم المسلمون وان من

خالف اعتقاد ہم مشرکون

واستباحوا بذالك قتل اهل السنۃ

وقتل علماء ہم حتی کسر اللہ تعالیٰ

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ

کافر کہنا کچھ خارجوں کے لئے

مزدوری نہیں بلکہ خاص یہ ان خارجیوں

کا بیان حال ہے جنہوں نے ہمارے

آقا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر

خروج کیا تھا خارجی ہونے کو اتنا کافی

ہے کہ جن پر خروج کریں انہیں اپنے

عقیدے میں کافر جانیں جیسا ہمدے

زمانے میں عبد الوہاب کے پیروں سے

واقع ہوا جنہوں نے نجد سے نکل کر

حرمین شریفین پر ظلماً قبضہ کیا اپنے

آپ کو غیبی بتاتے تھے مگر ان کا مذہب

یہ کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو ان

کے خلاف مذہب ہیں مشرک ہیں اسی

شُرکَتہم و حزبِ بلادِ ہمدان و ظفر
 بنی پرانہوں نے اہل سنت و علمائے
 بہم عساکر المسلمین عام ملت و
 اہل سنت کا شہید کرنا حلال ٹھہرایا
 ثلاثین و مائتین و الف - لے
 یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ان کی شوکت
 توڑی ان کے شہر ویران کئے۔ مسلمانوں کے لشکر کو ان پر فتح دی ۱۲۲۲ھ (بارہ سو تیس) ہجری میں۔

ابن عبد الوہاب کے عقائد حسین احمد ٹانڈوی کے قلم سے

مولوی حسین احمد صدر المدین مدرسہ دیوبند نے اپنی کتاب رجوم المدین میں
 اتباع عبد الوہاب اور خود اس کے یہ عقائد لکھے۔

نجدی عقیدہ نمبر ۱۔

محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمان دیار
 مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے
 پھین لینا حلال و جائز بلکہ واجب ہے۔ لے

نجدی عقیدہ نمبر ۲

نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم
 السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں
 تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ اگر بعد وفات

لے: رد المحتار جلد ۱ ص ۴۷۸ - لے: رجوم المدین ص ۵۱

ان کو حیات ہے تو وہی حیات برزخ ہے جو احاد اُمت کو ثابت ہے۔ بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں مگر بلاعلاقہ روح اور متعدد لوگوں کی زبان سے بالفاظ کریمہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں دربارہ حیات نبوی علیہ السلام سنا جاتا ہے۔ ۱

نجدی عقیدہ نمبر ۳

زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت و حرام وغیرہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محفوظ و ممنوع جانتا ہے۔ لانتشد و الرجال الاالی ثلثہ مساجد انکا مستدل ہے۔ بعض ان میں کے سفر زیارت کو یہ معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔ اگر مسجد نبوی میں جا رہے ہیں تو صلوات و سلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا وغیرہ مانگتے ہیں۔ ۲

نجدی عقیدہ نمبر ۴

شان نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔ اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شکاوت قلبی و ضعف اعتقادی

کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لاسے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں۔ اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعائیں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ بنا شد کہ ہمارے ہاتھ کی لاکھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ لے

نجدی عقیدہ نمبر ۵

وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالتہ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ واہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سے مسائل میں وہ گروہ اہلسنت والجماعت کے مخالف ہو گئے۔ چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعوای حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عمل در آمدان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے فہم کی موافق جس حدیث کے مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کا بھی مثل غیر مقلدین ہند

لے :- رجوم المذنبین

اکابر امت کی شان میں الفاظ گستاخانہ و بے ادبانہ استعمال کرنا
معمول بہ ہے۔ ۱

نجدی عقیدہ نمبر ۶

وہابیہ سوائے علم احکام و الشرائع جملہ علوم اسرار و حقانی وغیرہ
سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو خالی جانتے ہیں۔ ۲

نجدی عقیدہ نمبر ۷

وہابیہ نفس ذکر و ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم کو قبیح و بدعت کہتے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس اذکار اولیاء
کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی بُرا سمجھتے ہیں۔ ۳

صاحبِ سیفِ یمانی کی مکاری اور بددیانتی کا پردہ چاک

مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے المہند میں اسی کا یہ حکم بیان کیا۔
” ہمارے نزدیک ان کا (یعنی محمد بن عبد الوہاب کا) حکم
وہی ہے جو صاحبِ در مختار نے فرمایا ہے خوارزمی کی ایک
جماعت ہے“ ۴

اور تمام اکابر۔۔۔ علمائے دیوبند نے المہند کی تصدیقیں کیں جن میں سیفِ یمانی

۱۔ رجوم المدینین ص ۷۔ ۲۔ رجوم المدینین ص ۸۲۔ ۳۔ رجوم المدینین ص ۸۳۔ ۴۔ المہند ص ۱۳۔

کے مصدق مولوی اشرف علی تھانوی بھی شامل ہیں۔ یہی آپ کے اہل سنت ہیں اور آپ کے عقائد انہیں کے مطابق ہیں اگر یہ کہو تو آپ اپنے تسلیم اور اقرار سے بحکم علامہ ابن عابدین شامی اور اپنے اکابر دیوبند کے خارجی ہیں۔ اہلسنت ہونے کا محض دعوئی کارآمد نہیں۔ غیر مقلد بھی اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔ مرزائی بھی اپنے آپ کو سنی حنفی بتاتے ہیں روافض کا فرقہ زیدیہ بھی حنفی ہونے کا مدعی ہے۔ تو کیا یہ سب اہل سنت ہو گئے۔ یہ نہیں ہوتے تو آپ کیسے ہوتے اور اگر آپ یہ کہیں کہ آپ نجدیوں کے عقائد سے متفق نہیں ہیں تو نجدی کے عقائد عمدہ بتانے والے مولوی۔ رشید احمد گنگوہی کا حکم بتائیے۔

» محمد ابن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی۔ شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔ لے

صاحب سیفِ یمانی کی سنیت کا دعویٰ تو خاک میں مل گیا اور اس کو مع اپنی کمیٹی کے اپنے آپ کو سنی ثابت کرنے کی ہمت نہ ہو سکے گی۔

اعلان مناظرہ | صاحب سیفِ یمانی نے اپنے اہل سنت ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد یہ اعلان کیا ہے کہ۔

اگر کسی کو ہمارے اس دعوے میں ذرا بھی شک و شبہ ہو تو

وہ رضا خانی جماعت کبھی کسی ذمہ دار عالم کو تیار کر کے ہمیں اطلاع دیں۔
ہم بالموافقہ اپنے سُنی حنفی ہونیکا ثبوت دیں گے۔ لے

اسلامان مناظرہ کا جواب

ہمارے تلامذہ اور ہم اس مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔
سیفِ یمانی کے اصل مُصنّف یا اولِ مُصدّق مولوی اشرف علی صاحب تھانوی
جب چاہیں انتظام کر کے جس بڑے مقام میں چاہیں ہمیں اس مناظرہ کے لئے۔
طلب کر لیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے اس دعوے کا ابطال کر دیں گے۔ ہاتوا
برہانکم انکنتم صادقین۔

اہل سنت کے نزدیک میلاد شریف فاتحہ وغیرہ کے مانعین مستحق
ملامت ہیں یا ہر تارک

اس کے متعلق صاحبِ سیفِ یمانی نے لکھا۔

اعتراض | بدعتی اہلسنت و جماعت کو ان افعال نامرضیہ کے نہ کرنے کی وجہ
سے بھی بُرا کہتے ہیں اور منع کرنے کی وجہ سے بھی۔ لے

جواب :- جو نہ کرنا بُرا جان کر ہو وہ منع کے حکم میں ہے۔ وہابی کا ترک قیام و
ترک محفل میلاد ترکِ سوم و دہم و عرس باعتبار عدم جواز ہے اور یہ اعتقاد باطل ہے۔
لہذا یہ ترک بھی کہ مشتمل انکار پر ہے مذموم ہے۔

بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام

لے ۱۔ سیفِ یمانی ص ۹۰۔ لے ۲۔ سیفِ یمانی ص ۹۰۔

بدعت کی صحیح تعریف اور اس کا صحیح مفہوم وہاں بیہ کے اگلوں پھیلوں کو میسر ہی نہ ہوا باوجودیکہ رات دن صد ہا امور خیر کو بدعت کہا کرتے ہیں اور لفظ بدعت ان کے لئے وظیفہ ہو گیا ہے۔ مگر عقل سے اتنے کورے ہیں کہ بدعت کے معنی آج تک نہ سمجھے۔

صاحب سیفِ یمانی نے بھی بدعت کے معنی اور اس کی تقسیم میں اپنے نامہ اعمال کی طرح ورق سیاہ کئے ہیں بگر راہِ صواب سے منزلوں دور رہا اور اس کی تحریر خود اس کے اپنے پاؤں کی زنجیر ہو گئی۔ وہ لکھتا ہے۔

”بدعت لغت میں ہر امر جدید کو کہتے ہیں اور اصطلاح علماء شریعت میں یہ لفظ دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے ایک ہر وہ فعل جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد وجود میں آیا اور آپ کے زمانہ میں موجود نہ تھا۔ (پھر یہ فعل از روئے شریعت کبھی اچھا ہوتا ہے اور کبھی بُرا۔) دوسرے ہر چیز وہ جو امور دینی میں نہ ہو اور لوگ اس کو امر دینی سمجھنے لگیں اس کو بدعت حقیقی اور بدعت شرعی بھی کہا جاتا ہے اور یہ بدعت ہمیشہ مذموم ہی ہوتی ہے۔ قال نبینا الامر والناہی علیہ وعلىٰ الہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی امرنا هذا مالیس منہ فہود۔ جو بھی ہمارے اس دین میں ایسی بات ایجاد کرے جو اس میں سے نہیں ہے سو اس کی یہ ایجاد کردہ بات مردود و مٹو رہے۔“

قطع نظر اس کے کہ اس کا ماخذ کیا ہے اور اس پر کتنے نقوض وارد ہوتے ہیں ہمیں یہ دکھانا منظور ہے کہ صاحبِ سیفِ میانی نے بدعت کے اصطلاحی و شرعی معنی دو بتائے ایک یہ کہ جو فعل حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہ ہو وہ بدعت ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ اچھا اور بُرا۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ہر فعل جو زمانہ اقدس میں نہ ہو وہ ہمیشہ بُرا ہی نہیں ہوتا کبھی اچھا بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد پھر صاحبِ سیفِ میانی نے لکھا ہے۔

جن علماء نے بدعت کی دو قسمیں حسنہ اور سیئہ کی ہیں ان کی مراد بدعت سے وہ پہلے معنی ہیں جس کے متعلق ہم بھی عرض کر چکے ہیں کہ وہ کبھی از روئے شریعت اچھی ہوتی ہے اور کبھی بُری۔ لے

اس میں بدعت حسنہ کا صاف صریح اقرار بھی ہوا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ صاحبِ سیفِ میانی کے نزدیک کسی امر کا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں نہ ہونا اس کو مذموم و ناجائز نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے لچھے یا بُرے ہونے کے لئے کوئی اور دلیل شرعی درکار ہے۔ تو اب مجلس مولود قیام۔ فاتحہ عرس سوم۔ سوئم چہلم میں سے کوئی بھی چیز صرف اس وجہ سے ممنوع نہیں کہی جا سکے گی کہ ”بقول وہابیہ“ زمانہ اقدس میں نہ تھی بلکہ اس کو ناجائز ثابت کرنے کے لئے کوئی دوسری شرعی دلیل لانی پڑے گی۔ لا وہ دلیل کیا ہے۔ ہا تو اب رہا ان کنتم صا د قینے۔

اور وہابیہ کے پاس امور مذکورہ کے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں تو ان کے

تمام حکم باقرار صاحب سیفِ میانی باطل ہوئے۔ والحمد لله الذی اظہر الحق
وابطل الباطل۔

اب وہابی اگر کسی چیز کو بدعت و ناجائز کہے تو اس سے عدم جواز کی دلیل طلب
کرنی چاہیے کیونکہ فقط زمانہ پاک میں نہ ہونا باقرار صاحب سیفِ میانی برائی کا حکم
نہیں رکھتا۔

بدعت کے دوسرے معنی | ہر وہ چیز جو امور دینی میں سے نہ ہو اور

لوگ اس کو امر دینی سمجھنے لگیں اس

کو بدعت حقیقی اور بدعت شرعی بھی کہا جاتا ہے اور یہ بدعت ہمیشہ مذموم ہی ہوتی
ہے۔ ۱

اولہ :- صاحب سیفِ میانی کو امور دینی کے معنی بیان کر دینے لازم ہیں وہ بتائے
کہ امور دینی سے اس کی کیا مراد ہے۔ آیا فقط وہ امور جو قرآن و حدیث میں صراحتاً
مذکور ہیں وہی امور دینی ہیں۔

دوم :- امر دینی سمجھنے کا کیا مطلب ہے اس کو بھی واضح کرنا چاہیے۔ آیا یہ کہ
اس کو داخل اعتقادات کرتے ہوں یا یہ کہ اس کو اچھا یا باعث ثواب جانتے
ہوں یا مباح سمجھتے ہوں۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو نہ کبھی دہا بیہ سے حل ہوا ہے نہ
انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہوگا جب تک کہ وہ وہابی رہیں۔ بتاؤ تمہاری یہ تعریف کتب
حدیث کی جمع تالیف پر صادق آتی ہے یا نہیں۔

کیا حدیثوں کا کتابوں کی شکل میں اسانید کے ساتھ جمع کرنا اور ابواب و
فضول کی ترتیبوں سے مرتب کرنا امور دینیہ میں سے ہے کبھی حضور سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم یا حضور کے خلفاء راشدین نے یا صحابہ نے ایسا کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ نہیں کیا تو وہ کام جو نہ حضور نے کیا نہ حضور کے خلفاء نے کیا نہ صحابہ نے۔ اسے امر دینی کہو گے۔ اگر کہو تو مجلس میلاد و عرس و فاتحہ کو امر دینی کیوں نہیں کہتے۔ اور اگر امر دینی نہ کہو تو لوگ ان کتابوں کی تصنیف کو امر دینی اور باعث ثواب سمجھتے ہیں۔ تمہاری تعریف بدعت اس پر صادق آتی تو ضرور تمہارے طریقہ پر یہ بدعت حقیقی و شرعی مذموم ہے۔

سوم: مولوی اشرف علی نے قرآن شریف مترجم چھاپا ہے۔ ترجمہ تحت لفظی ہے۔ قرآن کریم کی ہر سطر کے نیچے ترجمے کی ہر سطر۔ حاشیہ پر فوائد۔ شان نزول۔ مسائل اور اعمال درج ہیں اس ترجمہ کے ساتھ آیات و سورتوں کے اعداد سے نقش بھی پڑکے گئے ہیں۔ کیا تمہارے نزدیک امر دینی ہیں؟ ہے تو کیا دلیل! کبھی زمانہ رسالت میں یا خلفاء راشدین و صحابہ و تابعین کے وقت میں ایسا ہوا تھا ہرگز نہیں تو وہ امر دینی کیسے ہوتے۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر تابعین تبع تابعین تک تمام حضرات اس امر دینی کے تارک رہے عرض تم اپنے طریقہ پر ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ یہ امر دینی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ مولوی اشرف کے اس کام کو تم خود بے دینی کا کام سمجھتے ہو یا دین کا۔ سیفِ یمانی کی تصدیق کرنے والے مولوی اشرف علی خود دیکھ لیں کہ ان کی یہ تعریف ان کے اپنے ترجمہ پر صادق آرہی ہے اور سیفِ یمانی کی تمام حدیثیں جو بدعت کی برائی ہیں ہیں وہ مولوی اشرف علی صاحب پر چسپاں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بدعتی
کانہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ

نہ جہاد نہ پرہیزگاری نہ عبادت گزارگی وہ دائرہ اسلام
سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح خمیر سے بال نکالا
جاتا ہے۔ لے

صاحبِ سیفِ یمانی کے حکم سے مولوی اشرف علی بدعتی خارج از اسلام
ٹھہرے اور سیفِ یمانی کا یہ فیض مولوی اشرف علی ہی تک کیا محدود ہے سارے
اکابر اصغر دیوبند اسی حکم میں ہیں کیونکہ مدرسہ جاری کرنا اس کے لئے پختہ
خوبصورت نمود کی عمارتیں بنانا کتب خانہ جمع کرنا۔ تنخواہ دار ملازم رکھنا۔ نصاب معین
کرنا۔ فلسفہ منطق۔ معانی۔ بیان و عیضہ داخل درس کرنا۔ درجہ بندیوں کرنا۔ ہر
درجہ کے لئے جداگانہ استاد مقرر کرنا۔ تعطیل کے ایام و اوقات مقرر کرنا تکمیل کے
لئے ایک نصاب خاص کروینا۔ اس کے بعد سند دینا۔ دستار بندی کرنا دارالافتاء
و دارالحدیث کی بڑی بڑی عمارتیں بنانے کے لئے چندے طلب کرنا چٹکی چکی
آنا جمع کرنے کیلئے گھر گھر برتن رکھنا۔ رسید بہیاں چھپوانا وغیرہ۔ صد ہا بدعات ہیں
جن پر آپ کی یہ تعریف بدعت صادق آتی ہے اس کو دین کا کام بتا کر ہی چند
مانگنا۔ اور لوگوں کا ایسے مدرسہ کو دینی کام سمجھنا سیفِ یمانی والے کے نزدیک بدعت
و مذہب ہوا۔ اس کو آپ لوگ بدعت کا مندر کہیں گے یا کچھ اور نام تجویز کیجئے۔ اور
جو لوگ اس بدعت کی حمایت میں سیفِ یمانی کے حکم سے خارج از اسلام ہوئے
ان کی نہ نمازیں قبول نہ حج نہ روزے نہ زکوٰۃ نہ جہاد نہ پرہیزگاری۔

وہا بیو! بدعت کے اتنے بڑے مندر کو جلد گراؤ اور خود خمیر کے بال کی
طرح سے اسلام سے خارج مت ہو۔ یہ سیفِ یمانی ہی کے احکام ہیں جو آپ

لوگوں پر منطبق ہو رہے ہیں۔ اب یا تو آپ بدعت کی اس تعریف کو غلط تسلیم کیجئے اور اس کی کوئی دوسری تعریف پیش کیجئے۔ یا اپنے آپ کو سارے زمانہ سے بڑھ کر سخت بدعتی تسلیم کیجئے جو مرضی والا ہو اینٹے المضر صاحب سیفِ میانی نے اسی بدعت کی بحث میں لکھا ہے۔

علماء اُمت کا فرض ہے کہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسی آخری مسلک کو (کہ ہر بدعت مذموم ہے) اختیار کریں اور بدعت کی تقسیم کر کے گمراہی کا دروازہ نہ کھولیں۔ ۱

پہلے تو گمراہی کا دروازہ کھولنے کا صاحبِ سیفِ میانی مرتکب ہوا کہ اس نے اس بحث کے اول میں بدعت کی تقسیم کو بیان کیا۔ دوسرے یہ تقسیم حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے۔

من سن سنة حسنة فعمل بها	جس نے دین میں کوئی نیا فعل حسن نکال
كان له اجرها ومثل اجر من	کر اس پر عمل کیا تو خود اس کا اجر اور
عمل بها. لا ينقص من	جو کوئی اس طریقہ پر عمل کرے گا اس کا اجر
اجورهم شيئاً ومن سن سنة	اس موجد کو بٹے گا بغیر اس کے کہ ان عمل
سيئة فعمل بها كان عليه	کرنے والوں کے اجر وہ میں کوئی کمی
وزرها ووزر من عمل بها لا ينقص	ہو اور جس نے دین میں کوئی گمراہی (بدعت)
من اوزارهم شيئاً.	سیرہ نکال کر اس پر عمل کیا تو خود اس

کا گناہ اور جو کوئی اس طریقہ پر عمل کرے گا اس کا گناہ اس موجد کو بٹے گا بغیر اس کے کہ ان عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی ہو۔ ۲

۱۔ سیفِ میانی ص ۹۱۔ ۲۔ سنن ابن ماجہ مطبوعہ نظامی دہلی ص ۱۵۱۔

مسلمانو! اس تقسیم کو گمراہی کا دروازہ کھولنا کہہ کر سیف یسانی والا (خاکش بدین) کس کو گمراہی کا دروازہ کھولنے والا بتاتا ہے۔

تیسرے پیشوایان اسلام و اکابر اعلام یہ تقسیم فرما رہے ہیں۔
مجمع البحار میں ہے۔

ہی نوعان بدعتہ ہدی و بدعتہ	بدعت دو قسم کی ہے ایک بدعت ہدے
منولۃ فمن الاول ما کان تحت	اور دوسری بدعت ضلالہ بدعت ہدے
عموم مانند ب الشارح الیہ	اس عموم میں داخل ہے جس کو شارع نے
وخص علیہ فلا یذم لوعده	مستحب کیا اور اس پر ترغیب دلائی تو
الاجر علیہ بحديث من سن	وعدہ اجر کی وجہ سے اس پر مذمت نہ
طتہ و فی ضدادہ من سن سنة	کی جائے گی۔ بہ سبب حدیث من سن سنتہ
سیئۃ ومن الثانی ما کان بخلاف	حنتہ کے اور اس کی ضد من سن سنتہ
ما امر بہ فیذم وینکر	سنتہ کے اور دوسری قسم یعنی بدعت ضلالت
علیہ۔ لہ	وہ ہے جو ماموئہ کے خلاف ہے تو اس پر مذمت

کی جائے گی اور انکار کیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک بدعت ہدی جس کا عامل اجر اس کا پاتا ہے۔ دوسری بدعت ضلالت جس کو سیئہ کہتے ہیں۔ یہ امر شرعی کے خلاف اور مذموم ہوتی ہے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔

قال العزبن عبد السلام رحمۃ اللہ عز ابن عبد السلام نے فرمایا کہ بدعت

لہ ۱ مجمع البحار جلد اول ص ۲۲۹

تعالیٰ البدعة فعل مالم یعهد
فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وتنقسم الی خمسة احکام۔

اقسام بدعت

یعنی الوجوب والندب باخ وطریق
مرفعة ذلك ان تعرض البدعة
على قواعد الشرع فای حکم دخلت
فیه فیہ منه فمن البدع الواجبة
تعلم النحو الذي يفهم بالقرآن
والسنة ومن البدع المحرمة مذ^{هب}
نحو القدیة و^ی البدع المندوبة
احداث نحو المدارس والاجتماع
لصلوة التراويح ومن البدع المبا^ح
المصافحة بعد الصلوة ومن البدع
المكروهة زخرفة المساجد والمعا^{حف}
ای بغیر الذمب والافعی محرمة فی
الحديث كل بدعة ضلالة وكل ضلالة
فی النار وهو محمول علی
المحرمة لا غیر و^{حیث} حصل فی
ذلك الاجتماع لذكر او صلوة الراء^{یج}
او نحوها محرم وجب علی کل ذی

وہ فعل ہے جو زمانہ اقدس نبی کریم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ پایا جائے اور
بدعت پانچ احکام پر منقسم ہوتی ہے
یعنی واجب مستحب وخیرہ۔

اور اس کی معرفت کا طریقہ یہ ہے کہ بدعت
کو شریعت کے قواعد پر پیش کیا جائیگا تو
وہ جس کے تحت میں داخل ہوگئی وہی اس
کا حکم ہے پس بدعات واجبہ سے اتنی نحو کا
سیکھنا ہے جس سے قرآن و حدیث سمجھ لیا
جاتے اور بدعات محرمہ سے مذہب قدیم
وغیرہ کا ہے۔ اور بدعات مستحبہ سے بدلنا
وغیرہ کا بنانا اور نماز تراویح کے لئے جمع
ہونا ہے اور بدعات مباحہ سے نماز کے بعد
مصافحہ کرنا ہے اور بدعات مکروہہ سے
مساجد و مصاحف کا نقش و نگاہ ہے مگر روئے
سے نہ ہو ورنہ حرام ہے اور حدیث شریف
میں جو یہ فرمایا کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔
اور ہر گمراہی مذمبی ہے اس سے بدعت محرمہ
مراد ہے۔ نہ کہ دوسرے اقسام اور جہاں
کہیں ذکر یا نماز تراویح وغیرہ کے اجتماع میں
کوئی حرام کام ہونے لگے تو ہر قدرت رکھنے۔

قدرة النهى عن ذلك - ۱۔
والے شخص پر اسکا روکنا واجب ہے۔

شامی شرح جامع صغیر طریقہ محمدیہ میں بدعت کے پانچ اقسام

علامہ ابن عابدین روال مختار میں فرماتے ہیں۔

قوله ای صاحب بدعة، ای محرمة
والا فقد تكون واجبة كنصب
الدلة للرد على اهل المفرق الضالة
وتعلم النحو المفهم للكتاب والسنن
ومندوبة كاحداث نحو رباط و
مدسة وكل احسان لم يكن في
الصدر الاول ومكرهة كنخرفة
المساجد ومباحة كالتوسع بلنيد
الماء كل والمتارب والثياب كما
في شرح الجامع الصغير للمصنف
عن تهذيب النووي ومثله
في الطريقة المحمدية - ۲۔
ہے اور طریقہ محمدیہ میں اس طرح ہے۔

در مختار کی عبارت میں لفظ بدعت سے
بدعت محرمہ مراد ہے ورنہ بدعت کبھی واجب
ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں پر روکے دلائل
قائم کرنا اور اتنی خوب سیکھنا جس پر کتاب و
سنت کا سمجھنا موقوف ہو اور کبھی بدعت
مستحب ہوتی ہے جیسے مسافر خانے اور
مدارس وغیرہ بنانا اور ہر نیک بات جو صد
اول میں نہ تھی اور کبھی بدعت مکروہ ہوتی
ہے۔ جیسے مساجد کے نقش و نگار اور کبھی
بدعت مباح ہوتی ہے جیسے طعمہ ہائے
لذیذ اور مشارب اور لباس کی وسعت جیسا کہ
شرح جامع صغیر تہذیب نووی سے منقول

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بدعت کی پانچ قسمیں لیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ

میں فرماتے ہیں۔

و بعض بدعتہا است کہ واجب است
چنانکہ تعلیم و تعلیم صرف و نحو کہ بدان معرفت آیات و
احادیث حاصل گردد و حفظ غرائب کتاب
و سنت و دیگر چیز ہائیکہ حفظ دین و ملت
براں موقوف بود و بعض مستحسن و مستحب
مثل بنائے رباطہا و مدرسہ و بعض مکروہ
مانند نقش و نگار کردن مساجد و مصاحف بقول
بعض بعض مباح مثل فراخی در طعامہائے
لذیذہ و لباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند
و باعث طغیان و تکبر و مفاخرت
نہ شوند و مباحات دیگر کہ در زمانہ اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نہ بودند چنانکہ عزبال و
مانند آن و بعض حرام چنانکہ مذاہب
اہل بدع و اہل بر خلاف سنت و جماعت
اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھیں جیسا کہ پھلنی اور اس کی مثل اور بعض بدعت حرام
ہیں جیسے اہل بدع اور اہل بدعت کے وہ مذاہب باطلہ جو اہل سنت و جماعت کے خلاف ہوں
ان پیشوایان دین و علماء معتبرین نے اپنی کتب دینیہ معتبرہ و معتدہ میں بدعت
کی تقسیم فرمائی۔ اور پانچ قسمیں شمار کیں بعض واجب جیسے کہ صرف نحو و غیرہ کا سیکھنا

بعض بدعت واجب ہیں جیسے صرف
و نحو کا سیکھنا سکھانا کہ جن سے آیات و
احادیث کی معرفت حاصل ہوتی ہے
اور کتاب و سنت کی غرائب وغیرہ کا
یاد کرنا اور دوسری چیزیں کہ جن پر دین و
ملت کی حفاظت موقوف ہے اور بعض
بدعت مستحب و مستحسن ہیں جیسے مسافر خانوں
اور مدرسوں کا بنانا۔ اور بعض بدعت مکروہ
ہیں جیسے بقول بعض کے مساجد و مصاحف
کے نقش و نگار اور بعض بدعت مباح ہیں
جیسے طعامہائے لذیذ اور لباسہا فاخرہ
کی فراخی جب حلال ہوں اور طغیان و تکبر
اور مفاخرت کا سبب و باعث نہ ہوں
اور دوسری مباح چیزیں جو زمانہ اقدس حضور
اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھیں جیسا کہ پھلنی اور اس کی مثل اور بعض بدعت حرام
ہیں جیسے اہل بدع اور اہل بدعت کے وہ مذاہب باطلہ جو اہل سنت و جماعت کے خلاف ہوں
ان پیشوایان دین و علماء معتبرین نے اپنی کتب دینیہ معتبرہ و معتدہ میں بدعت
کی تقسیم فرمائی۔ اور پانچ قسمیں شمار کیں بعض واجب جیسے کہ صرف نحو و غیرہ کا سیکھنا

جن پر آیات و احادیث کی معرفت موقوف ہے بعض مستحب و مستحسن جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کا بنانا۔ بعض مکروہ جیسا کہ بقول بعض مساجد و مصاحف کے نقش و نگار اور بعض مباح مثل طعامہائے لذیذ اور لباسہائے فاخرہ کے اور بعض حرام جیسے کہ رافضی خارجی وہابی وغیرہ اہل بدع و اہوا کے مذاہب۔

صاحب سیفِ میانی کی باغیانہ جرات | صاحب سیفِ میانی کی جرات

اور بیباکی قابلِ دید ہے کہ وہ بدعت کی تقسیم کرنے کو گمراہی کا دروازہ کھولنا بتاتا ہے تو اس کے نزدیک ان تمام دینی کتابوں میں گمراہی کا دروازہ کھولا گیا ہے۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولوا لا کذباً۔

پھر سیفِ میانی والا کسی بدعت کو حسنہ نہیں مانتا اور اس کو گمراہی کا دروازہ کھولنا اور تیل ہے تو کتبِ دینیہ کی تصنیف مدرسوں کی بنیادیں گمراہی کا دروازہ ہے اب مدرسہ دہلی بند باقرہ ہے گمراہی کا کھلا دروازہ ہوا۔ وہاں بیوہ! اس کو جلد بند کرو اور گمراہی کے دروازے تم نے بہت کھول رکھے ہیں ان سب کو گراؤ۔ اور اپنے مدارس کو نیست و نابود کرو اگر اپنے خیال میں اپنے آپ کو سچا جانتے ہو۔

صاحب سیفِ میانی کا ایک اور نسیا فرض

صاحب سیفِ میانی کی موٹی بدعت قابلِ دید ہے اس نے دین میں ایک نیا فرض گڑھ دیا۔ لکھتا ہے۔

ہمارے زمانہ کے عوام کی ذہنیت کا لحاظ رکھتے ہوئے علمائے اُمت کا فرض ہے کہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسی آخری مسلک کو اختیار کریں اور بدعت کی

تقسیم کر کے گمراہی کا دروازہ نہ کھولیں۔ اے
 لطف یہ ہے کہ آپ خود اس فرض کے تارک ہیں اور آپ نے سب سے
 پہلے بدعت کی تقسیم اچھی اور بُری کی طرف کر کے اپنے اس لازم کئے ہوئے فرض
 کو ترک کیا ہے۔ اور گمراہی کا دروازہ کھولا ہے۔

صاحبِ سیفِ یمانی کے نزدیک امام بخاری بدعتی ہیں

اس کے بعد صاحبِ سیفِ یمانی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
 کے مکتوبات کی چند عبارتیں نقل کر کے اس کا یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان کے نزدیک
 بدعت کی تقسیم گمراہی کا ایک نہایت وسیع دروازہ کھولتی ہے۔ اگر ایسا ہے
 تو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا احادیث کو اس طرح جمع کرنا کہ ہر ہر حدیث
 لکھتے وقت دو رکعت نفل پڑھا۔ استخارہ کرنا۔ آبِ زم زم سے غسل کرنا اور
 احادیث کے لئے اسنانید لانا۔ باب وضع کرنا وغیرہ سب بقول وہابیہ معاذ اللہ
 بدعت و ضلالت ہوا۔ وہابیہ کے استاذ والا ستاذہ مولوی احمد علی صاحب
 سہارنپوری مقدمہ بخاری میں لکھتے ہیں۔

تیسیر میں ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ
 علیہ نے فرمایا میں نے صحیح بخاری کی تقریباً
 چھ لاکھ احادیث سے تخریج کی اور میں نے
 اس میں نہیں لکھا کسی حدیث کو مگر دو رکعت
 نفل پڑھے۔

وفی التیسیر قال البخاری رحمۃ اللہ
 تعالیٰ خرجت کتاب الصحیح من
 مہاوست مائۃ الف حدیث وما
 وضعت فیہ حدثنا الا و صلیت
 رکعتین۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات میں انہیں امام بخاری علیہ الرحمۃ کے تذکرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

و تصنیف آن در مسجد المحرم نمود و بیچ ؛ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد حرام میں حدیثے را در ان کتاب در نیاورد و کتابت نکرد تا استخارہ نمود از خداوند تبارک و تعالیٰ و دو رکعت نماز گزارد و بروایت آمدہ کہ غسل بآب زمزم میگرد و دو رکعت نماز خلف مقام میگزارد و ہر چہ نزد صحت آن سے پیوست در ان کتاب ایراد می نمود۔ لے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد حرام میں بخاری شریف کو جمع فرمایا اور بلا استخارہ کے اور بغیر دو رکعت نفل پڑھنے کے کسی حدیث کو اس کتاب میں نہیں لکھا اور ایک روایت میں یہ آیا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آب زمزم سے غسل فرماتے اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نفل پڑھتے اور جو حدیث ان کے نزدیک مقصود تھی کو پہنچتی اور اس کو اس کتاب میں تحریر فرماتے۔

گنگوہی کے نزدیک بدعت رواج عام سے جائز ہو جاتی ہے

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے نزدیک تو بدعت رواج عام سے جائز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۳۲ میں لکھتے ہیں۔

سوال :- نعلین چوبی کو مولوی عبدالحق صاحب لکھنوی نے بدعت لکھا ہے۔ اتحاد النعل من الخشب بدعتہ کما فی القنیۃ والحمادیۃ اس کا وہی مطلب ہے جو حضور نے فرمایا ہے، یا یہ کتب غیر معتبرہ سے ہیں یا اس عبارت کی اور کوئی تاویل ہو سکتی ہے بلینواد تو جروا

الجواب :- کسی وقت میں ناجائز تھی اب درست ہو گئی کہ عام استعمال اس کا ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشہد
الحمد لله

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

دیکھئے کیا عجیب بات ہے کہ بدعت کو عام ہو جانے سے جائز بتا دیا پھر تو تعزیرے علم شدے سب کے جواز کا فتویٰ دو یہ چیزیں تو کھڑاؤں سے زیادہ عام ہیں۔

بدعت کے حسن و سیئہ ہونے کا حدیث سے ثبوت

یہ خوب یاد رکھیے کہ بدعت کی یہ تقسیم جس کو صاحب سیف یمانی نے گمراہی کا دروازہ کھولنا بتایا ہے۔ یہ تقسیم حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ ہم ابن ماجہ شریف کی حدیث نقل کر چکے ہیں ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث ہے۔

من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضها

یعنی جو گمراہی کی بدعت پیدا کرے۔

الله ورسوله كان عليه من الاثم

جس سے اللہ ورسول راضی نہ ہوں

مثل اثم من عمل به الا ينقص

بقدر ان لوگوں کے گناہوں کے جو

ذالك من اذناهم شيئا۔

بدعت پر عمل کریں اس موجب پر گناہ ہے

اور اس سے ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ ہوگا

داوۃ الترمذی - ۱۷

اس حدیث میں بدعت کے ساتھ ضلالت اور ناراضی خدا و رسول کی قید صاف بتا رہی ہے کہ بدعت دو قسم کی ہے ایک بدعت ضلالت جس سے خدا

۱۷۔ مشکوٰۃ شریف ص ۳

رسول راضی نہیں ہیں۔ دوسری بدعتِ حسنہ جس پر ثواب ملتا ہے اور سببِ رضائے خدا و رسول کا ہوتی ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالمحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

کے کہ بدعتیکہ پیدا کند بدعت ضلالت جو کوئی بدعت ضلالہ پیدا کرے
 کہ راضی نیست از ا خدا و رسول خدا جس سے خدا و رسول خدا علیہ السلام راضی
 بخلاف بدعت حسنہ کہ دروے نہ ہوں بخلاف بدعت حسنہ کے کہ اسمیں
 مصلحت دین بتقویت و ترویج دینی مصلحت کی تقویت اور ترویج
 آں باشد۔ لے حاصل ہوتی ہے۔

یہ تو صاحبِ سیفِ یمانی کے اغلاط کا بیان تھا لیکن جو معنی بدعت کے اس نے خود بیان کئے ہیں۔ یہ معنی بھی تیجہ۔ فاتحہ میلاد مبارک عرس کسی پر صادق نہیں آتے اور اس معنی سے بھی ان چیزوں کو بدعت کہنا غلط و بے اصل ہے۔ کیونکہ ان امور میں ذکر خدا و رسول اور مقبولانِ بارگاہِ حق کی تعظیم و توقیر اور ذکرِ تلاوت اور نیکیوں کا ایصال ثواب اموات کو اور زیارت قبور یہ جتنی چیزیں ہیں سب کی اصل حدیث و قرآن سے ثابت ہے۔ ان پر وعدے ثواب کے ہیں ان کو کسی نے ایجاد نہیں کیا۔ ان پر بدعت کا اطلاق وہابیہ کے طور پر بھی درست نہیں ہے چنانچہ وہابیہ کے پیشوا گنگوہی صاحب اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں

سوال پچیسواں :- کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرونِ ثلثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں۔

الجواب :- قرونِ ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی۔ مگر اس کا

ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس

کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔ اے

دیکھتے بخاری شریف کا قرونِ ثلاثہ میں تالیف نہ ہونا تسلیم اور مصیبت

کے وقت جملہ احادیث شریفہ کا پڑھنا وہ بھی ایک جماعت کا مجتمع ہو کر ایک

کتاب کی تخصیص کے ساتھ قرونِ ثلاثہ سے منقول نہیں ہے۔ پھر صرف اتنی وجہ

سے کہ ذکر خیر ہے تمام تخصیصات و تعینات و قیود سے قطع نظر کر کے اس کی

اصل کو شرع سے ثابت مانا اور اس کے بدعت ہونے کا انکار کیا تو مجلس

میلا و مبارک اور عرس و فاتح کو کس طرح حلقہ ذکر سے (جس کی مدح حدیث

میں آئی ہے) خارج کیا جاسکے گا۔ اور کس طرح اس پر بدعت کا اطلاق درست

ہوسکے گا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہابی بدعت کی تقسیم کریں یا نہ کریں محافل مبارکہ

میلا و شریف و فاتح و عرس وغیرہ کو بدعت و ممنوع قرار نہیں دے سکتے۔ یہاں

ہو الحق و الحق بالحق۔ یہ وہ تہمتی بات ہے جو پیروی کے زیادہ لائق ہے

قرآن پاک اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور

امام ابوحنیفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر وہابیہ کا افترا!

خدا کا غضب صاحبِ سیفِ یمانی پر جس نے خلا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم و تابعین

و امام ابوحنیفہ سب پر افترا کر دیا کہ ان سب نے میلا و شریف

وقیام میلاد کی ممانعت فرمائی۔ لعنة الله على الكاذبين۔
سیف یمانی کے یہ الفاظ ہیں۔

تو کوئی شبہ نہیں کہ ان (یعنی میلاد شریف و قیام میلاد شریف) کی ممانعت حق تعالیٰ شانہ نے قرآن عزیز میں بھی فرمائی۔ اور حبیب ذی شان علیہ صلوات الرحمن نے احادیثِ کریمہ میں بھی صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی ان سے الگ رہنے کی تاکید کی۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے الگ رہنے کی تعلیم دی۔ لے

کیا جرات ہے حق تعالیٰ پر افترا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا صحابہ کرام پر افترا تابعین عظام پر افترا امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ پر افترا اور لطف یہ ہے کہ خود اپنے اوپر بھی افترا کر کہ اس سے ایک صفحہ قبل لکھ چکا ہے۔

صراحتہ ممانعت تو اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ یہ افعال (یعنی میلاد شریف و قیام میلاد شریف) ان حضرات کے زمانہ میں رائج ہوتے۔ لے

لہذا صاحبِ سیفِ یمانی اس شعر کا مصداق بن گیا۔ لے
بول کر جھوٹ بن گئے مصنف آپ ہی اپنے منہ پر تھوک لیا
علم مالکان و مایکون کا آیت حدیث سے ثبوت

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے متعلق اہلسنت و

جماعت کا اعتقاد وہی ہے جو نصوص آیات و احادیث میں آیا جو اللہ تعالیٰ یا اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آیت نمبر ۱: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ

ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

آیت نمبر ۲: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۚ

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

آیت نمبر ۳: مَا خَطَرْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ۚ

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا۔

آیت نمبر ۴: وَالْأَرْضُ وَالرُّطْبُ وَالْيَابِسُ الْآفِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۚ

اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

آیت نمبر ۵: وَعَلَّمَ الْبَيَانَ ۚ

اور ماکان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

آیت نمبر ۶: فَتَجَلَّىٰ لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ ۚ

پس مجھے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

آیت نمبر ۷: وَإِنَّ اللَّهَ ذُو الْإَرْضِ فَارْتَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَ

بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لیے زمین یعنی اسکو سمیٹ کر مثل ہتیلی کے گرد دکھایا

۱: سورہ نحل رکوع ۱۱۔ ۲: سورہ النساء رکوع ۱۶۔ ۳: سورہ الانعام رکوع ۴۔ ۴: سورہ الانعام رکوع ۵۔ ۵: سورہ رحمن رکوع ۱۔ ۶: مشکوٰۃ شریف ص ۶۹۔ ۷: مشکوٰۃ شریف ص ۷۲

مغاربہا۔ ۱

پس دیکھا میں نے اس کی مشرقوں اور
مغربوں کو یعنی تمام زمین دکھی۔

اللہ جل شانہ نے میرے لیے دنیا کو
ظاہر فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور
جو کچھ اس میں تاقیامت ہونے والا

ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں صلی علیہ وسلم اپنی اس ہتھیلی کی طرف۔

حدیث نمبر ۱۰۰۰ رفع لی الدنيا فانا انظر
الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم
القیامة کانما انظر الی کفی لہذا۔

ماکان وما یکون کا ثبوت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری
مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش
سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے
اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے

روایت ہے عمر بن الخطاب انصاری
سے نماز پڑھاتی ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر
خطبہ فرمایا ہمارے لیے یا وعظ فرمایا
یہاں تک آگیا وقت ظہر کی نماز کا پھر اترے
اور نماز پڑھی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور

حدیث نمبر ۱۰۰۰ قام فینا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ما فاخبرنا
عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة
منائر لہم واهل النار منائر لہم۔
تک کے خبر دی۔

حدیث نمبر ۱۰۰۰ قال صلی بنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یوم ان الفجر
وصعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت
الظہر فنزل فصلی ثم صعد
المنبر فخطبنا حتی حضرت
العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر

۱۰ مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۵۔ ۲۰ مواہب الدینہ از شرح زرقانی ص ۲۳۲۔ ۳۰ مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶

حتى غربت الشمس فاخبرنا بما

هو كائن الی یوم القیامة فاعلنا

احفظنا۔ ۱

خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہاں تک کہ

اگیا وقت نماز عصر کا پھر نماز پڑھی پھر نمبر

پر خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ فرود

ہوا آفتاب یعنی پس تمام روز خطبہ میں ہی گزرا پس خبر دی ہم کو ساتھ اس چیز کے

کہ ہونے والی ہے۔ قیامت تک۔

یعنی وقار اور حوادث اور عجائب اور غرائب قیامت تک مجمل یا مفصل بیان

فرماتے پس اس میں بہت سے معجزے ہوتے۔ ۲

ہم میں۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کھڑے ہوتے۔ یعنی خطبہ پڑھا اور وعظ

کہا اور خبر دی ان فتوں کی کہ ظاہر ہونگے۔

نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے

حدیث نمبر ۸: فقام فینا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما

ترك شيئا يكون في مقامه ذلك

الی قیام الساعة الا حدث به۔ ۳

والی تھی اس مقام میں قیامت تک کہ بیان فرما دیا اس کو۔ ۳

حدیث نمبر ۹: لقد تركنا رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم وما یجرك

طائر جناحیه الا ذكولنا منہ علماء۔

مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے

حدیث نمبر ۹: قال علی المنبر فحمد الله

تعالیٰ واثنی علیہ ثم قال ما بال

اقوام طعنوا فی علی لا تسئلونی

یعنی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم

سے اس حال میں مفارقت فرمائی کہ

کوئی پرندہ ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو ہلاتے۔

اس کا بھی بیان فرما دیا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر

قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔

پھر فرمایا ان قوموں کا کیا حال ہے جو

۱۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۳۔ ۲۔ منظر الحق کشوری ج ۴ ص ۶۱۳۔

۳۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۱۔ ۴۔ منظر الحق ص ۳۱۳۔ ۵۔ طبریزی و حسن امام احمد

عن شأى فـ بينكم وبين الساعة
الانباتكم به - ۱

میرے علم میں طعن کرتے ہیں تم اس وقت
سے قیامت تک کسی چیز کے متعلق مجھ سے

دریافت نہ کرو گے تم میں تم کو اس سے خبر داز کروں گا۔

حدیث نمبر ۱۰: قال صلى الله عليه وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب

ليلة المعراج قطرت في حلقى

معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا

قطرة فعلت ما كان وما سيكون^{لله}

اس کے فیضان سے مجھے ماکان وما کیون

کا علم ہو گیا۔

ان آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ مافی السموات والارض تمام ماکان وما کیون کا علم عطا فرمایا
یہی بعینہ ہمارا عقیدہ ہے۔ نہ اس سے ایک شتمہ ہم گھٹائیں نہ اپنی طرف سے
کچھ بڑھائیں۔ نہ کسی آیت و احادیث کے معنی میں کچھ ایر پھیر کریں۔

علم غیب میں وہابیہ کے اقوال و عقائد

وہابیہ کے عقائد	وہابیہ کے اقوال
نبا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد مشرک و کافر ہے۔	نبا: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے۔ سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک کافر ہے۔ ۳

۱: تفسیر خازن مصری جلد ۶۳ ص ۶۳۵۔ ۲: تفسیر روح البیان -

۳: فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۳۶

وہابیہ کے اقوال	وہابیہ کے عقائد
<p>نہجہ ۲: یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ ۱</p>	<p>نہجہ ۲: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کا عقیدہ صریح شرک ہے۔</p>
<p>نہجہ ۳: اس میں ہر چہ پارہ ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں۔ ۲</p>	<p>نہجہ ۳: وہابیہ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام بالاتفاق غیب پر مطلع نہیں۔</p>
<p>نہجہ ۴: حنفیہ نے اس شخص کو کافر کہا ہے جو عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے تھے۔ ۳</p>	<p>نہجہ ۴: جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے غیب کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔</p>
<p>نہجہ ۵: شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطبیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ ۴</p>	<p>نہجہ ۵: شیطان ملک الموت کو جو وسعت علم نص سے ثابت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کا ثابت کرنا شرک یعنی حضور کا علم معاذ اللہ شیطان و ملک الموت سے بھی کم ہے۔</p>

۱۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم ص ۱۰۱۔ ۲۔ مسئلہ غیب ص ۲

۳۔ تحفہ لاثانی برائے فرقة رضا خانی ص ۳۸۔ ۴۔ براہین قاطعہ ص ۵۵

وہابیہ کے اقوال	وہابیہ کے عقائد
<p>نہ ۶: فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی سوا خدا کے کسی کو غیب داں جاننا اور کہنا ناجائز لکھا ہے بلکہ اس عقیدہ کو کفر قرار دیا ہے۔ ۱</p> <p>نہ ۷: ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ ۲</p> <p>نہ ۸: شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ ۳</p> <p>نہ ۹: آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا</p>	<p>۶: سوائے خدا کے کسی کو غیب داں جاننا ناجائز اور اس کا عقیدہ کفر ہے۔</p> <p>۷: حضور کا علم ملک الموت کے علم کے برابر بھی نہیں۔</p> <p>نہ ۸: حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔</p> <p>نہ ۹: بعض علم غیب میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ سب سے اور پاگل بلکہ تمام حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔</p>

۱: تحفہ لاثانی برائے فرقہ رضا خانی ص ۳

۲: براہین قاطعہ ص ۵۲۔ ۳: براہین قاطعہ ص ۵۱۔

وہابیہ کے اقوال	وہابیہ کے عقائد
<p>علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ ۱ نہا: غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن۔ ۲ نہا: غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ ۳ نہا: اللہ کا علم اور کو ثابت کرنا سوا اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادہ سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے عرض اس عقیدہ سے ہر طرح</p>	<p>نہا: حضور کو غیب کی بات معلوم نہیں۔ نہا: غیب کی بات کی رسول کو کیا خبر۔ نہا: جو انبیاء علیہم السلام کے لئے یہ عقیدہ رکھے کہ ان کو علم غیب اللہ تعالیٰ کے دینے سے حاصل ہے وہ بھی مشرک ہے۔</p>

۱۔ حفظ الایمان ص ۸۔ ۲۔ تقویت الایمان ص ۲۵۔ ۳۔ تقویت الایمان ص ۶۶

وہابیہ کے عقائد	وہابیہ کے اقوال
<p>نہ ۱۳: جو حضور کے لئے پانچوں باتوں کا غیب مانے وہ بڑا جھوٹا ہے۔</p>	<p>شُرک ثابت ہوتا ہے۔ ۱۱ نہ ۱۳: جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے۔</p>
<p>نہ ۱۴: انبیاء اور نبی کریم علیہم السلام کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔</p>	<p>نہ ۱۴: کسی انبیاء و اولیاء امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے۔ ۱۲</p>
<p>نہ ۱۵: حضور کے لئے عطا کیا ہوا تمام اشیاء کا علم غیب ماننا محض باطل اور خرافات سے ہے۔</p>	<p>نہ ۱۵: جو کہتے ہیں کہ علم غیب جمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل خرافات میں سے ہے۔ ۱۳</p>
<p>نہ ۱۶: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خاتمہ تک کا حال نہیں جانتے۔</p>	<p>نہ ۱۶: جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کریگا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسروں کا۔ ۱۴</p>

۱۱: تقویت الایمان ص ۱۱۔ ۱۲: تقویت الایمان ص ۱۲۔ ۱۳: تقویت الایمان ص ۱۳۔ ۱۴: تقویت الایمان ص ۱۴۔ ۱۵: تقویت الایمان ص ۱۵۔ ۱۶: تقویت الایمان ص ۱۶۔

یہ وہابیہ کے گنہگار عقائد ہیں جو اپنی کتابوں میں لکھتے اور چھاپتے ہیں اور جب گرفت کی جاتی ہے تو مگر بھی جاتے ہیں۔ علماء اسلام ان عقائد باطلہ کا رد فرماتے ہیں۔ اور ان میں جو کفری کلمات ہیں ان پر ان کی تکفیر کرتے ہیں۔ صاحبِ سیفِ یمانی کو اور اس کے تمام پشت پناہوں کو بہت نہ ہونی کہ وہ اپنے ان باطل عقائد پر کوئی دلیل بیان کرتے یا ندامت کے ساتھ توبہ کرتے۔ ان کو تو ہاتھ نہ لگایا اور اپنے ان عقائد کو ذکر نہ کرتے ہوئے اہلسنت کے خلاف جو دلیلیں قائم کیں وہ یہ ہیں۔

آیت وما یعلم جنود الخ سے وہابیہ کا غلط استناد

- (۱) وما یعلم جنود ربك الا هوہ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
- (۲) فلا تعلم نفس ما انحفی لهم من قترتو عین۔ یعنی جو آنکھوں کی ٹھنڈک (کاسامان) ان اہل جنت کے واسطے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اس کو کوئی شخص نہیں جانتا ہے۔ لے
- ان آیتوں میں تعلیم کی نفی کہاں ہے۔ اور یہ کہاں فرمایا کہ اللہ کسی کو اس کا علم نہیں دیتا ذرا تقویت الایمان دیکھ لی ہوتی۔

غیب کے خزانے کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے فضل کھول کر اس میں سے جتنا جس کو چاہے

بخش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ اے تقویت الایمان ص ۲۴
 اب کہیے جب عطا اُس کے اختیار میں ہے تو بے شک وہابی جب تک
 یہ نہ ثابت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آخر تک حضور کو فلاں چیز کا علم عطا ہی نہیں
 فرمایا اس وقت تک اس کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور یہ وہ کہاں سے ثابت
 کرے گا ہم اوپر جو نصوص ذکر کر چکے ہیں ان سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمایا۔
 (۳) یوم یجمع اللہ الرسل فیقول — ماذا اجبتم

قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب بس دن
 کہ جمع کرے گا اللہ تعالیٰ سب رسولوں کو پس فرمائیں گا ان سے تمہارا
 اُمتوں کی طرف سے تم کو کیا جواب بلا وہ عرض کریں گے ہم کو علم
 نہیں بہ تحقیق آپ ہی غیبوں کے جاننے والے ہیں۔ اے
 وہابیہ کے یہ عقائد ہیں نادانوں کو خبر نہیں کہ اس میں نفی علم نہیں بلکہ ان حجت
 مرسلین کی شان ادب ہے کہ علم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف تفویض فرماتے ہیں
 اور اس کے علم کے حضور اپنے علم کو شمار نہیں کرتے ہیں۔
 چنانچہ تفسیر خازن میں ہے۔

فروا الادب فی السکوت و تفویض یعنی رسولوں نے طریقہ ادب یہی
 الاموالی اللہ تعالیٰ وعدلہ سمجھا کہ سکوت کریں اور امر اللہ تعالیٰ
 فقالوا لا علم لنا۔ اے کی طرف اور اس کے عدل کی طرف
 تفویض کریں لہذا انہوں نے لا علم لنا عرض کیا۔

۱۔ سیفِ یمانی - ص ۹۷
 ۲۔ سیفِ یمانی ص ۹۸۔ ۳۔ تفسیر خازن جلد ۱ ص ۵۵۲

مدارک میں ہے۔

قالوا ذلك تادباى علمنا ساقط
مع علمك ومعصوم به فكأنه
لا علم لنا۔ اے

رسولوں نے یہ براہ ادب عرض کیا یعنی
ہمارا علم تیرے علم کی حضور کیا چیز ہے گویا کہ
ہم تیرے سامنے علم ہی نہیں رکھتے۔

وہابیہ کی بے دینی آیت پر افترا | صاحب سیف یمانی کی بددیانتی
کہ اس نے تفسیر خازن سے حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد تو نقل کیا اور اس کے معنی جو اس کے ساتھ
ہی تفسیر میں لکھے ہیں چھوڑ گیا اس میں ہے۔

فعلی هذا القول انما نقوا العلم
على انفسهم وان كانوا علماء
لان علمهم صابر كلال علم عند
علم الله۔ اے

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے قول پر معنی یہ ہیں کہ حضرت مرسلین نے
باوجود عالم ہونے کے اپنے علم کی نفی اس
لئے کی کہ علم الہی کے حضور ان کا علم مثل
لا علم کے ہے۔

اس سے تو حضرات مرسلین کا علم ثابت ہوتا ہے اور وہابی بے دین اس کو
دلیل عدم علم قرار دیتا ہے۔ تلف بر روئے بیدینی۔

اعترض | صاحب سیف یمانی نے اس کے بعد بخاری شریف کی ایک
حدیث کا حوالہ دیا ہے اور اس کے ان الفاظ کو اپنے مدعے
باطل کی سند بتایا ہے۔

انی لا ادری من اذن منکم بمن لم یاذن فارجعوا حتیٰ

يدفع اليها عرفاءكم امرؤكم - ۱

جواب اس کلمہ لا ادری سے استدلال ہے اول تو لا ادری علم بمعنی روایت کی نفی کرتا ہے وہ مفید نہیں لان الدر ایتہ هو الادراک بالقیاس کما لا یخفی علی من له ادنی مسکتۃ فی العلم -

علاوہ بریں یہ حدیث بخاری شریف میں بہت جگہ مروی ہے۔ کتاب المغازی میں بھی کتاب الوکالۃ میں بھی کتاب الخمس میں بھی ان تمام مقابلات پر انی لا ادری کی جگہ انا لا ندی ہے تو اس روایت میں بھی انی لا ادری اسی انا لا ندی کے معنی میں ہے چنانچہ اس سے قبل یہ کلمے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حین اذن لہم المسلمون اس پر ولالت کرتے ہیں کیونکہ لہم ضمیر جمع ہے اور اس کا مرجع فتح الباری شرح بخاری میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کرنے والوں کو بتایا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں -

ان الضمیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن تبعہ - ۱

اب معنی صاف ہو گئے کہ حاضرین پر ظاہر نہ ہوا کہ کس نے اجازت دی کس نے نہ دی اس کو خاص حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدم علم شریف کی شدت بتانا بڑی عداوت ہے یا مصلحت کوری و نابینائی -

بخاری کی دوسری حدیث کا مضمون اور وہابیہ کی نا فہمی

صاحب سیف یمانی نے دوسری ایک اور روایت پھرنے کو الہ بخاری شریف

نقل کی ہے کہ۔

اعترض

جواب

منافقین نے جھوٹی قسم کھالی کہ ہم نے ہرگز یہ نہیں کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصدیق فرمادی۔ اے سیف یانی ص ۹۹

اس کو دلیل عدم علم بنانا دلیل عدم علم مستدل ہے۔ جاہل کو اتنی بھی خبر نہیں۔ اتنی بھی تمیز نہیں کہ یہاں حضور فیصلہ فرما

رہے ہیں۔ کہاں فیصلہ کہاں علم۔

منکر پر شرع میں حلف ہے۔ جب اس نے قسم کھالی تو حاکم شرع کو قبول فرمانے میں کیا تامل فیصلہ متخاصمین کے محبت و حلف پر ہوتا ہے یا حاکم کے ذاتی علم پر۔ کچھ پڑھے لکھے ہوتے تو حدیث سے ایسا استدلال نہ کرتے۔

صاحب سیف یانی کی نا فہمی اور حدیث پافرا

اس طرح صاحب سیف یانی کا لو استقبلت من امری ما امتت سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم پر استدلال ایک خام خیال ہے ایسے تو ما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم سے معاذ اللہ علم الہی کے انکار پر کوئی صاحب سیف یانی جیسے عقل و دماغ کا وہابی استدلال کر بیٹھے تو تعجب نہیں علاوہ بریں اس میں اپنے علم کا انکار ہے یا اس عبارت سے ان کو اتباع پر تخریص و تشویق مقصود ہے۔ ہر زبان بہ ایسے محاورات رائج ہیں کہا کرتے ہیں۔

”ہم تمہیں ایسا نہ سمجھتے تھے، یا“ ایسا نہ جانتے تھے“

اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ تم کو ایسا نہ کرنا چاہیے۔

چنانچہ علامہ علی قاری رحمہ الباری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اراد به صلی اللہ علیہ وسلم
 تطیب قلوبہم وتسکین نفوسہم
 فی سورۃ الخائفۃ بفعلہ وہم
 یحبون متابعتہ وکمال موافقتہ
 ولما فی نفوسہم من الکراہیۃ
 الطبیعیۃ فی الاعتقاد فی
 اشہر الحج - لہ
 طبعی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ
 فرما کر صحابہ کے قلوب کی خوشنودی اور
 ان کے نفوس کی تسکین کیلئے اپنے فعل
 کی جانب خلاف کا ارادہ فرمایا۔ اور وہ
 حضور کے اتباع اور کمال موافقت کو اس
 لئے محبوب رکھتے تھے کہ حج کے مہینوں
 میں عمرہ کرنے سے چونکہ انہیں کراہت

تیز علامہ شیخ محمد طہر مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں۔

اراد به تطیب قلوب اصحابہ
 لانه کان یثیق علیہم ان یجلاوا
 وهو محرم واعلام ان الافضل لهم
 قبول ما دعا هو الیہ وانه لولا
 الهدی لفعلہ یتیم فی لو لہ
 ان کے لیے افضل یہی تھا کہ وہ حلال نہ ہوتے اور اگر ہدی نہ ہوتی تو حضور بھی
 حلال ہو جاتے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ
 سے اپنے صحابہ کے قلوب کی خوشنودی
 کا ارادہ فرمایا اس لئے کہ صحابہ پر یہ بات
 شاق تھی کہ وہ حلال ہو جائیں اور حضور
 محرم رہیں اور یہ تیبیہ بھی مقصود تھی کہ
 ان کے لیے افضل یہی تھا کہ وہ حلال نہ ہوتے اور اگر ہدی نہ ہوتی تو حضور بھی

صاحب سیف یمانی نے ایک اور حدیث بروایت مسلم شریف نقل کی ہے
 جس میں یہ لفظ ہیں۔

تسئلونی عن الساعہ وانما علمہا عند اللہ۔ تم لوگ مجھ

سے قیامت کا سوال کرتے ہو کہ کب آئیگی۔ حالانکہ اس کا علم بس اللہ ہی کو ہے۔ لے

اس کو حضور کے علم عطائی کی نفی میں پیش کرنا سادہ لوحی ہے۔ اس میں کوئی لفظ ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا ہی نہیں فرمایا یا اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہ فرمایا جاہلوں کو یہ معلوم نہیں کہ جس کے لئے علم بالذات ثابت ہو اس کے لئے سحر کر دینا اور دوسرے سے اس کی نفی کرنا علم عطائی کی نفی کا مستلزم نہیں کیونکہ وہ نفی اضافی کی طرف راجع ہوتی ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں۔

بعضی از ایشان گفته اند کہ سحر بملاحظہ	یعنی بعضے علماء نے فرمایا ہے کہ سحر قید
قید اصالت است یعنی بالاصالت	اصالت کے لحاظ سے ہے یعنی
اطلاع بر غیب خاصہ پیغمبر است	غیب پر بالاصالت مطلع ہونا پیغمبروں
و اولیاء و اطلاع بر غیب بطریق و ارثت	کے ساتھ خاص ہے اور اولیاء کو غیب پر
تبعیت حاصل می شود چنانچہ نور قمر مستفاد	اطلاع بطریق و ارثت اور تبعیت کے
از نور شمس است و سحر چیزے در آنچه	حاصل ہوتی ہے جیسے چاند کی روشنی
بالاصالت باشد و نفی آن چیز از آنچه	سوزج کی روشنی سے حاصل ہوتی ہے
در آن تبعیت و ارثت باشد مجازیت	اور کسی چیز کو اس میں سحر کر دینا جو بالاصالت
متعارف و مشہور داخل تاویل نیست۔	ہو اور نفی کرنا اس سے جس میں تبعیت ہو

لے:۔ سیف یمانی ص ۱۔ لے:۔ تفسیر فتح العزیز پارہ ۲۹ ص ۱۷۶

مجاز متعارف و مشہور ہے داخل تاویل نہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے انبیاء کرام کو علم قیامت ثابت کیا۔

آنچہ نسبت بہم مخلوقات غائب است
غیب مطلق است مثل وقت آمدن قیامت
واحکام کونیہ و شرعیہ باری تعالیٰ در ہر
روز و در ہر شریعت و مثل حقائق ذات
وصفات او تعالیٰ علی سبیل التفصیل و این
قسم را غیب خاص او تعالیٰ نیز می نامند
فلا ینظر علی غیبہ احد العینی پس
مطلع نمی کند بر غیب خاص خود هیچ کس را
الخ۔ لے

جو بہ نسبت تمام مخلوقات کے غائب ہے
وہ غیب مطلق ہے جیسے قیامت
کے آنے کا وقت اور اللہ تعالیٰ کے ہر
روز کے احکام تکوینی اور ہر شریعت کے
احکام شرعی اور جیسے ذات و صفات
کے حقائق تفصیلیہ یہ قسم خدا کا غیب
خاص کہلاتی ہے فلا ینظر علی غیبہ احد۔
یعنی پس اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر کسی
کو مطلع نہیں فرماتا (الا من ار تفضی من

رسول) یعنی سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے یعنی اپنے پسندیدہ رسولوں کو اپنے
غیب خاص (وقت قیامت) پر مطلع فرماتا ہے۔

شاہ صاحب کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ وقت قیامت کا علم
اللہ تعالیٰ کا غیب خاص ہے اور حضرات مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے
آیہ کریمہ فلا ینظر علی غیبہ میں اللہ تعالیٰ کے غیب خاص ہی پر مطلع۔
فرمانا مراد ہے تو صاف نتیجہ نکل آیا کہ اللہ تعالیٰ جس رسول کو پسند فرماتے اپنے
غیب خاص پر مطلع فرماتا ہے جس میں وقت قیامت داخل ہے۔

صاحب سیف یمانی کا علامہ تفتازانی پر افتراء

شرح عقائد کی ایک عبارت جس کے سمجھنے کا سلیقہ وہابیہ کو دشوار ہے۔ اس کو لکھ کر اٹل سٹل ترجمہ کر کے یہ افتراء کر دیا کہ۔

علامہ موصوف کی اس عبارت نے نہایت صفائی کے ساتھ بتلا دیا کہ بعض انبیاء علیہم السلام کے احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف سے خارج ہیں جالانکہ وہ بھی ماکان و مایکون کے بعض افراد ہیں۔ لے

سیف یمانی کے تمام مُصَدِّقین بالخصوص مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی عبدالشکور جو دراصل مُصَنِّفین ہیں تمام دیوبندیوں سے مدد لے کر بتائیں کہ شرح عقائد کے کس لفظ کا یہ مطلب ہے کہ بعض انبیاء کرام کے احوال حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف سے خارج ہیں۔ اگر نہ بتا سکیں تو صاف اقرار کریں کہ سیف یمانی میں علامہ تفتازانی پر بہتان اٹھایا گیا۔ ایسے افتراءات وہابیہ کے دلائل ہیں۔

اس عبارت میں علامہ نے آیہ ومنہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقص علیک نقل فرماتی ہے۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ بعض انبیاء کرام کا حال حضور کے علم شریف سے خارج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر مطلع ہی نہیں کیا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں بعض انبیاء کرام کا حال بالتفصیل بیان ہوا اور بعض کا نہ ہوا۔ چنانچہ تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔

منہم من قصصنا علیک ای ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے حال
خبر و حالہ فی القرآن ومنہم اور خبر کا ہم نے آپ پر قرآن میں تذکرہ
من لم نقص علیک . ۱ فرمایا اور ان میں سے بعض وہ ہیں۔

جن کا ہم نے آپ پر (قرآن میں) تذکرہ نہیں کیا۔

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ آیت شریفہ میں انبیاء علیہم السلام کے احوال کی قرآن
کریم میں خبر دینے نہ دینے کا تذکرہ ہے نہ کہ حضور کے عدم علم کا۔ تفسیر مدارک
سبھی یہی ہے۔

فہو من لم تذکر قصتہ تو وہ ان میں سے ہیں جن کا قرآن میں
فی القرآن . ۲ قصہ مذکور نہیں۔

اور قرآن کریم میں بھی بیان نہ فرمانا اس آیت کے نزول کے وقت تک
بت ہوتا ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ آئندہ بھی بیان نہ فرمائیں گے۔

علاوہ بریں یہ آیت شریفہ سورہ مومن میں ہے اور یہ سورہ مکیہ ہے۔ اس
کے بعد ایک زمانہ دراز تک قرآن کریم نازل ہوتا رہا۔

صاحب سیف یمانی کا علامہ ابن ہمام پر افتراء

کتب دنیویہ میں جب گمراہوں کو اپنی تائید نہیں ملتی تو وہ افتراء کرنے پر
جبور ہوتے ہیں۔ صاحب سیف یمانی نے مسامرہ کی ایک عبارت لکھی اور نام
سایرہ کا لیا۔ یہ تو اس کی تمیز کا حال ہے۔ خدا جانے کس نشہ میں تھا کہ عبارت
سامرہ کو عبارت مسایرہ بنا دیا۔ مگر غضب یہ کیا کہ مسامرہ اور مسائرہ میں یہ عبارت

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق نہ تھی اس نے حضور کی طرف نسبت
کر دیا۔ اور لکھ دیا۔

اور ایسا ہی ہے غیب کی باتوں کا علم یعنی جس طرح کہ
بعض مسائل کا علم نہیں اسی طرح غیب کی باتوں کا بھی علم
نہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتوں میں
سے صرف اسی قدر کو جانتے ہیں جو کبھی کبھی اللہ
نے ان کو بتلا دیں۔

سامرہ میں تو یہ مضمون حضرت سے متعلق نہیں ہے۔ مفتی کا افتراء ہے کہ
اس کو خلاف منشاء متکلم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کر کے امام
ہمام کا قول بتاتا ہے۔ لیکن اس سے اس کا ایک گندہ عقیدہ ظاہر ہو گیا۔
پہلے تو وہابی یہ کہا کرتے تھے کہ علوم دنیویہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کیلئے تمام حاصل ہیں۔ مگر یہاں اس نے دل کی بات کہہ دی کہ بعض مسائل
کا حضور کو بھی علم نہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی مولوی عبدالشکور کاکوروی مولوی
شمیر احمد دلپونڈی جو اس کتاب کی تصدیق کر رہے ہیں۔ صاف بتائیں وہ کون
سے مسائل ہیں جن کا حوزہ انہیں تو علم ہے اور ان کے اعتقاد فاسد ہیں سید کا نام
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں بتھنا ہے اس بد عقیدگی پر دلائل و اقوال
بالحقہ العلی القطیعیہ علم غیب کہاں اب تو وہابی حضور کے لئے مسائل دنیویہ
تک کا علم نہیں مانتے۔ یہی دلیل و نہاد ہیں تو دیکھو گمراہی کی بڑھتی رہے
کہاں تک پہنچے۔

صاحبِ سیفِ یمانی کا صاحبِ شرحِ مواقف پر بہتان

سیفِ یمانی میں عبارتوں کا عدد بڑھانے کے لئے شرحِ مواقف کی ایک رت اور نقل کر دی جس کو مجتہد سے کوئی علاقہ نہیں کیونکہ اس میں خاص پیغمبرِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے علم کی بحث نہیں مطلقاً نبی کے لئے جمیع مغیبات پر اطلاع کے وجوب و عدم وجوب کا تذکرہ ہے۔ ان نہ جمیع مغیبات سے بحث نہ ان کے وجوب سے رہا آیہ لو کنت اعلم بلب لا ستکثرت من الخیر وما منی السوء کا پیش کرنا یہ وہابی کی فہم بالا تر ہے کہ وجہ صحت استشہاد سمجھ سکے۔

اور شرطیہ میں علاقہ لزوم کیا ہے اس کو بیان کر سکے۔ نہ آج تک کسی وہابی رفیق ہوئی نہ آئندہ کسی سے ممکن۔

صاحبِ سیفِ یمانی کی ساری تعلیماں خاک میں مل گئیں اور اس کے تمام اہل بیت بے نقاب کر دیے گئے۔ والحمد للہ رب العالمین

علمِ غیب کی الوہمی تعریف | صاحبِ سیفِ یمانی نے علمِ غیب کی عجیب و غریب تعریف کی ہے جو یہ ہے۔

تحقیق یہ ہے کہ علمِ غیب حقیقتہً اس علم کو کہتے ہیں جس کا معلوم عالم کے پاس انحاء و وجود میں سے کسی قسم کے وجود کے ساتھ موجود نہیں۔ لے

اولاً :- یہ تحقیق کہاں سے منقول ہے اس کا حوالہ بتاؤ۔

ثانیاً۔ جو معدوم محض جمیع انحاء وجود سے عاری ہو حتیٰ کہ وجود علمی بھی نہ رکھتا ہو اسے معلوم کس لحاظ سے کہا گیا۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کو بھی علم غیب نہیں کیونکہ علم ہو تو معلوم کا متعین فی العلم ہونا ضروری ہو گا اور اس کا یہ محقق قائل نہیں۔ بے دین نے علم الہی کا انکار کر دیا۔

ثالثاً: صاحب تقویت الایمان نے علم غیب کو ان امور خمسہ میں منحصر بتایا ہے۔ جو آیه ان اللہ عندہ علم الساعة میں مذکور ہیں تو کیا ان چیزوں کو اللہ کے پاس انحاء وجود میں سے کسی قسم کا وجود حاصل نہیں ہے۔ حاملہ کے پیٹ میں تو بچہ ہے اس کو وجود فی بطن الحاملہ تو حاصل ہے۔ مگر صاحب سیفِ یمانی کی تحقیق میں اللہ کے نزدیک موجود نہیں ہے۔ یہ علم ہوا یا جہل۔ بے دین نے ایسی تحقیق نکالی جس سے علم الہی کا انکار لازم آتا ہے۔ اس کے بعد صاحب سیفِ یمانی نے لکھا:

اور بھی اچیاناً ہر غائب عن الحواس کے علم کو بھی علم غیب

کہہ دیتے ہیں۔ لے

اس تقدیر پر تو ہر شخص کو اپنی ذات اور اس کی موجودیت کا علم بھی غیب ہے کیونکہ آدمی بغیر دیکھے۔ چھوئے۔ جو اس سے دریافت کئے بھی اپنے آپ کو جانتا ہے اور اسی طرح تمام بدہشیات کا علم جن کا ادراک میں حواس کی وساطت نہ ہو علم غیب میں داخل ہو جائیگا۔

انبیاء کرام و اولیاء عظام سے مدد | صاحب سیفِ یمانی نے لکھا۔

بعض صورتوں میں جائز اور بعض میں ناجائز حرام اور بعض

میں شرک و کفر۔ ۱۷

صاحبِ سیفِ میمانی انبیاءِ اولیاء سے بعض صورتوں میں مدد جانتے
بتا کر حکم گنگوہی جی مشرک ہوا۔

سو غیر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی مشرک ہے۔ ۱۸

صاحبِ سیفِ میمانی نے اسماعیل دہلوی اور منکرین شفاعت
سارے وہابیہ کو ملحد خارج از اسلام بتا دیا۔ دیکھو سیفِ میمانی۔

شفاعت

اگر کوئی ملحد مطلقاً شفاعت کا منکر ہو وہ بھی نبص فقہاء و ائمہ

اسلام سے خارج ہے۔ ۱۹

اب یہ دیکھئے کہ ایسا ملحد اور خارج از اسلام منکر شفاعت کون
ہے۔ تقویت الایمان میں ہے۔

جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں یہ تصرف ثابت کرے اور

اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے سواب اس پر مشرک ثابت

ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کی برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ

کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے۔ ۲۰

نیز اسی تقویت الایمان میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان
کیا کہ حضور نے یہ فرمایا۔

اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں

میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔ ۲۱

۱۷:- سیفِ میمانی ص ۱۱

۱۸:- فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ ص ۶۔ ۱۹:- سیفِ میمانی ص ۱۰۔ ۲۰:- تقویت الایمان ص ۳۲

۲۱:- تقویت الایمان ص ۴۲۔

نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال | نماز میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال لانے کے متعلق صاحب

سیف یمانی لکھتا ہے کہ۔

اچھا ہے لیکن خیال اور صرف ہمت میں زمین و آسمان کا

فرق ہے۔ لے

اب کے تو کچھ شرم آگئی مرے دل سے اچھا ہے لکھ دیا پھر شیخ الطائفہ کا خیال آیا تو اتنی مرہم پٹی کر گئے کہ خیال اور صرف ہمت میں زمین آسمان کا فرق ہے مگر اس سے اس کا زخم مندمل ہو گا وہ خود کہتا ہے کہ۔

”خیال آن بالنعظیم واجلال بسویداے دلے انسان

می چپید“ لے

وہ حضور کے تعظیم واجلال سے جلتا ہے اس لئے خیال ہی کو منع کرتا ہے

تمہارا ہمت و خیال کا فرق اسے کیا فائدہ دے گا۔

دیوبندی غیر مقلد نکلے | سیف یمانی سے وہابیہ کی چھپی ہوئی غیر مقلدیت بے پردہ ہو گئی۔ اس میں لکھا ہے کہ۔

جو عقائد میں اہلسنت و جماعت (یعنی وہابیہ دیوبندیہ) کے

ہم مسلک ہوں وہ خارج از اہلسنت و جماعت نہیں۔ ہمارے

زمانہ کے اکثر و بیشتر غیر مقلدین اسی آخری قسم میں داخل

ہیں۔ (یعنی اہل سنت و جماعت ہیں) لیکن با اینہمہ اگر

حضرات ائمہ اربعہ یا دیگر سلف صالحین کی شان میں۔

لے :- سیف یمانی ص ۱۰۴ - لے :- صراط مستقیم ص ۹۵

گستاخی کریں تو فاسق ہیں۔ لے

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ترکِ تقلید اور تقلید کو حرام و مشرک کہنا اور مسلمانوں کو تقلید کی وجہ سے مشرک بتانا اور مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کرنا یہ کچھ حُرْم نہیں۔ یہ سب کچھ کرتے رہیں وہابیوں کے ہم مسلک ہوں تو ان کے حقیقی بھائی۔ یہ اور وہ ایک۔

قبروں کا انہدام | قبروں اور قبوؤں کے منہدم کرنے کے متعلق صاحبِ سیفِ یمانی نے نجدیوں کے اعمال کی تائید کی اور قبریں اور

قہے ڈھانے کو واجب اور باعثِ اجرِ عظیم بتایا اور حدیث سے ثابت کہا مگر کوئی حدیث نقل نہیں کی۔ جہت ہو تو نقل کریں اور ثابت کر دیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی قبریں ڈھائیں تھیں۔ وددنہ خرط القباد۔

نسائی شریف کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

ایک صحابی کی قبر غلطی سے اونچی بن گئی تھی۔

یہ مضمون حدیث میں نہیں۔ حدیث شریف پر افتراء ہے۔

مسئلہ فاتحہ و ایصالِ ثواب اور بدعت | **مسئلہ فاتحہ و ایصالِ ثواب**

کا مفصل بیان تو ہم اوپر کر چکے ہیں

یہاں صرف یہ دکھانا منظور ہے کہ وہابیہ محض اعلیٰ حضرت مجددِ ملت پیشوا کے نام حامی اسلام حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ کی کی عداوت میں فاتحہ اور امورِ خیر کے دشمن ہیں۔ اور اس کا انہوں نے اقرار بھی کر لیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

”چونکہ یہ طریقہ رضا خانیوں کے شعار ہے اس لیے

لیے خالی از کراہت نہیں۔ لے

اب تو ظاہر ہو گیا کہ صرف اعلیٰ حضرت کی دشمنی میں فاتحہ ناجائز کی جارہی ہے

وہابیہ کی شیخی | سائل نے سوال تو کیا تھا۔

کیا آپ لوگ بغیر تعین و قیام کے میلاد شریف کرتے

ہیں۔ ؟

صاحب سیفِ میمانی نے اس کا تو کچھ جواب نہ دیا شیخی بہت بگھاری۔

ہم شب و روز حضور ہی کی سیرت مبارکہ کا درس تدریس

رکھتے ہیں اور رضا خانیوں کو یہ تیسر نہیں۔ لے

یہ اخیر جملہ تو عداوت کا ہے۔ علمائے اہلسنت کثر ہم اللہ تعالیٰ کا تو قرار

وراحتِ دل حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد اور حضور کا ذکر ہے ان کے

کے درس کے بیٹھنے والوں سے پوچھو کیسی ایمانی انوار کی بارشیں ہوتی ہیں وہاں

کا درس بھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر سے خالی تو نہ ہوتا ہو

گا۔ مگر ذکر کیا ہوں گے وہی تنقیص و توہین۔ گستاخیاں جو ان کی کتابوں میں

بھری پڑی ہیں۔ ورنہ اگر حضور کی عظمت و شان کا ذکر وہابیہ کے دل پر شاق

نہ ہوتا تو مجلس میلاد مبارک سے کیا چڑھتی تھی۔

اس مسئلہ میں صاحب سیفِ میمانی نے

تقویت الایمان کی مخالفت کی ہے کہ

مسئلہ ندائے غیر اللہ

— اس میں ندائے غیر اللہ کو شد و مد سے شرک بتایا گیا ہے اور ندا کرنے والے کو ابو جہل کے برابر مشرک قرار دیا۔

صاحب سیفِ میمانی اس ندا کو جائز کہتا ہے تو سمجھتے کہ تقویتِ الایمان کے حکم سے وہ کیا ہوا رہا۔ وہابیہ کا یہ کہنا کہ حاضر ناظر جان کر ندا کرنا مشرک ہے تو اس کی تصریح کتب دینیہ میں دکھانی چاہیے۔ اتنا بڑا مشرک کا حکم اور دلیل کچھ نہیں۔

اگر کوئی شخص کسی بزرگ کی نسبت یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نظر عطا فرماتی ہے کہ وہ میرے حال کو دیکھتے ہیں یا ان کی روح اکلنہ بعیدہ میں حاضر ہوتی ہے تو اس خیال کو شریعت نے مشرک کہاں بتایا ہے دین میں اپنی رائے کو دخل نہ دو کوئی ثبوت رکھتے ہو تو پیش کرو۔

تقسیم اسناد و دستار و تعیین اوقات تعلیم کا بدعت ہونا

سائل کا سوال تو یہ ہے۔

تقسیم اسناد و دستار فضیلت دینا اور پڑھانے کے لئے تعیین وقت کرنا بدعتِ حسنہ ہے یا بدعتِ سیئہ؟
صاحب سیفِ میمانی نے اس کا یہ جواب دیا۔

چونکہ امور مندرجہ فی السؤال کو داخل دین نہیں سمجھا جاتا لہذا یہ چیزیں سرے سے بدعت ہی نہیں بلکہ۔

مباح الاصل ہیں۔ لے

”داخل دین نہیں سمجھا جاتا“ کے کیا معنی؟ کیا ان امور کو مستحب و موجب ثواب نہیں جانتے تو مسلمانوں کا روپیہ اس میں برباد کر کے کیوں گنہگار ہوتے ہو اور جنہوں نے ثواب کے لئے روپیہ دیا ہے ان کا روپیہ ایسے کام میں صرف کرنا جس سے ثواب نہ ہو خیانت و ناجائز ہے یا نہیں اور اگر یہ دین میں داخل نہیں ہیں تو ہم دنیوی ہیں۔ اور کیا ان تمام مدارس میں رسم کی جاتی ہے۔ فاتحہ ہیلاد شریف، اسی پیچہ چہلم وغیرہ کو بھی ان کے کرنے والے نہایت ثواب کرتے ہیں۔ کیا وجہ یہ امور تو بدعت ہو جائیں اور دستار بندی وغیرہ امور مذکورہ فی السؤال بدعت نہ ہوں باوجودیکہ ان کی پابندی اور التزام بلکہ ان کے ساتھ فرض کا سامعاً ملہ کیا جاتا ہے کبھی ترک نہیں کرتے اس سے عوام کے عقیدہ کا بھی اندیشہ ہے۔ جو ان امور کو امر دینی سمجھنے لگے ہیں اور یہی سمجھ کر چندے دیتے ہیں۔

اگر داخل دین ہونے کے اور کوئی معنی سمجھ رکھے ہیں تو بیان کرو یہ حیلے بہانے کام نہ آئیں گے امور خیر کو روکنے کے لئے جو تم نے پروپیگنڈا کیا ہے اس پر کوئی حجت شرعی قائم نہ کر سکو گے خدا کا خوف کرو۔

الحمد لله کہ سیف یمانی حقتہ اول کے جوابات سے تو فراغت ہوئی اور وہابیہ کی ساری تعلیموں کو خاک میں ملا دیا۔ والخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین ؕ وصلى الله تعالى على سيد المرسلين ؕ وعلى اله الطيبين الطاهرين ؕ برحمتك يا ارحم الراحمين ؕ

تہت

ردِ سیفِ میانی حصہ دوم !

سیفِ میانی حصہ دوم میں کوئی نئی بات نہیں لکھی ہے بلکہ اسی حصہ اول کا سواست
و عقائد کی صورت میں اعادہ کر دیا ہے اور ہم حصہ اول کی ہر بات کا کافی جواب
دے چکے ہیں تو حصہ دوم کے جواب کی اب حاجت ہی نہیں تھی لیکن اتنا ماللحجہ
حصہ دوم کا جواب دے کر بھی چہرہ وہابیت کو اور زیادہ بے نقاب کیا جاتا ہے
اور صاحبِ سیفِ میانی کے سارے دعاوی کو خاک میں ملا دیا جاتا ہے۔
صاحبِ سیفِ میانی نے ص ۱۰۹ سے ص ۱۱۱ تک صرف یہ بیان کیا ہے۔

ہمیں کافر کہا گیا تھا۔

ہم نے اس کی صفائی پیش کر دی اور ردِ سیفِ میانی حصہ اول میں اس کے
مافی جواب دے دیے۔ ان جوابوں کی جو حقیقت تھی وہ ناظرین پر ظاہر ہو چکی
اور جو اعداء باطلہ صاحبِ سیفِ میانی نے پیش کئے تھے ان کے پرزے اڑا
دیے گئے۔ اور بطلان واضح کر دیا گیا۔ اور یہ حقیقت بے نقاب کر دی گئی
ان کے پاس سوائے فریب و مکر و دغا کے کوئی جواب نہیں ہے۔

اس کے بعد ص ۱۱۱ تک صاحبِ سیفِ میانی نے یہ مضمون لکھا ہے کہ

”وہابیہ نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مفتی اعظم حضرت مولانا مولوی احمد رضا
خان صاحب قدس سرہ پر الزام کفر قائم کیا ہے اس کا جواب کسی نے نہ دیا

یہ بالکل غلط و باطل ہے۔ بارہا اس کے جوابات دیتے گئے چھاپے لوہے
 شائع کئے گئے۔ الموت الاہم تو وہاں بیہ کے لیے موت اہم ہی ہے اس کے
 علاوہ بھی بارہا اسے مسکت جوابات دیتے گئے ہیں جن کے جواب کی کبھی
 وہاں بیہ کو ہمت نہیں ہوتی۔ پاورہ ضلع بڑو وہ کی تحریروں کے سلسلوں میں علامت
 اہل سنت نے اس الزام کا وہ قلع قمع کیا ہے جس کا جواب وہاں بیہ کے اصغر
 تو کیا اکابر سے بھی نہ ہو سکا۔ مولوی اشرف علی صاحب کو مناظرہ کی دعوت
 دی گئی ان کی آبائش کا اطمینان دلایا گیا خواہ وہ سیکنڈ کلاس میں آئیں یا فرسٹ
 کلاس میں آئیں اس کا تمام خرچ اپنے ذمہ لیا گیا۔ اور یہ کہہ دیا گیا کہ سنجیدگی
 سے گفتگو کی جائے گی آپ آئیے اور اس معاملہ کو سلجھائیے اور مسلمانوں کو
 اس جنگ و جدل و کشاکش سے بچائیے مگر مولوی اشرف علی صاحب جنبش نہ
 کر سکے۔ ان کے اعوان و انصار گالیاں دینے پر تو مستعد ہوتے مگر یہ کسی سے
 نہ ہو سکا کہ انہیں میدان میں لے آتا اگر کچھ بھی جواب رکھتے تھے تو مناظرہ کے
 لئے سامنے آتے ہوتے کیوں لرزتے تھے اب بھی کسی وہابی کو یہ خیال ہو کہ
 وہ علمائے اہل سنت کے مواخذات کا کچھ جواب دے سکتے ہیں تو مولوی اشرف علی
 صاحب کو مناظرہ کے لئے آمادہ کر کے ہمیں اطلاع دیں۔ ہم اب بھی ان کے
 مصارف برداشت کرنے کے لئے مستعد ہیں مگر جھوٹے دعوے والا کبھی
 امتحان گاہِ صدق میں حاضر ہونے کی جرات نہیں کرتا اس لئے میں بڑے
 زور اور قوت سے کہتا ہوں کہ وہاں بیہ کی کوئی طاقت کسی طرح مولوی اشرف علی
 کو مناظرہ کے میدان میں نہ لاسکے گی۔

صاحبِ سیفِ یمانی کے مایہ ناز اعتراضات کا ابطال

انچہ انسان می کند بوزینہ نیز

علمائے دین نے وہابیہ کی بد لگامیوں اور گستاخیوں پر تنبیہ کی۔ انہیں
 کے کفری عقائد پر متنبہ کیا اس پر توبہ تو نصیب نہ ہوئی نہ پند پذیر ہوئے
 قیصر ناصر پر بہتان اٹھانے شروع کر دیئے اور اپنی ضد جہالت اور سیاہ دلی
 عالم آشکار کر دیا اور دنیا کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے خوبی کو عیب کہنے
 لگے۔

چشم بداندیش کہ بر کند باد عیب نماید ہنرش در نظر

اعلیٰ حضرت نے ایک طویل کلام کے سلسلہ میں ارشاد
 فرمایا جب ان کا یعنی خالص صاحب کے پیر بھائی برکات

صاحب کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اُترا مجھے بلا مبالغہ
 خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی مرتبہ روضہ النور کے قریب آئی تھی بے

جواب :- اس پر اعتراض کیا ہے؟ اعلیٰ حضرت کب حضور سید عالم صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اکنہ بعیدہ میں تشریف فرما ہوتا ناممکن بتاتے ہیں جب
 نا اپنے غلام پر کرم فرمائیں گے تو آقا کی خوشبو دماغوں کو معطر فرمائے گی۔
 غلام مخلص ہو آقا کا اس پر کرم ہو اس کو اپنے قدم سے نوازیں تو ان
 شبو کیوں نہ آئے یہ خوشبو مولوی برکات احمد صاحب کی نہ تھی ان کے آقا
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تھی جس سے کوڑھے مہک جایا کرتے تھے مولوی

۱۱۲ :- سیفِ یمانی ص ۱۱۲۔

برکات احمد کی قبر ہیک گئی تو کیا تعجب۔ کوڑا مغز سے دریافت کرو اس میں توغز کیا ہے؟ اب ذرا گریبان میں منہ ڈال اور دیکھو مولوی اسمعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں۔

نفسِ عالی حضرت ایشاں برکمال مشابہت ان کی (پیر صاحب کی) ذاتِ عالی ابتدائے جناب رسالتاً علیہ افضل الصلوٰۃ؛ فطرت میں جناب رسالتاً علیہ افضل والتسلیات در بد فطرت مخلوق شدہ۔ الصلوٰۃ والتسلیات سے کمال مشابہت پیدا کی گئی۔

سیفِ یمانی نے والو! جو کچھ تم نے اعلیٰ حضرت کی شانِ عالی میں لکھا ہے وہ تو بیجا ہے اس کا تو تپرو بال ہو گا مگر حضور خاتم انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمسری اگر واقعی کسی کے لئے گوارا نہیں کرتے ہو تو اپنے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کو اس سے زیادہ کہہ سناؤ اور اس سے کہہ دو۔

کارِ شیطانِ ہی کئی نامت ولی۔

اعتراض نمبر ۲ | ان کے (برکات احمد کے) انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ کہاں تشریف لے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ کہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔ ۱۷

اس پر اعتراض یہ کیا کہ بریلی والے خان صاحب اس لہجہ میں

۱۷:- صراط مستقیم ص ۴۔ ۱۸:- سیفِ یمانی ص ۱۱۷۔

کی امامت کے مدعی ہیں۔ ۱۔

جواب ۱۔ محض بہتان ہے نرا افتراء ہے۔ کھلا جھوٹ ہے۔ اعلیٰ حضرت کی عبارت میں یہ کہاں ہے کہ میں نے حضور کی امامت کی۔ لعنتہ اللہ علی الکاذبین اس کا مفصل جواب ہم ص ۳۹ میں لکھ چکے ہیں۔

اعتراض نمبر ۳ تا ۵ | صاحب سیفِ یمانی نے اسمعیل دہلوی کے وہ کفریات نقل کئے ہیں جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے

الکوئینہ الشہابیہ و فتاویٰ رضویہ میں نقل فرمائے ہیں۔ ان کو لکھ کر صاحب سیفِ یمانی یہ کہتا ہے ایسے شخص کو مسلمان کہہ کر اعلیٰ حضرت کا فرمو گئے۔

جواب اولاً ۱۔ اعلیٰ حضرت کی طرف یہ نسبت کرنا کہ انہوں نے اسمعیل دہلوی کو ان تمام کفریات کے باوجود مسلمان کہا کذب و افتراء ہے اور صاحب سیفِ یمانی اس کی کوئی دلیل پیش نہ کر سکا اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ پیش کر سکے گا۔

ثانیاً ۲۔ اسمعیل دہلوی کے تمام کفریات نقل فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت کا اس کو کافر کہنے میں احتیاط فرمانا اس نظریے سے ہے کہ مولوی اسمعیل کی توبہ مشہور تھی تو جس شخص کی توبہ مشہور ہو اس کے اوپر کافر ہونیکا جرمی حکم بیشک احتیاط کے خلاف ہے اسی بنا پر علماء نے مزید کے متعلق احتیاط فرماتی ہے علامہ علی قاری فرماتے ہیں۔

لو فرض وجودہ اولاً یحتمل انہ مات تائباً عنہ احرافاً
یحوز لعنہ لا ظاہراً ولا باطناً۔ ۲

اور خود دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

۱۔ سیفِ یمانی ص ۱۱۴۔ ۲۔ صنوہ المعالی ص ۵۴۔

بعض ائمہ نے نیرید کی کفر سے جو کف لسان کیا ہے
وہ احتیاط ہے۔ لے

یہی گنگوہی صاحب اسی فتاویٰ میں لکھتے ہیں۔
جو علماء تحقیق کہہ چکے ہیں کہ وہ تائب نہیں ہوا لعن کو جائز
کہتے ہیں اور جن کو یہ تحقیق نہیں ہوا وہ سکوت و منع کرتے ہیں
یہ احتیاط ہے۔ لے

اب تو دہا بیہ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ جس شخص سے کفریات سرزد ہوتے ہوں
اور اس کی نسبت توبہ مشہور ہو اس کو کافر کہنے سے زبان روکنا احتیاط ہے اگر اس
سے احتیاط کرنے والا بخیاں صاحب سیف یمانی کافر ہو جاتا ہے تو پہلے یہ حکم
مولوی رشید احمد گنگوہی پر لگاتے۔ اعلیٰ حضرت کی کمال دیانت و اری ہے کہ مولوی
اسمعیل دہلوی کے جو کفریات شائع ہو چکے تھے۔ ان پر کفر کا حکم دیا اور چونکہ
مولوی اسمعیل کے متعلق توبہ کرنا مشہور تھا اس لیے اس کو کافر کہنے میں احتیاط
فرمائی۔ علمائے دین کی یہی شان ہونی چاہئے۔

لہذا ثابت ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اس احتیاط پر کفر کا حکم کرنا
دہا بیہ کی بے دینی سیاہ ولی اور کھسیانہ پن ہے اور ان کے منہ پر طمانچہ تو
مولوی اشرف علی کا یہ اقرار ہے کہ میں اعلیٰ حضرت کو مسلمان جانتا ہوں۔ دیکھو
مجالس الحکمہ۔

ایک شخص نے پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز
پڑھیں تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

مجلس پنجاہ و دوم

لے :- فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۴۔ لے :- فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۸
لے :- یعنی مولوی اشرف علی تھانوی سے پوچھا۔

لے فرمایا ہاں ہم ان کو کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں ہمارا تو مسلک
 یہ ہے کہ کسی کو کافر کہتے ہیں بڑی احتیاط چاہیے اگر کوئی حقیقت میں کافر ہے اور
 ہم نے نہ کہا تو کیا حرج ہوا اور اگر ہم نے کافر کہا اور حقیقت حال اس کے
 خلاف ہے تو یہ بہت خطرناک بات ہے۔ ہم تو قادیانیوں کو بھی کافر نہ کہتے
 تھے اور وہ ہمیں کہتے تھے ہاں اب جبکہ ثابت ہو گیا کہ وہ مرزا صاحب کی رسالت
 کے قائل ہیں تب ہم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ یہ تو کفر صریح ہے اس کے
 سوا ان کی تمام باتوں کی تاویل کر لیتے تھے گو وہ تاویلیں بعید ہی ہوتی تھیں ہم
 بریلی والوں کو اہل ہوا کہتے ہیں اہل ہوا کافر نہیں ہاں ایک مسئلہ علم غیب ہمارے
 اور ان کے درمیان ایسا تنازع فیہ ہے کہ اس میں اثبات صفت باری تعالیٰ
 غیر کے لئے لازم آتی ہے مگر اس کی تاویل قادیانیوں کے اقوال کی تاویل سے
 زیادہ دشوار نہیں اور اب تو سنا ہے کہ وہ علم غیب کو جناب رسول اللہ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت تو کرتے ہیں مگر علم باری تعالیٰ کی
 طرح علم محیط نہیں ثابت کرتے بلکہ اس کی حد مانتے ہیں الیٰ ان یدخل
 اهل الجنة الجنة و اهل النار النار اگر یہ صحیح ہے تو شرک ثابت بھی نہیں ہوتا
 کیونکہ صفت خاص باری تعالیٰ علم محیط ہے علم محدود نہیں تو اب ہم میں اور
 ان میں خلاف ایک امر ممکن میں رہا کہ وہ واقع ہوا یا نہیں یعنی یہ علم الہی لیدخل
 اهل الجنة الجنة و اهل النار النار حضور کو دیا گیا یا نہیں ہم کہتے ہیں دیا جانا فی نفسہ
 ممکن مگر وقوع اس کا شریعت سے کہیں ثابت نہیں اور وہ کہتے ہیں ثابت
 بھی ہے۔ ہمارے نزدیک وہ تمام دلیلیں اس وقوع کی جو وہ پیش کرتے ہیں
 نا تمام ہیں اور ان کے مدعا کو ثابت نہیں کرتیں تو زائد سے زائد الزام ان پر یہ ہے

۱۰۔ یعنی اشرف علی تھانوی نے جواب دیا۔

کہ انہوں نے ایسی بات کو مان لیا جو شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور یہ شانِ مبتدع کی ہے نہ کافر کی۔ ۱۲ ذیقعدہ ۱۲۲۲ھ روز سہ شنبہ بعد عصر بر مصلیٰ۔

فوائد نتاج | حضرت والا کا یہ طرز عمل سلف کے موافق ہے کہ

انہوں نے معتزلہ تک کو کافر کہنے میں احتیاط کی ہے اگرچہ ان کے عقائد صریح کفر کے ہیں لیکن سلف نے احتیاطاً یہ اصول رکھا ہے لا تکفراہل القبلة اور ان کے معاملہ کو حق تعالیٰ کے سپرد رکھا اور ان کے اقوال کے لئے ایک کلی تاویل کر لی کہ متمسک اپنا وہ بھی قرآنِ حدیث ہی کو کہتے ہیں۔ گو تمسک میں غلطی کرتے ہیں تو ان کا کفر لزومی ہوا نہ کہ کفر صریح۔ ایک مرتبہ حضرت والا سے ایک مولوی صاحب نے یہی گفتگو کی کہ ہم بریلی والوں کو کیوں کافر نہ کہیں فرمایا کافر کہنے کے واسطے وجہ کی ضرورت ہے نہ کہ کافر نہ کہنے کے لئے تو وجہ آپ بتلائیے کہ کیوں کہیں۔ مولوی صاحب نے بہت سی وجوہات پیش کیں اور حضرت والا نے سب کی تاویل کی گو بعید بعید تاویلیں تھیں۔ بالآخر مولوی صاحب نے کہا کہ اگر کچھ بھی وجہ نہ ہو تو یہ کیا کافی نہیں ہے کہ وہ ہم کو کافر کہتے ہیں اور یہ ثابت ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے پس اگر ہم اپنے آپ کو مسلمان جانتے ہیں اور وہ ہم کو کافر کہتے ہیں تو ہم کو یہ بات ماننی چاہیے کہ کفر لوٹ کر انہیں پر پڑتا ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ ہمیں اپنے اسلام میں شک ہے فرمایا غایت سے غایت تمام دلیلوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کفر لزومی ہے کفر صریح تو نہ ہو پس اگر وہ واقع میں کافر ہوں اور ہم نہ کہیں تو ہم سے قیامت کے دن کیا باز پرس ہوگی اور اگر ہم کافر کہیں تو کتنی رکعت کا ثواب ملے گا۔ سوائے اس کے کچھ بھی نہیں کہ تضحیح وقت ہے۔ اور ہی کام بہت ہیں۔ ہا یہ کہ کافر نہ کہنا بغرض احتیاط ہے۔

مگر سوال نماز کے متعلق ہے اور اس کے لئے شبہ تکفیرِ مسلم کافی علت ہے تو یقین لادیزول بالشک اس شبہ کا جواب ہے۔ لے
اب بولو کہ بقول تمہارے اگر کافر کو مسلمان جانتا کفر ہے تو خود تمہارے
قول سے مولوی اشرف علی اور ان کو مسلمان جاننے والے سب کافر ہوتے۔

سوالات کے جوابات

سوال نمبر ۱: جو شخص اپنے کسی پیر یا پیر بھائی کی قبر کو طیب راتھ (خوشبو) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے ہم پتہ بتلاتے اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

جواب: اس میں فریب و تدلیس ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کہیں کسی پیر بھائی کی قبر کو خوشبو میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پتہ نہ بتایا کذابوں پر خدا کی لعنت۔

سوال نمبر ۲: جو شخص اس زمانہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت کا مدعی ہو کھلے لفظوں میں اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بتلاتے پھر اس گستاخی و بے باکی پر نازاں بھی ہو اس کو آپ کی کیا سمجھتے ہیں
جواب: یہ محض افتراء ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کبھی اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امام نہیں بتایا۔ بھوٹے پر خدا کی لعنت۔

سوال نمبر ۳: زید حضور رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں کھلی کھلی گستاخیاں کرتا ہے جن میں کوئی تاویل بھی نہیں چل سکتی عمرو اس کی تکفیر نہیں کرتا بلکہ تکفیر کو معصیت بتلاتا ہے۔ بتلایا جاتے کہ یہ عمرو مسلمان ہے یا کافر۔

جواب:۔ اگر اس کی توبہ مشہور ہے اس وجہ سے احتیاط کرتا ہے

تو وہ مسلمان متقی ہے اس کو کافر کہنے والا بے دین ہے۔

سوال نمبر ۴ :- مولوی احمد رضا خان صاحب تمہید ایمان ص ۳۲ پر شفا اثر سے یہ عبارت نقل کی ہے ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل بتلا یا جائے کہ اس عبارت میں صریح بمعنی متعین ہے یا بمعنی متبیین۔
جواب :- یہ تمہید ایمان ہی کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ احتمال وہ معتبر ہے جسکی گنجائش ہو۔

سوال نمبر ۵ :- ضروریات دین جن کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے کون کونسی چیزیں ہیں یہ تفصیل بحوالہ کتب معتبرہ بیان کیا جائے۔
جواب :- ضروریات دین وہ تمام چیزیں ہیں جن کا دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہونا عوام و خواص جانتے ہیں۔ روا المختار ص ۳۰۵
یعرف الخواص والعوام انه من الدین کو جو ب اعتقاد التوحید و رسالۃ و الصلوٰۃ الخمس و اخواتھا یکفر منکرہ۔ ۱۵

سوال نمبر ۶ :- اہل سنت و جماعت کی کیا تعریف ہے وہ کون سے اعتقادات اور کون سے اعمال ہیں جن پر اہل سنت ہونے نہ ہونے کا مدار ہے۔

جواب :- اہل سنت اسلام کا وہ سواد اعظم ہے جس کے اتباع کا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شد شد فی النار۔ اور جس کی نسبت ارشاد ہوا علیکم بالجماعۃ اور جس کو حدیث میں فرقہ ناجیہ بتایا گیا جو ما انا علیہ و اصحابی کا معنی

ہے۔ سائل اہل سنت ہونے کا بناوٹی مدعی ہے وہ کیا جانے اہلسنت کے کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۷ :- اگر کسی مسئلہ میں ائمہ اُمت میں سے کوئی امام یا بعض مشائخ یا علمائے محققین میں سے ایک یا دو کسی طرف گئے ہوں اور اکثر یا اقل دوسری جانب ہوں اور ہر دو فریق کا شمار اہل سنت و جماعت میں ہو تو اس مسئلہ مختلف فیہ کی کسی ایک جانب پر اکتفا رکھنے والا یا عمل کرنے والا کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت و جماعت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو فقط یہی شخص جو ہمارا ہم عصر ہے یا متقدمین میں سے بھی جو حضرات اس طرف گئے ہوں وہ بھی ان القابات کے مستحق ہوں گے۔

جواب :- قول مرجوع کا اخذ جہل و خرقِ اجماع بتایا گیا ہے ویکھو در مختار میں ہے المحکم والفتی بالقول المرجوح جہل و خرق للاجماع بلہ

سوال نمبر ۸ :- اشعریہ ماتریدیہ دونوں گروہ اہل سنت ہی کے ہیں یا ان میں سے کوئی اہلسنت سے خارج ہے اگر خارج ہیں تو کس مسئلہ کی وجہ سے اور اگر کوئی بھی خارج نہیں تو باوجود اختلاف فی العقائد کے دونوں گروہ اہلسنت و جماعت کیسے ہو سکتے ہیں اگر اہل سنت اور دیگر فرق باطلہ میں مدار اختلاف عقائد ہے تو یہاں لیکن گروہ باہود اختلاف کے خارج ازالہ سنت کیوں نہ ہوا۔ اور اگر اہلسنت سے خارج ہو گیا اختلاف عقائد نہیں تو پھر کیا ہے۔

جواب :- سوال متضمن ادعائے اختلاف عقائد اشعریہ و ماتریدیہ ہے سائل پر اس کا اثبات لازم۔

سوال نمبر ۹ :- مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنی متعدد تصانیف میں لکھا ہے کہ اگر کسی مسلم کے کلام میں ۹۹ پہلو کفر کے ہوں اور ایک ضعیف سا پہلو اسلام کا ہو تو اس کو مسلمان ہی کہا جائیگا۔ جب تک کہ بالیقین یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کی مراد کفر کا پہلو ہے۔ اس کو ہرگز کافر نہیں کہا جاسکتا تو فرمایا جائے کہ اسی طرح اگر کسی کے کلام میں ۹۹ وجوہ اہل سنت و جماعت سے نکلنے کے ہوں اور ایک ایسی ہو جس کی وجہ سے وہ اہل سنت ہی میں داخل رہے تو کیا پہلے مسئلہ کی طرح یہاں بھی اسی ایک وجہ کو اختیار کریں گے اور اہل سنت ہی میں رہنے دیں گے یا اس صورت میں وہ اہل سنت میں داخل نہیں رہ سکتا۔

جواب :- اصل یہ ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔

سوال نمبر ۱۰ :- وہ ضروریات اہل سنت و جماعت کون سے ہیں جنہیں سے کسی ایک کے انکار کی وجہ سے انسان اہل سنت سے خارج ہو جاتا ہے یہ تفصیل بیان کریں۔

جواب :- تمام ضروریات دین۔ ہر وہ بات جس کو شرح نے گمراہی قرار دیا ہو۔

سوال نمبر ۱۱ :- جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ساری مخلوق سے زیادہ وسیع العلم مانے۔ ع

بعد از خدا بزرگ توتی قصہ مختصر کا سچا مصداق جانے۔ تمام علمی و عملی کمالات کا آپ کے خاتم سمجھے لیکن با اینہمہ یہ بھی عقیدہ رکھے کہ دنیا تے دنی کے وہ علوم جو کمالات نبوت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور جن کو روحانی کمالات میں کچھ دخل بھی نہیں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا علم اقدس محیط نہیں بلکہ ممکن ہے کہ ان میں اہل دنیا کا دائرہ علم زیادہ وسیع ہو اگرچہ مجموعی حیثیت سے پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف ہی زیادہ وسیع ہے ایسے شخص کے متعلق کیا خیال ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا کافر۔

جواب :- اس سوال میں تلبیس ہے جو شخص اس کا قائل ہو کہ انہیں دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اس کی طرف ساری مخلوق سے زیادہ وسیع العلم ماننے کی نسبت غلط ہے۔

سوال نمبر ۱۱ :- جبکہ کوئی علم کسی ادنیٰ کے لئے نص سے ثابت ہو تو کیا کسی اعلیٰ کو اس پر قیاس کر کے اس کے لئے بھی اس علم کا ثابت کرنا ضروری ہے یا اس کے لئے کسی مستقل نص کی ضرورت ہوگی۔

جواب :- جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام خلق سے اعلم و افضل کیا ہو اس کا علم اپنے ماتحتوں کے علم سے اوسع ہوگا۔ اور ان کے علوم اس کے علم سے مکتسب فان کل کمال مکتسب منه صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوال نمبر ۱۲ :- کیا بغیر کسی نص کے صرف قیاس سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ فلاں بزرگ کو ضرور حاصل تھا بالخصوص جبکہ وہ علم بھی علوم عالیہ مکالمہ میں سے نہ ہو۔

جواب :- ثابت کرنے والے دلائل رکھتے ہیں جو انہوں نے اپنی کتابوں میں بسط کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

سوال نمبر ۱۳ :- کیا یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایسا علم جس کا تعلق ذات و صفات باری عز اسمہ سے نہ ہو اور اس کو دین و دیانت سے بھی کوئی خاص تعلق نہ ہو وہ کسی ادنیٰ درجہ کے شخص کو حاصل ہو جائے اور اس سے اعلیٰ و افضل

کو نہ ہو۔

جواب :- ایسا کون سا علم ہے جس کو دین سے کوئی بھی تعلق نہ ہو۔
سوال نمبر ۱۸ :- کیا اس علم کے عدم حصول کی وجہ سے اس اعلیٰ کے
کمال میں کوئی نقصان آتا ہے۔

جواب :- جسکو عطا کیا گیا اس کے حق میں انکار اس کی تنقیص ہے۔
سوال نمبر ۱۹ :- کیا قرآن شریف سورہ نخل میں کہیں یہ مذکور ہے کہ ایک
بدبذ (کھٹ بڑھی) نے حضرت سلیمان کو ایک ایسی بات کی اطلاع دی تھی
جسکی اس سے پہلے ان کو مطلق خبر نہ تھی۔

جواب :- سورہ نخل میں تو قال احطت بما لہم تخطیٰ ہے۔
سوال نمبر ۲۰ :- کیا کوئی عقیدہ بغیر دلیل کے بھی قائم کیا جاسکتا ہے یا ہر
عقیدہ کے لیے دلیل درکار ہے۔ اگر قمار بازی شراب سازی اور اسی قسم کے
دوسرے ذلیل پیشیوں کا علم (جسکو آج کل جواری چور ڈاکو جانتے ہیں) بنا بر
مشاہدہ ان لوگوں کے لئے ثابت کیا جائے اور حضرات اولیاء کرام و انبیاء
علیہم السلام کے لیے بوجہ عدم وجدان دلیل ثابت نہ کیا جائے یا بوجہ وجدان
دلیل عدم ان حضرات قدسی صفات سے ان ذلیل کاموں کے علم کی نفی کی
جاتے تو کیا اس میں ان حضرات کی کوئی توہین ہے یہ یا ساکت و زانی کافر
ہو جائیں گے۔

جواب :- عقائد قطعیات سے ثابت ہوتے ہیں۔ قمار بازی و شراب سازی
وغیرہ یہ کام کیسے بھی ذلیل و حرام ہوں لیکن ان کا علم ذلیل نہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب
محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ علم ہر چوں کہ باشد قبیح نیست۔ لے

لے :- تفسیر عزیزی پارہ اول

عالم اگر نہ جانے گا کہ قمار کس کو کہتے ہیں اور شراب کیا چیز ہے تو حکم حلت و حرمت میں کس طرح امتیاز کرے گا۔ اور حدود شرعیہ کیسے جاری ہوں گے۔ ہر جواری کہہ سکے گا آپ کیا جانتے ہیں جو کیا چیز ہے وہ جس شغل میں تھا وہ جو ابی نہیں تھا۔ اور ہر شرابی کو موقع ہو گا کہ وہ کہہ سکے گا کہ جب آپ شراب ساز کے علم سے واقف نہیں تو کیسے حکم کر سکتے ہیں کہ جو چیز پی گئی اس پر تعریف شراب صادق آتی ہے۔

سوال نمبر ۱۸ :- آپ کے مولوی عبد السمیع صاحب میرٹھی نے انوار ساطعہ میں جو حدیثیں اس مدعا کے ثابت کرنے کے لئے پیش کی ہیں کہ ملک الموت اور شیطان علیہ اللعین کو اکثر مواقع زمین کا علم حاصل ہے وہ قابل قبول ہیں یا نہیں۔
جواب :- قابل قبول تو سائل کے پیشوا مولوی خلیل احمد و مولوی رشید احمد مان چکے ہیں دیکھو براہین قاطعہ۔

سوال نمبر ۱۹ :- اگر کسی نبی یا ولی کی نسبت چند اشیاء غائبہ کا علم مطلقاً یا کسی خاص وقت میں نص سے ثابت ہو یا ثابت صرف علم مطلق الغیب ہونہ العلم المطلق للغیب المطلق تو ایسے شخص کی نسبت کسی خاص شے کو جو اشیاء غائبہ مکتومہ میں داخل نہ ہو یا دخول و عدم دخول کا علم نہ ہو یا دخول

معلوم ہو مگر وقت مخصوص کے سوا دوسرے وقت ہو معلوم کہا جائے گا یا غیر معلوم یا کیا؟ اگر ایسے شخص کی نسبت زید یہ کہے کہ مجھ کو اس خاص علم کے متعلق کوئی نص معلوم نہیں اور نص سابق اس کو متنازل نہیں لہذا میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ علم حاصل ہے یا نہیں۔ اگر دیا گیا ہے تو ہے ورنہ نہیں۔ تو کیا یہ عقیدہ کفر ہے یا اس میں اس نبی یا ولی کی توہین ہے۔
جواب :- اس سوال میں وہابیہ کے عقیدہ کی جھلک ظاہر ہو گئی جسکو

چھپانے کے لئے تصنع اور ریا کے پردے ڈالے جاتے ہیں۔ شریک کے پیرایہ میں ساآلانہ اپنے عقیدہ کا اس طرح بیان کیا۔

اگر کسی نبی یا ولی کی نسبت چند اشیاء غائبہ کا علم مطلقاً
یہ کسی خاص وقت میں نص سے ثابت ہو۔ لے

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہابیہ کے اعتقاد میں حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اشیاء غائبہ میں چند گنتی کی دو چار چیزوں کا علم نص
سے ثابت ہے اور بس یہ وہی بات ہے جو اس کے پیشوا حضور سید عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت کہہ گئے ہیں۔

”کہ مجھ کو دیوانہ کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ لے

اس پر مکاری ہے کہ اس کے اول میں اپنا عقیدہ یہ ظاہر کرتا ہے۔

کہ ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر علوم
کمالیہ عطا فرماتے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین
کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں دیے۔ لے

کہاں تو یہ نمائشی اظہار اور کہاں چند اشیاء غائبہ کا علم تبتانا۔

بیشک جو شخص حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو گھٹاتے

اور چند اشیاء غائبہ کے علم سے آپ کے علم عظیم کو تعبیر کرے وہ آپ کے
علم عظیم کی تنقیص اور آپ کی توہین کرنے والا ہے۔ وہابیہ کے اس سوال میں
کسی نبی یا ولی کا لفظ لانا یہ دھوکے لیے ہے بخت خاص علم مصطفیٰ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے کسی اور نبی کے علم میں نہیں۔
سوال نمبر ۲۰۔ اگر کسی ذلیل ترین مخلوق کو کسی ادنیٰ درجہ کی چیز کا علم کسی
 نص سے ثابت ہو اور کسی نبی یا ولی کی نسبت اس خاص چیز کا علم مخصوص
 نہ ہو تو اگر اس چیز کا علم اول کو ثابت کیا جائے نہ ثانی کو تو کیا اس میں اول کی
 تعظیم و توقیر اور ثانی کی توہین و تذلیل ہوگی اور کیا یہ ثابت کرنے والا شخص
 کافر ہو جائے گا۔

جواب ۱۔ اس سوال میں بھی کید ہے کہ اثبات عدم کو عدم اثبات بنایا ہے
 توہین تو ذلیل کا مقابلہ کرنے سے ہو جاتی ہے۔ کیا اگر یہ کہہ دیا جائے کہ شیطان
 لعین کے لئے جو علوم ثابت ہیں مولوی اشرف تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی
 کو حاصل نہیں۔ اور مولوی رشید احمد اور مولوی اشرف علی ان علوم میں شیطان
 کے برابر بھی نہیں چہ جائیکہ زیادہ۔ کیا وہابی کے نزدیک اس میں مولوی اشرف
 علی و مولوی رشید احمد کی تنقیص نہیں ہے ذرا اس کو سوچو اور شرمادو۔

سوال نمبر ۲۱ اور ۲۲۔ جس کے نزدیک ملائکہ اللہ حضرت انبیاء علیہم السلام سے
 عموماً اور حضرت جبرائیل حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصاً افضل اور
 برتر ہوں اس کا کیا حکم ہے وہ مسلمان ہے یا کافر۔
 جس کا عقیدہ ہو کہ حضرت انبیاء علیہم السلام کا علم ملائکہ کے علم کے سامنے
 کوئی حقیقت نہیں رکھتا وہ مسلمان ہے یا نہیں۔

جواب ۱۔ اس سوال کا جواب تو آپ نے گھر ہی میں حل کر لیا ہوتا سیف
 کے اول میں مولوی خلیل احمد انبیٹھی و مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرف نسبت
 کر کے یہ عبارت لکھی ہے۔

”کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کمالاً

میں کسی کو مماثل آپ کا نہیں جانتا۔ لے
 اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ جو کسی کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کا مماثل جانے وہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی درشید احمد گنگوہی کے نزدیک
 ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی نہیں چہ جائیکہ افضل و برتر جانتا۔
 اسی کے ساتھ سیف یمانی میں مولوی اشرف علی تھانوی کی یہ عبارت
 لکھی ہے۔

بفضلہ تعالیٰ ہمیشہ سے میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ آپ
 کے افضل المخلوقات فی جمیع الکلمات العلمیہ والعملیہ ہونے کے
 باب میں یہ ہے۔ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لے
 پوچھو مولوی اشرف علی تھانوی سے کہ اس عقیدہ کے مخالف کو تم مسلمان
 جانتے ہو یا کافر۔

سوال نمبر ۲۳ :- جو شخص نفس انعقاد مجلس میلاد کو (اگرچہ اس میں اور منکرات
 نہ ہوں) بدعت اور ممنوع کہے (جیسا کہ علامہ ابن الحاج صاحب مدخل وغیرہ کی
 تصریحات سے ظاہر ہے) اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے وہ اہل سنت میں
 داخل ہے یا نہیں۔

جواب :- نفس انعقاد مجلس میلاد کو جس میں منکرات نہ ہوں ممنوع کہنے
 کی نسبت علامہ ابن الحاج کی طرف افسر ہے۔

سوال نمبر ۲۴ :- جو شخص مجلس میلاد کو (در صورتیکہ اس میں اور منکرات راگ
 وغیرہ بھی نہ ہوں) محض سد اللباب منع کرے (جیسا حضرت امام ربانی نے مکتوبات

لے :- سیف یمانی ص ۵ - لے :- سیف یمانی ص ۵ -

میں تحریر فرمایا ہے) آپ اس شخص کو گروہ اہل سنت میں داخل سمجھتے ہیں یا اس گروہ سے خارج۔

جواب :- اس کا جواب مسئلہ میلاد شریف کی بحث میں مذکور ہو چکا۔ سوال نمبر ۲۵ :- جو مسائل نہ امام صاحب کے زمانہ میں موجود تھے نہ بعد میں ایک زمانہ تک موجود ہوئے نہ اس کا حکم فقہ میں مندرج ہوا اور اس صورت کے پیش آنے کے بعد علمائے وقت نے اس کا حکم بیان فرمایا۔ اس حکم کے نہ ماننے سے بھی آدمی حقیقت یا تقلید سے خارج ہو سکتا ہے یہ نہیں۔

جواب :- علمائے وقت نے وہ حکم کہاں سے بیان فرمایا۔ اپنے دل سے محض بے سند یا کلام فقہاء و کلام فقہ سے اخذ کیا۔ بر تقدیر ثانی اس کا ضد و نفسانیت سے نہ ماننے والا فقہ کا مخالف اور اسیر نفس ہے۔ سوال نمبر ۲۶ :- جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت زمانی کا قائل ہو اور اس کے ساتھ خاتمیت ربی بھی حضور کے لئے ثابت کرے وہ مسلمان ہے یا کافر۔

جواب :- اگر وہ یسے کہے کہ — عوام کے خیال میں تو آپ کا خاتم ہونا باری معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں یعنی خاتمیت منصوصہ کو آخریت کے معنی میں لینا نا فہم عوام کا خیال بتائے اور آخریت کی فضیلت کا منکر ہو اور اس کو مقام مدح میں قابل ذکر نہ سمجھے اور خاتمیت کے ایسے معنی گھڑے کہ آپ کے زمانہ کے بعد بھی تجویز کر لینا اس کے خلاف نہ ہو وہ بے شک نص قطعی کے معنی

منقول و متواتر کا منکر اور کافر ہے۔

سوال نمبر ۲۷ :- کیا یہ جائز نہیں کہ قرآن عزیز کی کسی آیت کریمہ کی مشہور و ماثور تفسیر کو تسلیم کرتے ہوئے کوئی اور نکتہ اس سے نکالا جائے۔

جواب :- کسی تفسیر مشہور و ماثور کو عوام اور نا فہموں کا خیال پتانا اور اس معنی کے مراد ہونے سے کلام الہی کی بے ربطی کا مدعی ہونا تفسیر ماثور کی تسلیم نہیں بلکہ شدید مخالفت اور توہین ہے۔

سوال نمبر ۲۸ تا ۳۱ :- قرآن عظیم کے اوصاف میں جو لا تنقضی عجائبہ حدیث شریف میں وارد ہے اس کی آپ کے نزدیک کیا مراد ہے ؟

کیا آپ حضرات کو یہ تسلیم ہے کہ آیت قرآنیہ کے لئے ایک ظہر ہے اور ایک بطن اگر تسلیم نہیں تو حدیث لکل آیت منہا ظہر و بطن کا کیا جواب ہے اور اگر تسلیم ہے تو بتلایا جائے کہ ظہر و بطن سے کیا مراد ہے۔ ؟

بس وقت آیت کے باطنی معنی لئے جائیں تو کیا اس وقت ظاہری معنی متروک ہو جاتے ہیں یا بیک وقت دونوں مراد ہوتے ہیں۔ ؟

باطنی معنی کے بیان کرنے کا حق کس شخص کو حاصل ہے اس کے لئے عکس علم کی ضرورت ہے اور ان معنی کے صحت کے کیا شرائط ہیں مفصل جواب دیا جائے۔ ؟

جواب :- حدیث - من قال فی القرآن برایہ فلیتبو مقعدا

من النار دوسری روایت میں ہے من فسّر القرآن برایہ فقد کفر تفسیر بالرائے کو شریعت نے منع فرمایا کسی کی رائے فاسد جو تفسیر ماثور و مشہور کے خلاف بھی ہو عجائب قرآن میں سے نہیں بلکہ مخالفت قرآن ہے

سوال نمبر ۳۲ :- کسی حدیث کو اگر بوجہ ظاہری تعارض کے کسی نے متروک

کیا ہو تو کیا جبکہ اس کے معنی صحیح بھی بن سکیں اس وقت بھی وہ متروک ہی رہے گی
 آج کل کے علماء میں سے اگر کوئی شخص معنی غیر متعارض بیان کرے تو وہ قابل
 قبول ہونگے یا نہیں اگر نہیں تو کس وجہ سے کیا ہمارا ہم عصر یا قریب العہد ہونا وجہ
 رد ہے یا کوئی دوسری وجہ۔

جواب ۱۔ دیکھا جائے گا کہ ترک کی وجہ کیا ہے اور جو معنی کوئی شخص.....
 بیان کرتا ہے وہ شرع کے خلاف تو نہیں اور وہ عبارت اس معنی کے متحمل
 بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۳۳ اور ۳۴ :- اثر ابن عباس در بارہ خواتم سبعة صحیح الاسناد ہے
 یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں۔ اور اگر صحیح ہے تو اس کے کیا معنی ہیں۔ اگر آپ
 صحیح معنی بیان نہ کریں تو کیا وہ حدیث صرف اس وجہ سے غلط ہو سکتی ہے
 اور کیا دوسرے علماء زمانہ بھی آپ کی سمجھ کے مکلف ہوں گے اور آپ کی
 یہ رائے ان پر حجت ہوگی۔

جب کسی حدیث کے معنی بظاہر نہ معلوم ہوں تو اس کو غلط کہہ دینا ہی
 قاعدہ کلیہ ہے یا کہیں اس قاعدہ کے خلاف بھی کیا گیا ہے۔

جواب :- یہ اثر شاوالمتم معلول للاسناد ہے مخربین اس کے طبقہ ثالثہ اربعہ میں سے
 ہیں اور مخبر روایت طبقہ ثالثہ و اربعہ قابل احتجاج نہیں۔ یہ مسئلہ اعتقادی ہے
 جس کے لئے مولوی خلیل احمد بیٹھی مولوی رشید احمد گنگوہی بھی تصریح کرتے
 ہیں کہ حدیث احاد کافی نہیں۔

عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو
 جائیں۔ بلکہ قطعی ہیں۔ قطعیات نصوص سے ثابت
 ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں۔ لے (براہین قاطعہ ص ۵۵)

وہا بیہ کے پیشوا مولوی اسحاق صاحب تو باب اعمال و عبادات میں بھی غیر صحاح کی حدیث کو قابل حجت نہیں مانتے دیکھو مائتہ مسائل جس میں لکھتے ہیں۔

ایں حدیث از صحاح نیست کہ محل سخن نباشد بلکہ ازاں کتب کہ در اں کتب احادیث ہر قسم صحیح و حسن ضعیف بلکہ موضوع ہم یافتہ می شود (الی ان قال) وقتیکہ یقین بر صحت ایشان نہ شد۔ در مقام استدلال بر جواز شے و عدم آل آوردن نہ شاید۔

اور یہاں تو باب اعمال نہیں باب عقائد ہے پھر یہ اکثر بکثرت احادیث صحیحہ کے خلاف اور خود حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت کے خلاف اور نص قطعی قرآنی کے خلاف کس طرح قابل قبول ہو سکتا ہے۔ سوال نمبر ۳۵ :- جو شخص اولیاء کرام کے مزارات پر بقصد زیارت جانے کو منع کرے وہ اہل سنت میں داخل ہے یا نہیں۔

جواب :- یہ قول خلاف سنت ہے قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنت نہیتکم عن زیارة القبور فزودوا۔

سوال نمبر ۳۶ :- جو شخص عرس کو ممنوع اور ناجائز بتلائے (جیسا کہ حضرت شاہ محمد اسحاق اور حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے) اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

جواب :- جو عرس ممنوعات شرعیہ سے خالی ہوں ان کو ناجائز بتانا باطل اور قواعد شرعیہ کی مخالفت ہے قاضی ثناء اللہ صاحب کی طرف اس کی نسبت غلط ہے۔ وہا بیہ نے ان کی کتابوں میں بہت الحاق کئے ہیں۔

سوال نمبر ۳۷ :- کیا نماز کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے
جب بالاحترام ہستی کی طرف صرف ہمت کرنا یعنی ہر طرف سے حتیٰ کہ اللہ عزوجل
کی طرف سے بھی قصداً اپنی توجہ پھیر کر آنحضرت یا کسی دوسرے بزرگ کو مرکز
جہ بنا لینا درست ہے یا نہیں۔ مدلل لکھا جائے۔

جواب :- لفظ صرف زبان فارسی میں پھیرنے کے معنی میں شاید ہی صرف
یا جانا ہو عربی میں بھی یہ لفظ جب پھیرنے کے معنی میں آتا ہے۔ تو اس کے
ساتھ من کا صلہ ہوتا ہے۔

یہ صاحب سیف یمانی کی تحریف ہے کہ لفظ صرف کو پھیرنے کے معنی
میں لیتا ہے۔

اور صراطِ مستقیم میں تو اس کے یہ معنی ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ اس کی علت
لمعی کہ۔

خیال آں۔ بالنعیم و اجلال بہ سویداے دل انسان می چسپدہ
یہ عبارت صاحب سیف یمانی کا رد کرتی ہے۔ کہ صرف یہاں پھیرنے
کے معنی میں نہیں ہے ورنہ لازم آئیگا کہ جس کا خیال تعظیم و اجلال کے ساتھ نہ
تے اس کی طرف توجہ کو پھیرنا۔ اور خدا کی طرف
سے توجہ کا ہٹانا و ہابہ کے نزدیک نماز میں جائز نہ ہوا۔

سوال نمبر ۳۸ :- نماز کی حقیقت اور خشوع و خضوع کی تعریف بتلائی جائے
بزر حدیث شریف (تعبّد اللہ کانک تراہ) کا مطلب بیان کیا جائے۔

جواب :- خضوع و خشوع یہ ہے کہ بندہ نہایت عاجزی اور اخلاص کے
ساتھ بارگاہِ الہی میں متوجہ ہو اور جو اذکار و تسبیحات پڑھتا جائے ان کے
عانی پر نظر رکھے حتیٰ کہ شہد میں اور درود میں جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کا نام پاک آئے تو آپ کی رسالت کی شہادت دینے اور آپ کی طرف عرض و
صلوٰۃ و سلام کیساتھ متوجہ ہونے کا قصد کرے۔

سوال نمبر ۱۳۹۔ آپ نے تقویۃ الایمان سے حضرت شہید مرحوم کی یہ عبارت
نقل کی ہے ہر مخلوق بڑا ہویا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چارے بھی ذلیل ہے
اس کے بعد یہ منطق آپ نے جاری کی ہے کہ ہر بڑے چھوٹے میں جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام حضرات انبیاء و اولیاء کرام علیہم السلام داخل ہیں۔
لہذا یہ ان تمام حضرات کی توہین ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے سلطان الاولیاء
حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مسمیٰ بقوائد الفوائد ہیں اس
کے ص ۲۱ پر ہے۔

”ایمان کسی تمام نشوونما ہمہ خلق نزراد ہچنان نمایند کہ
پشکے شتر“

یعنی کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ساری
مخلوق اس کے نزدیک اونٹ کی بینگنی کے برابر نہ ہو۔

اور حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے عوارف المعارف
کے ص ۲۵ پر ہے۔

لا یکمل ایمان امر و حتیٰ کسی شخص کا ایمان اس وقت تک

یکون الناس عندہ کامل نہیں ہو سکتا جب تک تمام لوگ

کلا باعرا۔ اس کے نزدیک بینگنیوں کی طرح نہ ہوں۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ آپ کی وہ منطق ان دونوں عبارتوں میں
بھی جاری ہوتی ہے یا نہیں اگر نہیں تو وجہ ترق کیا ہے کیا مخلوق اور تمام لوگوں
میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام داخل نہیں۔ اور اگر جاری ہوتی

ہے تو کیا آسمان ولایت کے یہ دونوں آفتاب و ماہتاب بھی آپ کے نزدیک ایسے ہی کافر ہیں جیسے کہ حضرت شہید منکوم - جینوا توجروا -

جواب :- اگر فرض کر لیا جائے کہ یہ عبارت اسی طرح ان کتابوں میں ہیں تو بھی اسمیں اور عبارت تقویت الایمان میں زمین آسمان کا فرق ہے کیونکہ کون ان میں اور ہمہ خلق کے ابہام سے دنیا و اہل دنیا مراد ہیں نہ اہل اللہ۔ اور خاصان حق اور تقویت الایمان کی عبارت میں ہر مخلوق کا لفظ ہے اور بڑے چھوٹے کی تفصیل کی گئی۔

مخلوق میں بڑے انبیاء ہیں علیہم السلام تو یہ گستاخی شان انبیاء میں ہے اور ساری مخلوق میں حضرات انبیاء و اولیاء کرام ہی پر حملے ہیں۔ کہیں لکھا ہے جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ لے

کہیں لکھا ہے۔ سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ لے

اس قسم کے تمام کلمات نے صاف کر دیا کہ تقویت الایمان کی اس عبارت میں بھی بڑے مخلوق سے انبیاء ہی مراد ہیں۔

سوال نمبر ۴۰ :- اگر کوئی شخص بلا استثناء تمام مغیبات کا علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانے۔ اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے عقائد اہل سنت اور فقہ حنفی کی کتابوں میں ایسے شخص کے متعلق کیا لکھا ہے۔

جواب :- اگر بچائے الہی مانے اور ذاتی کا معتقد نہ ہو تو اس پر شرک و کفر کا حکم نہیں کیا جاسکتا۔ شرح عقائد میں ہے۔

قال في البداية الضال علم منا موجود وعرضه
وعلم محدث وجائز الوجود ويتجدد في كل زمان
فلو اثبتنا العلم صفة الله تعالى لكان موجوداً وصفة
قديمة ودوجب الوجود دائماً من الازل الى
الابد فلا يماثل علم الخلق بوجه من الوجوه هذا
كلامه فقد صرح بان المماثلة عندنا انما اثبت
بالاشتراك في جميع الاوصاف حتى لو اختلفا في
وصف واحد انتفت المماثلة -

خلاصہ یہ ہے کہ جو ذاتی و عطائی کا فرق کرتا ہو۔ قدیم و حادث کا فرق کرتا
ہو واجب و ممکن کا فرق کرتا ہو اس نے مماثلت ثابت نہیں کی۔ اس پر
شُرک کا حکم نہیں دیا جاسکتا یہ دوسری بات ہے کہ اس شخص کا خیال صحیح ہے یا
غیر صحیح۔ مدارج النبوة میں ہے۔

بعضے از عرفا کتابے نوشتہ اثبات کرده کہ آنحضرت
راتمامہ علوم الہی معلوم ساختہ بودند و این سخن بظاہر مخالف
بسیارے از اولہ است تا قائل آن چہ قصد کرده
باشد۔

اگرچہ حضرت شیخ نے اس قول کو مخالف اولہ کثیرہ بتایا لیکن پھر
بھی اس کے قائل کو عرفا میں شمار کیا۔

سوال نمبر ۴۱ :- اگر کوئی شخص تیجے۔ دسویں۔ چالیسویں۔ برسی وغیرہ رسوم
مردجہ بعد الموت کو ان وجوہ سے ناجائز سمجھے جو پہلے مذکور ہوئیں تو وہ آپ کے
نزدیک اہل سنت میں داخل ہے یا خارج۔

جواب :- خارج ہے کیونکہ ایصالِ ثواب کو طرح طرح کے حیلوں سے روکنا بے دین و باہمیہ کا شعار ہے۔

سوال نمبر ۴۲ :- اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اور اس کی بعض صورتیں ایسی بھی ہوں جو بالاتفاق جائز ہوں تو مختلف فیہا کو کرنا بہتر ہے یا متفق علیہا کو۔
جواب :- بد مذہبوں کا انکار۔ قابل التفات نہیں۔

سوال نمبر ۴۳ :- آج کل شادی و عمنی ایصالِ ثواب عبادات میں کچھ بدعات سیئات بھی رائج ہیں یا کل مستحب ہی ہیں۔ اگر کچھ رائج ہیں تو کیا ہیں مفصل لکھا جائے۔

جواب :- ناچ۔ گانا۔ بجانا۔ آتش بازی۔ شادی میں اور ایصالِ ثواب و خیرات و ذکر تلوت سے روکنا۔ عمنی میں بدعات سیئات ہیں۔

سوال نمبر ۴۴ :- اگر کسی موقعہ پر کوئی طریقہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ یا تابعین یا ائمہ مجتہدین سے ثابت ہو تو اس کو ترک کر کے دوسرا طریقہ ایجاد کرنا یا اس میں زیادتی مختلف فیہا پیدا کرنا بہتر ہے یا اسی پر اقتصار کرنا مناسب ہے۔

جواب :- اگر اس میں مصححت دینی ہو تو بہتر ہے جیسے آج کل لشکر اسلام کا بجائے تیر و تلوار کے بندوق و توپ استعمال کرنا اور تعلیم گاہوں میں مدرس نوکر رکھنا۔ درجہ معین کرنا۔ نصاب مقرر کرنا۔ تعطیلیں۔ دستار بندیاں امتحان وغیرہ۔

معاندین کے عناد و انکار کو اختلاف نہیں کہتے نہ اس سے کوئی مسئلہ مختلف فیہ ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۴۵ :- نزدیک کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا

حاصل تھا بایں معنی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسی قوت مدرکہ عطا فرمادی تھی جس سے آپ خود بخود بغیر تعلیم خداوندی غیب کی چیزوں کا ادراک فرما لیتے تھے بتلا یا جائے کیا زید کا یہ عقیدہ صحیح اور مذہب اہلسنت کے مطابق ہے اگر نہیں تو یہ شخص اس عقیدہ کی وجہ سے کافر ہے یا مسلمان۔ اگر مسلمان ہے تو اہلسنت میں داخل ہے یا خارج۔

جواب :- زید بفضلہ مسلمان سنی ہے۔ چنانچہ زرقانی نے شرح مواہب میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نقل کیا۔

تالثہا ان لہ صفتہ بہا یبصر الملئکۃ	سوم یہ کہ نبی کو ایک وصف ایسا حاصل ہوتا
ویشاہدہم کما انک للبصیر	ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتے اور انکا مشاہدہ
بہا یفادق الاعطی رابعہا ان	کرتے ہیں جس طرح کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل
ہ صفتہ بہا یدرک ما سیکون	ہے جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہے
فی الغیب۔	چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصل حاصل ہے جس

سے آئندہ کے غیبی امور کا ادراک کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۴۶ اور ۴۷ :- کیا آپ کے نزدیک شرک میں تشکیک ہے؟ کیا آپ شرک دوئے شرک کے قائل ہیں؟

کیا آپ کے نزدیک یہ صحیح ہے کہ قرآن و حدیث میں بعض مواقع پر ایسے کاموں پر بھی (تغلیظاً یا کسی دوسری وجہ سے) شرک کا اطلاق کر دیا گیا ہے جنکی وجہ سے انسان کافر ابد اللہ کے لئے جہنم کا مستحق نہیں ہوتا۔؟

جواب :- شرک دو طرح کا ہوتا ہے جلی و خفی اور عند الاطلاق اس سے جلی ہی تباؤ ہوتا ہے جس کا فاعل ایمان سے خارج اور ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر ۴۸ :- جس شرک کے متعلق قرآن عزیز میں ارشاد ہے ان اللہ لا یغفران لیشرك به الا یہ اس کی جامع مانع تعریف کیا ہے بحوالہ کتب معتبرہ بیان ہو۔ ؟

جواب :- غیر اللہ کے لیے الوہیت و مستحقاق عبادت ثابت کرنا۔

الاشراك هو اثبات الشريك في الالوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس اذ بمعنى استحقاق العباد

كما لعبدة الاصنام له

سوال نمبر ۴۹ :- جو شخص کہے کہ مجاہدات و ریاضات میں بعض امتی اپنے نبی سے بڑھ جاتے ہیں۔ اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

جواب :- امتی کا نبی سے مقابلہ ترک ادب ہے۔

سوال نمبر ۵۰ :- عشرہ محرم میں امام حسین کے نام کی سبیلیں لگانا لنگر ٹانا جس سے روافض کی رسوم تعزیرہ داری کی رونق بڑھتی ہو۔ آپ کے نزدیک کیا ہے اور تعزیرہ داری کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

جواب :- سبیلیں لگانا لنگر تقسیم کرنا صدقہ و خیرات ہے اس کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے سنی امام جلیلین کے لیے ایصال ثواب کرتے ہیں اس میں انہیں روافض کی موافقت کا اصلا خیال بھی نہیں ہوتا۔ اور عام طور پر روافض ان کے پاس بھی نہیں پھٹکتے مگر خوارج و بابیہ ان امور خیر کو روکنے کے لئے طرح طرح کے حیلے اور مکائد سے کام لیتے ہیں۔

سوال نمبر ۵۱ :- جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات اولیاء

کرام کو ایسی قدرت دے دی جس کی وجہ سے اب وہ بالکل مختار ہیں۔ مریض کو چاہیں اچھا کریں، اچھوں کو چاہیں بیمار کر دیں، جسکو چاہیں دیں، جسکو چاہیں نہ دیں سب کچھ ان کے اختیار میں ہے ایسے شخص کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

جواب: جو شخص اللہ کی عطا کی ہوئی قدرت سے ان کے لیے تصرف و اختیار ثابت کرتا ہے وہ بالکل حق پر ہے اور حدیث و قرآن کے بالکل مطابق کہتا ہے۔

حدیث - عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادے لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئى احب الی مما افترضت علیہ وما یزال عبدی بتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمع الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصرہ بہ و ید الذی یتلمس بہا و رجلہ الذی یمشی بہا و ان سالتی لا اعطینہ و لئن استعاذنی لا عیذ نہ و ما ترددت عن شئى انا فاعلہ ترددی عن نفس المؤمن یکرہ الموت و انا اکرہ مسألتہ و لا بدلہ منہ و اہ النجاری - ۱۷

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ شعر۔

اولیاء را ہست قدرت ازالہ تیر جہتہ بانگرواند ز راہ

سوال نمبر ۱۵۲ اور ہمیشہ ترین عرب اپنے معبودان باطل کے لئے جو قدرت و

تصرف ثابت کرتے تھے وہ اُس کو ذاتی مانتے تھے! عطائی۔ بدل لکھا جائے۔
کیا وہ اپنے ان جھوٹے معبودوں کو خدا کا مخلوق اور اس کا محکوم اور مملوک
نہیں جانتے تھے۔ کیا احادیث میں اس کا کچھ ذکر ہے۔

جواب:۔ مشرکین اپنے بتوں کے لیے جو قدرت و تصرف مانتے ہیں وہ ذاتی
اور استقلالی ثابت کرتے ہیں چاہے ان کو خدا سے چھوٹا بھی سمجھتے ہوں۔
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ
عزیزیہ میں فرماتے ہیں۔

پرستش اس چیز ہا بنابر اعتقاد استقلال و قدرت
است کہ کفر محض است۔

سوال نمبر ۵۲:۔ جو چیز شرک ہے وہ تمام مخلوقات کی نسبت شرک ہے یا
کوئی چیز ایسی بھی ہے کہ بعض مخلوقات کو ثابت کیا جائے تو شرک ہو اور بعض
کے لیے ثابت کیا جائے تو شرک نہ ہو اگر ہے تو وہ کونسی صفت ہے اور وہ
کون بشر ہے جس کے لیے اس صفت کا ثابت کرنا شرک نہیں۔

جواب:۔ جس چیز کا اثبات کسی ایک کے لیے شرک ہے اس کا اثبات
ہر ہر فرد مخلوقات کے لئے شرک ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک چیز کا اثبات
بعض کیلئے شرک ہو اور بعض کیلئے نہ ہو۔ جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی
اور خلیل احمد انبیٹھی کا عقیدہ ہے کہ علم محیط زمین کا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے لئے ثابت کرنا تو شرک اور شیطان کے لئے نص سے ثابت۔
یہ باطل محض ہے۔

سوال نمبر ۵۵ اور ۵۶:۔ صفاتِ مختصہ باری تعالیٰ کون کونسی ہیں جو بشر
میں نہ بالذات پائی جاسکتی ہیں۔ نہ بالعرض یا ایسی کوئی بھی صفت نہیں۔

کسی مخلوق کی نسبت گو وہ ولی یا نبی کیوں نہ ہو یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ جمیع اشیاء پر قادر ہے تمام مخلوق کا پیدا کرنا۔ مارنا جلانا۔ رزق دینا۔ مریض کرنا۔ تندرست کرنا۔ غرض کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اسی کے قدرت اور اسی کے فعل سے ہو رہا ہے وہی مارتا ہے وہی جلاتا ہے جس قدر انعامات مخلوقات پر ہو رہے ہیں اسی کے جو دو کرم کا نتیجہ ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ باذن اللہ ہے۔ خدا نے اسے ایسی قدرت دے دی ہے کہ وہ اپنے اختیار سے سب کچھ کرتا ہے اور اس معاملہ میں بالکل مستقل ہے اصل فاعل وہی ہے اللہ تعالیٰ محض معطی قدرت ہے بتلایا جائے کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک و کفر ہے یا نہیں۔

جواب :- ایسا عقیدہ ہی ممکن نہیں کہ جمیع اشیاء میں خود وہ شخص بھی ہوگا اس کے لیے کس طرح یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنا خود ہی خالق ہے اور اپنے وجود سے خود مقدم ہے۔ یہ سوال صاحبِ سیفِ میانی کے حواس کا اختلال ہے۔

سوال نمبر ۵۷ :- زید کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں حضور کے بعد ختم نبوت کا دعویٰ کفر محض ہے جس میں کوئی احتمال اسلام کا نہیں لیکن با اینہم کسی اور نبی کے آنے کو ممتنع بالذات نہیں سمجھتا بلکہ ممتنع بالغیر ممکن بالذات سمجھتا ہے۔ بتلایا جائے کہ اس صورت میں زید مسلمان ہے یا کافر۔

جواب :- زید حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے کسی نبی کے آنے کو ممتنع بالغیر کس دلیل سے سمجھتا ہے۔ اور کسی کے دعوے نبوت کو بعد خاتم انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کفر کس برہان سے جانتا ہے وہ دلیل حضور کے بعد دوسرے نبی کا آنا ممتنع بالذات بتاتی ہے یا بالغیر سائل کا جواب تو دے دیا گیا ان کا لہ فہم لیکن اس کا یہ سوال بحث سے بیگانہ ہے۔

سوال نمبر ۵۸: مفہوم کا حصر واجب بالذات ممتنع بالذات ممکن بالذات میں عقلی یا غیر عقلی۔

جواب:۔ سوال متضمن ادعائے حصر مفہوم فی المواد الثلاث ہے وہو باطل لان المفہوم موجود ذہنی والموجود باری نحو کان لا ینقسم الی معدوم فضلا عن الممتنع۔ لہذا یہ سوال جہل۔ سائل کا کاشف حال ہے۔ ابھی تک اس کو مفہوم کے معنی ہی نا مفہوم ہیں۔ سوال نمبر ۵۹ اور ۶۰: مان میں سے کسی ایک قسم کا انقلاب دوسرے قسم کی طرف ممکن بالذات یا ممتنع بالذات۔

کوئی واجب بالذات یا ممتنع بالذات کسی موجود ممکن کا جزو ہو سکتا ہے۔ جواب:۔ مواد ثلاث باہم متقابلات ہیں وہ حکمہا حکم المتقابلات حسب طرح سیفِ میانی کا تصنیف کرنا یا نہ کرنا ہر ایک قبل تصنیف مصنف کے تحت قدرت و اختیار تھا اب بعد تصنیف بھی اس کا سرے سے تصنیف نہ کرنا اپنے حال سابق پر مقدور تحت اختیار ہے یا ناممکن ہو گیا اور صاحب سیفِ میانی کا پیدا کرنا اور اس کو وجود سے بالکل محروم رکھنا دونوں ممکن کی مقدور جانبین ہیں لیکن بعد پیدا کر دینے کے آفرینش سے مطلقاً محروم رکھنا اور سرے سے اس کی خلقت ہی نہ کرنا مقدور باری ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیا ممکن ممتنع ہو گیا۔ سوال نمبر ۶۱ تا ۶۶: جس قدر ممکن بالذات ہیں وہ سب قدرتِ باری میں داخل ہیں یا نہیں؟

کسی ممکن بالذات کو قدرتِ الہیہ سے خارج مان لینا مستلزم انکار الوہیت کو ہے یا نہیں؟

ہر واجب بالذات اور ممتنع بالذات کا ممکن بالذات ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

شرعیات میں کسی چیز کے واجب بالغیر یا ممتنع بالغیر ہونے کا ثبوت
ممتنع ہے یا نہیں؟

ممتنع بالغیر اور ممتنع بالذات عدم وقوع میں دونوں برابر ہیں یا نہیں اول
داخل قدرت اور ثانی خارج عن قدرت ہے یا نہیں اس کو بھی واضح کر
دیا جائے کہ قدرت کے کیا معنی ہیں۔؟

ہر واجب بالغیر یا ممتنع بالغیر باوجود ضرورت وقوع یا عدم وقوع کے
داخل قدرت ہے یا نہیں اور جانب مخالف تحت قدرت ہے یا نہیں۔
جواب :- تمام ممکنات بالذات کا ایک حال نہیں کون کہہ سکتا ہے کہ صفات
الہیہ تحت قدرت ہیں۔ قدرت و حیات خود صفات میں سے ہیں اور صفات
مذہب متکلمین پر زائد علی الذات اور جو زائد علی الذات ہو وہ واجب بالذات نہیں
شرح مواقف میں ہے۔ القدرة صفة زائدة علی الذات لما بینا من اثبات
زیادة الصفات علی وجه اعم۔

تو اب صفات متکلمین کے نزدیک واجب بالذات نہیں ہوتیں۔
شرح عقائد نفسی میں ہے۔

فالاولی ان یقال المستحیل تعدد ذوات قدیمة لاذات
وصفات وان لا یجتزأ علی القول بكون الصفات واجبة
الوجود لذاتها بل یقال هی واجبة لا لغيرها بل لما لیس
عینها ولا غیرها اعنی ذات اللہ تعالیٰ وتقدس ویكون
هذا مراد من قال واجب الوجود لذاته هو اللہ تعالیٰ و صفات
یعنی انہا واجبة لذات الواجب تعالیٰ وتقدس
واما فی نفسہا فہی ممکنة۔ لہ

سائل نا اہل اگر کچھ بھی خرد سے بہرہ رکھتا ہے تو اپنے مجموعہ نمبروں کے جوابات شافی اور کافی اس عبارت میں پالیگا صرف تعریف قدرت باقی رہ جاتی ہے وہ کتب عقائد میں دیکھ لے۔

سوال نمبر ۶۷: جس کی نظیر ممتنع بالذات ہو اس کا واجب بالذات یا ممکن بالذات ہونا ضروری ہے یا نہیں؟
جواب: نہیں۔

سوال نمبر ۶۸: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے عقیدہ میں انسان ہیں یا نہیں۔
جواب: انسانوں میں سب سے افضل و اعلیٰ سب کے سید و مولیٰ۔

سوال نمبر ۶۹: انسان نوع ہے یا نہیں؟
جواب: اس پر نہ کوئی دلیل عقلی قائم ہے نہ نقلی کہ افراد انسان کی پوری حقیقت حیوان ناطق ہے۔

سوال نمبر ۷۰: نوع کے افراد متحد بالذات ہوتے ہیں یا نہیں۔

جواب:۔ جواب نمبر ۶۹ میں بتایا جا چکا ہے کہ نوع ہونے پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی قائم نہیں ہے لہذا سوال نمبر ۷۰ بیکار ہے معہذا شرکت فی الماہیۃ النوعیۃ مستلزم شرکت فی النعوت الکیالیۃ الشخصیۃ نہیں۔

سوال نمبر ۷۱: کسی انسان کی نظیر و مثال میں اتحاد زمانہ بھی شرط ہے یا نہیں؟
اگر شرط ہے تو کیا پھر جس قدر افراد انسان گزر چکے ہیں وہ سب ممتنع النظیر ہیں؟
اگر نہیں تو یہ امتناع بالذات ہے یا بالغیر اور یہ امتناع نظیر قابل مدح ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ اگر کسی انسان کی اولیت یا آخریت اس کے حق میں فضیلت ہو اور مشرع نے اس کو اس ذات گرامی کے فضائل و کمالات میں داخل فرمایا ہو تو اس کی نظر کے لئے یہ اولیت یا آخریت زمانیہ ضروری ہے کہ

فاقدِ فضل صاحبِ فضل کا نظیر نہیں ہو سکتا۔

سوال نمبر ۶۲ :- ایک نوع کے بعض افراد ممکن و جود اور بعض ممتنع بالذات ہو سکتے ہیں یا نہیں اگر ہو سکتے ہیں تو تبدیل ذات تو لازم نہیں آئیگا؟

جواب :- یہ تو سائل اپنے پیشواؤں سے دریافت کرے کہ کیا ایک نوع کے افراد میں سے کسی ایک ممتنع النظیر فرد کا پیدا کرنا قدرتِ الہی میں داخل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایک نوع کے بعض افراد ممکن ہوتے ہوئے یہ کیوں ممتنع اور خارج عن القدرة ہوا۔ اور اگر ایسے فرد کا پیدا کرنا تحت قدرت ہو تو پھر اس کا نظیر ممتنع ہوگا۔ (ممتنع النظیر سے ایسا فرد مراد ہے جس کا نظیر ممتنع بالذات ہو)

سوال نمبر ۶۳ اور ۶۴ :- کسی امر ممکن کی نظیر ممکن بالذات ہی ہوگی یا ممتنع بالذات بھی ہو سکتی ہے کسی ممکن الوجود کلی کے افراد کی نسبت قدرت باری تعالیٰ تنہا ہی ہو سکتی ہے یا نہیں۔؟

قدرت باری کو جو اہلسنت غیر تنہا ہی کہتے ہیں ان کی اس سے کیا مراد ہے؟
جواب :- ہر ممکن کے لئے اس کا نظیر ہونا ممکن نہیں۔ اول مخلوق ممکن ہے لیکن اس کے بعد اس کا نظیر ممکن نہیں۔ کلی کے افراد کیلئے قدرت کی عدم تنہا اور چیز ہے اور کسی فرد متصف باوصاف ناقابل اشتراک کی نظیر کا نام ممکن ہونا دوسری چیز ہے ایسے لغو سوالوں سے بجز اظہارِ جہل اور کیا حاصل۔

سوال نمبر ۶۵ :- انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام افراد انسانی اور متحد بالذات ہیں یا سب مختلف الماہیات؟ اگر مختلف الماہیات ہیں تو وہ ماہیات مختلف کلیات ہیں یا نہیں۔

جواب :- منزه عن شریک عنی محاسنہ + فجوہر الحسن فید

غیر منقسم۔

سوال نمبر ۷۶ :- اگر علماء کے کلام میں لفظ واجب یا ممتنع پایا جائے تو اس سے بالذات مراد ہو گا یا بالغیر یا قرینہ کا محتاج ہو گا۔

جواب :- اکثر بالذات پر اطلاق کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۷۷ :- جو شخص باری عز اسمہ کے کلمہ کو محال بالغیر اور ممکن بالذات ہونے کی وجہ سے تحت القدرۃ جانے وہ مسلمان ہے یا دین اسلام سے خارج ؟

جواب :- معاذ اللہ کذب وغیرہ قبائح کو حضرت رب العزت کے لئے ممکن جاننا ضلال مبین ہے مسلمان کی شان نہیں۔

سوال نمبر ۷۸ :- بعض علماء نے جو قدرت کے دو معنی لکھے ہیں (ایک وہ صفت قدیمہ جو عجز کی ضد ہے اور تمام ممکنات پر حاوی و دوسرے تقدیر جو ممتنعات بالغیر کو شامل نہیں) صحیح ہیں یا نہیں اور کتب شرعیہ میں قدرت کس معنی میں مستعمل ہوتی ہے۔

جواب :- شرح عقائد میں ہے۔ القدرۃ کا وہی صفت انزلیۃ تو شرفی المقدورات عند تعلقها بہا۔ یہ سوال بھی اور سوالوں کی طرح مکر رہے کہ نمبر ۷۵ میں آچکا ہے۔

سوال نمبر ۷۹ :- مجموعہ کلام پر قادر ہونا اس کے اجزاء پر قدرت کو بھی مستلزم ہے یا نہیں ؟

جواب :- یہی کیوں نہ کہو کہ مجموعہ کلام کا لکھنا اس کے ہر جزو کا لکھنا ہے اور مجموعہ کے متکلم پر ایک ایک جزو کے متکلم کے وصف کا اطلاق و بابتیت کا مقصد ہے۔

سوال نمبر ۸۰ :- کیا دو چیزوں میں اتحاد ذاتی کے باوجود امکان ذاتی اور

امتناع ذاتی کا تغاثر ہو سکتا ہے۔

جواب :- کون سا اتحاد ذاتی کلی یا شخصی۔ امکان ذاتی کلی کا منافی امتناع ذاتی شخصی کا نہیں۔

سوال نمبر ۸۱ :- مرکب کا وجود اجزاء کے وجود سے ہوتا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ صرف کل موجود ہو اور اجزاء کل کے کل یا ان میں سے بعض منتزعی ہوں؟
جواب :- اجزاء سے کس قسم کے اجزاء مراد ہیں۔

سوال نمبر ۸۲ :- صدق و کذب کلام کی ذاتیات میں سے ہیں یا لوازم ذات میں سے یا لوازم وجود میں سے یا عوارض منفکہ میں سے۔؟

جواب :- صدق و کذب کلام کے عوارض میں سے ہیں کیونکہ کلام انشاء کو بھی شامل ہے جو صدق و کذب کے ساتھ متصف نہیں ہوتا۔ اور درحقیقت صدق و کذب خبر کی صفتیں ہیں۔

سوال نمبر ۸۳ :- ایک ہی کلام دو وقتوں کے اعتبار سے یا محلی معنہ کے اختلاف کی وجہ سے صدق اور کذب میں مختلف ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

جواب :- وقتوں کا اختلاف بڑا عجیب ہے۔ دو وقتوں کے اعتبار سے ایک شے وجود و عدم میں بھی مختلف ہو سکتی ہے لیکن سائل کو یہ تصریح کرنا چاہیے کہ سوال میں کلام سے اس کی مراد کلام قدیم ہے یا کلام حادث۔

سوال نمبر ۸۴ :- محقق حیث اطلاق نے مسامرہ میں جو صاحب عمدہ کی غلطی نکالی ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ پھر صاحب مسامرہ کی یہ رائے کہ داخل

فی التمز یہ بھی ہے کہ کذب وغیرہ کو تحت القدرة مانا جائے اور امتناع کو اختیاری کہا جائے درست ہے یا نہیں۔؟

جواب :- مسامرہ محقق علی الاطلاق حضرت امام ابن الہمام کی تصنیف ہی نہیں

ہے سائل ہوش درست کرے۔ حضرت موصوف کی تصنیف مسایرہ ہے اور مسایرہ کی طرف مضمون مذکورہ سوال کی نسبت غلط ہے جیسا کہ ہم ۱۹۵ تا ۱۹۶ لکھ چکے ہیں۔

سوال نمبر ۸۵: قاضی بیضاوی کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کے وقوع یا عدم وقوع کی خبر دے دینا اس کو مقدوریت سے نہیں نکال دیتا اور حدیثہ سیالکوٹی کا زبردست الفاظ میں اس کی تائید کرنا مذہب اہل سنت کے موافق ہے یا نہیں؟

جواب: سائل بیضاوی کی عبارت کا مطلب نہیں سمجھا اور جو مضمون اس نے حضرت قاضی ناصر الدین بیضاوی کی طرف نسبت کیا یہ اس کا جہل ہے اس بیان ص ۱۹۱ و ۱۹۲ میں گذر چکا ہے۔

سوال نمبر ۸۶: علی ہذا میر سید شریف کا یہ فرمانا کہ کذب ان ممکنات میں سے ہے جن کو قدرت خداوندی شامل ہے درست و مطابق اہل سنت کے ہے یا نہیں۔

جواب: یہ بھی بہتان ہے کہ میر سید شریف نے معاذ اللہ کذب باری کو ممکن تحت قدرۃ بتایا اس کی پوری توضیح ہم ص ۱۹۳ و ۱۹۴ کر چکے۔

سوال نمبر ۸۷: یہ چاروں حضرات باب عقائد میں اہل سنت کے امام مانے جاتے ہیں یا نہیں؟

جواب: یہ حضرت اہل سنت کے تو پیشوا ہیں مگر وہاں بیہ اہل حنلالیت کا مذہب تو ان کے کلام سے پاش پاش ہوتا ہے وہ کس طمع میں ان کا نام لیتے ہیں۔

سوال نمبر ۸۸: بھول گیا۔ بھول گیا۔ بھول گیا۔

جواب : اس نمبر کا سوال سائل بدحواسی میں چھوڑ گیا۔ اس پر اگندہ دماغی میں جو بات کہی ہو اس کا کہاں تک اعتبار ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۱۸۹ اور ۹۰ : خداوند جل علی شانہ جو اپنے وعدوں اور وعیدوں کو پورا کرے گا تو یہ پورا کرنا بالاختیار ہوگا یا بالاضطرار؟ اگر کہا جائے کہ بالاختیار ہے تو مہربانی فرما کر کے اختیار کے معنی بتلا دیئے جائیں؟

جن لوگوں کی نسبت باری تعالیٰ نے قرآن عزیز میں یہ خبر دی ہے کہ وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے ان کا ایمان لانا ممکن بالذات اور باوجود ممتنع بالغیر ہونے کے داخل قدرت ہے یا نہیں۔

جواب : سوال کیا ہے جمق ہے مستلزم بالذات کا ممتنع بالذات ہونا کس نے ضروری بتایا ہے اور خدا اضطرار سے بالاتر ہے۔

سوال نمبر ۹۱ : جن اکابر علماء نے حرمین شریفین کے چار مصلوں کو اچھی نظر سے نہ دیکھا یا ان کی مذمت کی جن کے اسمائے گرامی شامی اور منعمۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق کے حوالہ سے لکھے جا چکے ہیں وہ آپ کے نزدیک گروہ اہلسنت میں داخل ہیں یا نہیں؟

جواب : اکابر علماء کی طرف یہ نسبت کرنا کہ انہوں نے چار مصلوں کو اچھی نظر سے نہ دیکھا جھوٹ و بہتان و جہل و نادانی سے اس کی تفصیل ض ۱۲۱ و ض ۱۲۲ میں لکھی گئی ہے؟

سوال نمبر ۹۲ اور ۹۳ : کیا قیام مبداء عرفاً یا لغتاً اطلاق مشتق کو مستلزم ہے؟ کیا لازم تعریف کی طرح اضافت بھی بعض اوقات عہد کی مفید ہو جاتی ہے؟

جواب : قیام مبداء حمل مشتق کی علت ہوتا ہے یہ سوال کچھ مناظرانہ تو نہیں ہے اس قسم کے سوال کرنا ہوں تو مکتب خانہ میں کتاب لے کر حاضر ہو۔

سوال نمبر ۹۴: کیا فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہیں اس کی تصریح کی ہے یا اگر کسی مباح یا مستحسن چیز کے ساتھ لوگ واجب کا سامعاً ملہ کرنے لگیں تو وہ چیز واجب الترتک ہو جاتی ہے۔

جواب: جمعہ کو کپڑے بدلنا۔ عید کو نئے کپڑے بدلنا مسلمانوں میں ایسا معمول ہے جس کو ترک ہی نہیں کرتے باوجود اس کے کسی نے اس کو واجب الترتک نہیں کہا۔ اسی طرح مدرسوں میں جمعہ کی چھٹی۔ رمضان کی تعطیل۔ شعبان میں امتحان اور دستار بندی کے جلسے کہ ان کے ساتھ فرض کا سامعاً ملہ کیا جاتا ہے تو بقائدہ وہاں یہ ان کا ترک فرض ہونا چاہیے۔

سوال نمبر ۹۵: بدعت شرعی کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔ بدعت شرعی سے ہماری مراد ہر وہ چیز ہے جس کا ثبوت اولہ، اربعہ شرعیہ (کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و اجماع اُمت و قیاس مجتہد) سے نہ ہو پھر لوگ اس کو دینی بات سمجھ لگیں۔

جواب: اولہ شرعیہ سے ثبوت نہ ہونا کیا معنی یعنی عمل کی ہیئت کذاتی منقول نہ ہو جیسے بناتے مدارس تعیین نصاب تقسیم درجات۔ ایام تعطیل وغیرہ بقیود اور کلام اللہ کا معہ ترجمہ و اعمال و تقوشش و تعویزات وغیرہ کے چھاپنا یا یہ کہ اس کی اصل ثابت ہو گو ہیئت کذاتی بعینہ منقول نہ ہو اس کو بھی سائل اولہ شرعیہ سے ثابت مانتا ہے یہ تصریح کر دینی ضروری ہے اور یہ بتانا بھی بزمہ سائل واجب ہے کہ دینی بات سمجھنے سے اس کی کیا مراد ہے اتنا ہی کہ لوگ — اس کو ثواب کا کام سمجھتے ہوں یا کچھ اور۔

سوال نمبر ۹۶: آپ حضرات تیجے۔ دسویں بیسویں۔ چالیسویں برسی

و تقیرہ رسوم مروجہ بعد الموت کو دینی کام سمجھتے ہیں یا آپ کے نزدیک بھی یہ صرف ذنیوی بکھیڑے ہیں۔ ؟

جواب : مسجدوں میں اوقات نماز کے نقتے لگانا، رمضان میں سحری و افطار کے نقتے شائع کرنا، سحری کے وقت گھنٹیاں پٹانے بجانا، مدارس قائم کرنا دارالحدیث کے نام سے عمارت بنانا وغیرہ یہ سب وہابیہ کے نزدیک دینی کام ہیں یا ذنیوی بکھیڑے ہیں۔

سوال نمبر ۹۶ : بزرگان دین کے مزارات پر پھول چڑھانے چادریں چڑھانے چراخاں کرنے ان کے لئے نذر و نیاز ماننے وغیرہ وغیرہ کے جائز کرنے کے لئے ایسی تاویلات کرنا جن کی عوام کو خبر بھی نہ ہو بلکہ وہ ان کی سمجھ سے باہر ہوں درست ہے یا نہیں اور کیا آپ حضرات کی ان تاویلات سے عوام کے وہ افعال جائز ہو سکتے ہیں۔ ؟

جواب : مزارات پر پھول اور چادریں ڈالنے کے جو وجوہ ہوازیہ بیان کئے جاتے ہیں وہی عوام کو مقصود بھی ہیں۔ خواہ مخواہ کسی بُری نیت کو ان کی طرف نسبت کر دینا مسلمانوں پر بہتان و افترا ہے۔

سوال نمبر ۹۸ : کیا عند القرائن لازم بول کر ملزوم۔ اور ملزوم بول کر لازم مرد لیا جاسکتا ہے۔ ؟

جواب : سوال میں قرائن کو صاف بیان کر دینا چاہیے تھا۔ کیا معلوم سائل کس کو قرینہ سمجھتا ہے۔

سوال نمبر ۹۹ : کیا حکم مطلق کی تقیید حکم کی تغیر ہے۔

جواب : مطلق کتاب کی تقیید بغیر دلیل معتبرنا جائز ہے۔ کتاب میں

یہ سوال لکھنے سے کیا فائدہ۔ یہ باتیں سیکھنی ہوں تو سائل اصول الشاشی لے کر کسی طالب علم کے پاس چلا جاتے۔

سوال نمبر ۱۰: شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی و حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی و حضرت مجدد الف ثانی و حضرت شاہ رفیع الدین صاحب و حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب و حضرت شاہ عبد القادر صاحب و حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی اور علامہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر اور علامہ ابن عابدین شامی و حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب — پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تمام تصانیف اور ان کا ہر ہر جزئی مسئلہ آپ کے نزدیک قابل عمل ہے یا ان حضرات کی کچھ باتیں آپ کے نزدیک ناقابل قبول بھی ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو وہ کون سی باتیں ہیں۔ ایک مکمل لیکن مختصر فہرست درکار ہے۔

جواب :- سائل نے سوال میں کس کس کو ملا دیا۔ کہاں امام ابن ہمام اور کہاں مولوی محمد اسحاق وہابیہ کے گرو۔ اور سب کی نسبت ایک حکم دریافت کیا جا رہا ہے۔ شاہ اسحاق صاحب نے بکثرت مسائل غلط لکھے حوالے غلط دیئے ہیں۔ ان کا ہر ہر جزئی مسئلہ تسلیم ہو گا تو وہابیہ کو ہو گا۔ اس سلسلہ میں مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کا بھی ذکر کیا ہے جن کے بہت سے کلام وہابیہ کے مخالف ہیں۔ سائل کو یہ بھی تصریح کر دینی تھی کہ وہ ان مذکورین کے ساتھ کیسا اعتقاد رکھتا ہے اور ان کے ہر ہر جزئی مسئلہ کے ماننے کا خود بھی پابند ہے یا نہیں؟ اور اگر ان میں باہم اختلاف ہو تو کس کو ترجیح دیتا ہے اور مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد

انہی کے مقابلہ میں ان کے کلام کی کیا حیثیت سمجھتا ہے۔ ہم ان میں سے بعض حضرات کے ساتھ عقیدت و اخلاص رکھتے اور بعض کو اپنا پیشوائے دین جانتے ہیں۔ اور بعض کو ناقابل اعتبار اور بعض کو وہابیہ کا گرو سمجھتے ہیں۔

الحمد لله رب العالمین سیف یمانی کے حرف حرف کا مفصل و مدلل رد ہو چکا۔ ایک ایک بات کا جواب دے دیا گیا اللہ تعالیٰ مخالفین کو توفیق قبول حق عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو ان کے لئے سبب ہدایت کرے۔ اور عاجز مصنف کے لئے ذخیرہ آخرت و توشہ عاقبت بنائے۔

(آمینے)

والحمد لله رب العالمین و صلی الله تعالیٰ علی
خاتم انبیاءہ و سیدہ رسالہ و اولیہ و اصحابہ اجمعین۔

سولہ ایجنٹ

رضوی کتب خانہ

اردو بازار لاہور

اجمل العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اجمل صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کے ۵۰ سالہ پرانے فہم پارے کی اشاعت نو

ردِ شہابِ ثاقب

۱۳۷۲ھ
۱۹۵۳ء

عجم ہنور نداند رموزِ دین ورنہ
زدیوبند حسین احمد این چہ بوالعجبی است (اقبال)

﴿ دیوبندی ”شیخ الاسلام“ کانگریسی مولوی حسین احمد (م ۱۹۵۷ء) کی تصنیف کا ردِ تبلیغ
﴿ ٹانڈوی صاحب (م ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء) کی ”.....تمام بولہسی ست“ کے سطر سطر پر جلوے
﴿ قرآن و حدیث، ارشادات فقہاء صوفیہ (رحم اللہ تعالیٰ) کی روشنی میں مسلک
الہی سنت و جماعت کا مدلل بیان

﴿ ٹانڈوی صاحب کا ”فرضی“ کتب سے خود ساختہ ”اقتباسات پیش کرنے کے مذموم عمل کی نشاندہی
﴿ دیوبندیوں و ہابیوں کی گستاخانہ عبارات کے متعلق تاویلات، فاسدہ کا پوسٹ مارٹم
﴿ شیخ نجدی (م ۱۹۳۷ء) کی گستاخیوں کے ۱۲ نمونے ٹانڈوی کے قلم سے
﴿ دیوبندیہ و ہابیہ کی تکفیری مشین کے قریباً ۷۰ تکفیری نمونے
﴿ ۱۳۶ صفحات پر مشتمل ٹانڈوی کے رسالہ سے ۶۳۰ گالیوں کی منتخب فہرست
﴿ رسالہ ”غایۃ المامول“ (منسوب بہ علامہ برزنجی) کی حقیقت اور اس میں تحریفات کی نشاندہی
﴿ دیوبندی ملا منور علی رامپوری کا شرمناک کارنامہ؟ ”سیف الہی“
﴿ گاندھوی ”شیخ الاسلام“ کی کذب بیانیوں، دروغ بانوں اور مغالطہ آمیزیوں کا تنقیدی جائزہ
﴿ سطر سطر آجالاً حرف حرف سویرا رخسار دیوبندیہ پہ زنائے دارِ تعمیرا

وہ شاندار کتاب جسے ہر لائبریری کی زینت ہونا چاہیے

ہدیہ: ۱۵۰ روپے

صفحات ۳۶۲